توہینِ رسول اور اسلامی قوانین

تالیف
شیخ الاسلام
مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی 1174 ہجری

ترجمہ و حواشی
فضیلۃ الاستاذ
مفتی ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ

تقدیم
حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ
(شیخ الحدیث و رئیس دار الافتاء جامعۃ النور)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

اَلسَّيْفُ الجَلِيْ عَلَى سَابِّ النَّبِي علیہ الصلوۃ والسلام

کا پہلا اُردو ترجمہ بنام

توہین رسول اور اسلامی قوانین

"تالیف"

شیخ الاسلام

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی 1174 ہجری

"تخریج و تحقیق"

علامہ عبد اللہ فہیمی سندھی حفظہ اللہ

"ترجمہ وحواشی"

فضیلۃ الاستاذ

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ

"تقدیم"

شیخ الحدیث

مفتی ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ

ناشر

جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

طباعتی تفصیلات

کتاب	:	السیف الجلي علی ساب النبي علیہ الصلاۃ والسلام
اُردو نام	:	"توہین رسول اور اسلامی قوانین"
مؤلف	:	شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ
تخریج	:	علامہ عبد اللہ فہیمی سندھی حفظہ اللہ
مترجم	:	فضیلۃ الاستاذ مفتی ابو محمد اعجاز احمد حفظہ اللہ
تقدیم	:	شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ
سن اشاعت	:	جمادی الاولیٰ 1437 ہجری / مارچ 2016
تعداد	:	12500
ناشر	:	جمعیّت اشاعت اہلسنّت، کراچی، پاکستان

(نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 021.32439799)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

انتساب

حریم نبوی اور آبروئے محمدی

کی محافظت کرنے والے اُن تمام ہی شیدائیوں کے نام

جنھوں نے اپنی زندگیاں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناموس پر قربان

کرتے ہوئے زبانِ حال سے یہی پیغام دیا

یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں

ترے نام پر سب کو وارا کروں میں

اعجاز

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الکریم

نبی کریم ﷺ کے خلاف توہین آمیز مہم چلانا ہمیشہ سے دشمنانِ اسلام کا وطیرہ رہا ہے، شروع میں مشرکین مکہ نے زمانۂ جاہلیت کے شعراء اور ادباء کے ذریعے یہ مہم چلائی اور پس پردہ یہود کی حمایت اُن کو حاصل تھی، پھر یہود کی طرف سے توہینِ رسالت کی مہم شروع کی گئی جس کی تفصیل کُتُبِ احادیث میں موجود ہے۔ یہود ونصاریٰ کے لئے یہ بات کسی بڑے صدمے سے کم نہ تھی کہ نبی آخر الزماں ﷺ حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد سے ہیں جب کہ وہ لوگ حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد سے اُس نبی کی آمد کی منتظر اور خواہشمند تھے جن کی آمد کی خبر انبیاء سابقین دیتے گئے اسی لئے یہود و نصاریٰ نے ہر اُس مہم ہر اُس تحریک کا ساتھ دیا جو توہینِ رسالت پر مبنی تھی اور خود یہ لوگ ایسی تحریکیں چلاتے آئے ہیں۔ اور جھوٹے مدعیانِ نبوت کا دعوائے نبوت بھی اس مہم کا حصہ ہے۔

اسپین میں عیسائیوں نے توہینِ رسالت کی باقاعدہ تحریک شروع کی اور صلیبی جنگوں کی زمانے میں پیغمبر اسلام ﷺ کی شانِ اقدس میں نہایت توہین آمیز جھوٹا پروپیگنڈا کیا گیا اور اسی دَور کے زہریلے پروپیگنڈے کے اثرات آج بھی مغربی ممالک میں چھائے ہوئے ہیں۔ اور برصغیر پر انگریز کے قبضے کے بعد انہوں نے اسلام دشمنی کا رنگ دکھانا شروع کیا، عیسائی مشنریوں کو شہروں میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے لٹریچر مہیا کر کے سرگرم کر دیا اور انہوں نے ہندوؤں کو بھی اس پر اُبھارا جس کی وجہ سے توہین کے متعدد واقعات رونما ہوئے۔

اور مغرب کے یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی او رنبیٔ اسلام ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخیوں کا مکروہ کھیل اکیسویں صدی عیسوی میں بھی جاری ہے۔

آج بھی یورپ اور امریکہ میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی خلاف توہین آمیز مہم جاری ہے اور پوری دنیا میں بعض نام کے مسلمانوں کو بھی انہوں نے اپنی اس تحریک کا حصہ بنا لیا ہے جن میں سے کچھ تو خود گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں اور دوسرے اس عظیم جرم کی شرعی سزا کے خلاف اہلِ اسلام کے قلوب و اذہان میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرنے میں مصروف ہیں۔ لیکن ہر دور میں اہل اسلام میں سے ایسے مجاہد سامنے آتے رہے ہیں جو گستاخی کے مرتک افراد کو کیفر کردار تک پہنچانے کا کام انجام دیتے رہے اور ہر زمانے میں علماء حقہ نے تقریر و تحریر کے ذریعے ان تحریکوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے، اُن میں سے ایک شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے "السیف الجلی" کے نام سے یہ کتاب لکھی اور ادارے نے اس کی تحقیق و تخریج کروائی اور یہ کتاب علامہ ابو البرکات کی تقدیم کے ساتھ کویت سے شائع ہوئی۔ پھر ہم نے مفتی محمد اعجاز صاحب سے اس کا اردو ترجمہ کروایا، اب ادارہ اسے اپنے سلسلۂ اشاعت میں شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے تاکہ عوام و خواص میں عشق مصطفی ﷺ کو بیدار کیا جائے اور جو تذبذب کا شکار ہیں اُن کی تسلی کا سامان کیا جائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب کو جو اس کام کے اصل محرک ہیں اور محقّق مولانا عبد اللہ فہیمی سندھی صاحب، علامہ ابو البرکات صاحب اور مفتی محمد اعجاز صاحب اور اراکین جمعیت کو کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد عرفان قادری ضیائی

تقدیم

نحمده و نصلّی علی رسوله الکریم

قرآن کریم نے ایسے لوگوں کے لئے جو نبی کریم ﷺ کی توہین کے مرتکب ہوں دنیا و آخرت میں ذلت کا عذاب بیان کیا ہے جیسا کہ سورۂ احزاب (۳۳/ ۵۷) میں ہے اور دنیا میں ذلت کا عذاب یہ ہے کہ انہیں قتل کیا جائے اور توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے اور احادیث نبویہ علیہ التحیۃ و الثناء اس پر شاہد عادل ہیں کہ ایسے موذیوں کے قتل کے احکام بارگاہِ نبوی ﷺ سے جاری ہوتے رہے یہاں تک کہ غلافِ کعبہ میں لپٹے ہوئے توہینِ رسالت کے مرتکب کو بھی معاف نہ کیا گیا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ماورائے عدالت بھی ایسے موذیوں کا کام تمام کیا۔

اور امتِ مصطفیٰ ﷺ کا اس بات پر اجماع ہے کہ گستاخِ رسول ﷺ کی سزا قتل ہے، اس اجماع کو امام عبد اللہ بن محمد بن عبد السلام بن سعید ابن سحنون مالکی متوفی ۲۵۶ھ، امام ابو بکر محمد بن ابراہیم بن المنذر نیشاپوری متوفی ۳۰۹ھ، امام ابو بکر جصاص رازی حنفی متوفی ۳۷۰ھ، امام ابو سلیمان احمد بن محمد خطابی بُستی شافعی متوفی ۳۸۸ھ، امام ابو بکر فارسی شافعی، قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ یحصبی اندلسی مالکی متوفی ۵۴۴ھ اور شیخ ابن تیمیہ حنبلی وغیرہم نے نقل کیا ہے جیسا کہ "الشفاء" (ص۲۰ و ۴۸۵)، "الدرر الحکام" (۱/ ۳۰۰)، "حسب المفتین" (ق۳۳۷/ ب)، "رد المحتار" (۴/ ۳۵۷)، "الأشراف" (۳/ ۱۶۰) "الاجماع لابن المنذر (ص۱۲۸)، "أحکام القرآن للرازی (۸/

۱۲۸)، "معالم السُنن" (۴/ ۲۵۱)، "الصارم المسلول" (ص۳۷۴) اور دیگر کُتب میں مذکور ہے۔

اور امام اعظم امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے حوالے سے نقل کیا جاتا ہے کہ اُن کے نزدیک یہ جرم ارتداد ہے لیکن محرر مذہب امام ابی حنیفہ امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ کے نزدیک ایسے شخص کی سزا صرف قتل ہے اور اس شخص کی توبہ ہرگز قابل قبول نہ ہو گی جیسا کہ "العقود الدریۃ" (۱/ ۱۰۴) میں ہے۔ اور عملی طور پر احناف کے مؤقف کو دیکھا جائے تو متعدد شواہد کی روشنی میں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ احناف نے وہی مؤقف اختیار فرمایا ہے جو امام اعظم کے شاگرد، مذہب حنفی میں ممتاز مقام کے حامل امام محمد کا ہے۔ اور جو امام مالک، امام احمد، امام شافعی اور جمہور علماء اسلام کا مؤقف ہے کہ توہینِ رسالت کا مرتکب حدًا قتل کیا جائے، اس کی توبہ کا تعلق آخرت سے ہو گا دنیا میں اُس کی سزا صرف اور صرف قتل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ متاخّرین فقہاء احناف نے یہی مؤقّف اختیار کیا ہے، اس لئے امام ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: (مرتد کی توبہ قبول ہو گی) لیکن کچھ مسائل میں مرتد کی توبہ قبول نہیں ہو گی۔ ان میں پہلی چیز نبی کریم ﷺ کی توہین کر کے مرتد ہونا ہے، "فتح القدیر" میں ہے کہ جو بھی شخص رسول اللہ ﷺ سے اپنے دل میں بغض رکھے وہ مرتد ہو گا تو حضور ﷺ کی توہین کرنے والا بطریق اَولیٰ مرتد ہو گا پھر اسے ہمارے نزدیک حدًا قتل کیا جائے گا اور توبہ سے اُس کا قتل معاف نہیں ہو گا، یہ اہل کوفہ اور امام مالک کا قول ہے، خطابی کہتے ہیں کہ میں کسی ایک ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے اس کے واجب القتل ہونے میں مخالفت کی ہو۔ (البحر الرائق، ۵/ ۱۳۶)

اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے لکھا کہ "مذہب ابی حنیفہ" کے "فتاوی" میں ہے جو بھی نبی کریم ﷺ کی توہین کرے اُسے قتل کر دیا جائے، برابر ہے کہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔(تفسیر مظہری)

اور فقہاء احناف نے جمہور کے مؤقف کے موافق میں فتوی دیا ہے، اس باب میں فقہاء احناف کی جو عبارات میری نظر سے گزریں وہ امام محمد بن حسن شیبانی، امام فقیہ ابو اللیث سمرقندی حنفی متوفی ۳۷۵ھ، امام ابو العباس ناطفی حنفی متوفی ۴۴۶ھ، شمس الائمہ امام محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ، صدر الشہید عمر بن عبد العزیز ابن مازہ نجاری حنفی متوفی ۵۳۶ھ، امام طاہر بن عبد الرشید بخاری حنفی متوفی ۵۴۲ھ، امام حسن بن منصور اوزجندی قاضیخان حنفی متوفی ۵۹۲ھ، امام برہان ابو المعالی محمد بن صدر الشہید حنفی متوفی ۶۱۶ھ، علامہ حجندی، علامہ ابو بکر علی حدادی متوفی ۸۰۰ھ، حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن البزار حنفی متوفی ۷۲۷ھ، شارح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ، قاضی محمد بن فراموز ملا خسرو حنفی متوفی ۸۸۵ھ، مولی یوسف بن جنید اخی چلپی حنفی متوفی ۹۰۵ھ، علامہ شمس الدین احمد بن سلیمان بن کمال پاشا حنفی متوفی ۹۴۰ھ، علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ، علامہ محمد بن عبد اللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ، علامہ سراج الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۱۰۰۵ھ، محقق فقیہ عبد الرحمن آفندی حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ، علامہ ابو یوسف بایزید بن یوسف حنفی (کان حیاً سنة ۱۰۸۰ھ)، علامہ خیر الدین رملی حنفی متوفی ۱۰۸۱ھ، علامہ مصطفی بن خیر الدین حنفی، علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، محشی صحاح ستہ علامہ محمد بن عبد الہادی ابو الحسن کبیر سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ، علامہ ابو الطیب محمد بن عبد القادر سندھی حنفی متوفی ۱۱۴۹ھ، علامہ ابو السعود حنفی متوفی ۱۱۷۲ھ، شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ، علامہ شاہ محمد عنایت قادری حنفی (کان حیاً سنة ۱۱۷۴ھ)، علامہ

مصطفی بن محمد الطائی حنفی متوفی ۱۱۹۲ھ، نعمان ثانی مخدوم عبد الواحد سیوستانی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ، علامہ سید احمد بن محمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ، علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، علامہ محمد عابد انصاری سندھی حنفی متوفی ۱۲۵۷ھ، سیف المسلول شاہ فضل رسول بدایونی حنفی متوفی ۱۲۹۲ھ، علامہ نظام الدین کیرانوی حنفی وغیرہم ہیں۔

زیر نظر کتاب "السَّیفُ الجلِیُّ عَلَی سَابِّ النَّبِیِّ ﷺ" شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کی تصنیف ہے جو اپنے موضوع پر ایک جامع تحریر ہے، مصنف علیہ الرحمہ کی اس موضوع پر مذاہب اربعہ کے حوالے سے سیر حاصل بحث فرمائی ہے، خاص طور پر فقہ حنفی کے لحاظ سے اس طرح بحث فرمائی ہے کہ موضوع سے متعلق شکوک و شبہات دور ہو گئے۔

یہ کتاب اب تک مخطوط تھی، علامہ عبد اللہ فہیمی نے میری تحریک پر اس کتاب پر کام شروع کیا اور علامہ محمد عرفان صاحب ضیائی اور اراکین ادارہ نے اس میں بھرپور تعاون کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کتاب طباعت کے لئے تیار ہو گئی اور علامہ ابو البرکات صاحب کی تقدیم اور تعاون سے شائع ہوئی، پھر میں شکریہ ادا کروں گا مفتی محمد اعجاز صاحب کا جنھوں نے میری گزارش پر اس کا اردو زبان میں ترجمہ کیا اور علامہ عرفان ضیائی صاحب اور علامہ مختار اشرفی صاحب کا جنھوں نے اس کتاب کا ترجمہ کرانے کی اجازت دی اور طباعت میں بھرپور تعاون فرمایا، اس طرح یہ کتاب عوام و خواص کے ہاتھوں تک پہنچ گئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی سعی کو اپنے حبیب ﷺ کے تحصیل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم دار الحدیث و الافتاء

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الکریم

سید المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی عزت و ناموس پر پہرا دینا ہر مسلمان کی سعادت ہے۔ ائمہ دین اور علمائے کرام اپنے علم و قلم سے بھی یہ فریضہ سرانجام دیتے رہے ہیں۔

فقہ حنفی کے بہت بڑے امام، امام ابو العباس احمد بن محمد ناطفی حنفی متوفی ۴۴۶ھ نے اپنی کتاب "اجناس ناطفی" میں لکھا ہے جسے دسویں صدی ہجری کے عظیم حنفی امام قاضی عبد المعالی بن خواجہ بخاری نے اپنی کتاب فتاوی "حسب المفتین" میں ذکر کیا ہے:

جب کسی نے رسول اللہ ﷺ کو یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو گالی دی اس کو حد کے لحاظ سے قتل کیا جائے گا اور اس کے لئے کوئی توبہ نہیں ہے خواہ اس گستاخ کو حراست میں لیئے جانے کے بعد یا گواہی کے بعد توبہ کرے یا خود بخود توبہ کے لئے پیش ہو جائے اسے زندیق کی طرح ہر حال میں قتل کر دیا جائے گا کیونکہ یہ قتل اس گستاخ کی حد ہے پس توبہ سے ساقط نہیں ہو گی جیسا کہ آدمیوں کے باقی حقوق جس پر حق ہو اس کی توبہ سے ساقط نہیں ہوتے جیسا کہ حد قذف ہے (یعنی جیسا کسی نے کسی پاک دامن عورت پر برائی کا الزام لگایا اور پھر چار گواہ پیش نہ کر سکا تو اُسے اَسّی کوڑے ضرور مارے جائیں گے وہ جتنی بار بھی توبہ کرے اس کو حد ضرور لگے گی)

امام عبد المعالی بخاری نے یہاں تک لکھا:

گستاخ کا مسئلہ عام مرتد جیسا نہیں ہے کیونکہ عام مرتد کا فعل اس کا انفرادی فعل ہے جس سے کسی آدمی کا کوئی حق متاثر نہیں ہوتا (لہٰذا اس کی توبہ قبول ہے مگر گستاخ کی توبہ قبول نہیں ہے کیونکہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کا حق متاثر ہوا ہے) اس لئے کسی نے حالتِ نشہ میں گستاخی کی پھر بھی اُسے معاف نہیں کیا جائے گا اور حد کے لحاظ سے اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔

امام عبد المعالی بخاری نے لکھا: هذا مذهب أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه و الإمام الأعظم (فتاوی حسب المفتین، ورق ۳۳۷، مخطوط)

"یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا مذہب ہے"۔

امام العصر شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی متوفی ۱۱۷۲ھ نے بھی اس سلسلہ میں بہت سنہری کردار ادا کیا اور "السیف الجلی علی سابّ النبی ﷺ" کے نام سے ایک جامع کتاب تحریر فرمائی۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی چونکہ ایک کثیر التصانیف محقق ہیں، آپ نے مختلف علوم و فنون میں کتابیں تصنیف کیں۔ گستاخِ رسول ﷺ کی سزا کے لحاظ سے آپ کی کتاب بڑی جامع کتاب ہے۔ اس کتاب میں چاروں فقہ کے لحاظ سے موضوع پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ بالخصوص فقہ حنفی کے لحاظ سے بڑی جاندار بحث موجود ہے۔ موضوع سے متعلق شکوک و شبہات کو بہت اچھے طریقے سے دُور کیا گیا ہے۔ متعدد تنبیہات اور فوائد کے اضافہ سے موضوع بہت واضح ہو گیا ہے۔ اب تک یہ کتاب مخطوط تھی، ادارہ جمعیت اشاعت اہلسنّت کے تحت شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے اسی ادارے میں علامہ عبد

اللہ فہیمی سندھی سے اس پر کام کروایا اور علامہ ابو البرکات بن مفتی عبد الرحیم سکندری نے اپنے مقدمے کے ساتھ دار الضیاء، کویت سے شائع کروایا۔ اسی ادارے نے فاضل مکرم مفتی ابو محمد اعجاز احمد سے اس کا اردو ترجمہ کروایا۔

شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب نے اس پر تقدیم لکھ کر اس کے حسن میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔[1]

بندہ ناچیز نے بعض مقامات سے اس کتاب کو پڑھا ہے، یہ کتاب سیکولر دماغوں، نام نہاد روشن خیالوں اور ان سے متاثر لوگوں کے لئے ایک تریاق کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس قانون ناموس رسالت 295C کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والوں کے لئے دندان شکن جوابات موجود ہیں، تحفظِ ناموسِ رسالت جیسے اہم فریضہ سے آگہی حاصل کرنے کے لئے ہر عاشقِ رسول ﷺ کو بار بار یہ کتاب پڑھنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی قدس سرہ العزیز کے درجات بلند فرمائے اور اس کتاب کو اہل اسلام کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بنائے۔ آمین

و صلّی اللہ تعالی علی حبیبه محمد و آله و أصحابه أجمعین

و السلام مع الاکرام

محمد اشرف آصف جلالی

22 ربیع الثانی 1437ھ / 2 فروری 2016ء

1۔ یہ تقدیم بہت طویل تھی، ضخامت کو مناسب رکھنے کے لئے اس تقدیم کو اس سے الگ کر کے مختصر تقدیم کو شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ ادارہ

"تعارف"

شیخ الاسلام
مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش اور نام و نسب:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب یوں ہے:

محمد ہاشم بن عبدالغفور بن عبدالرحمن بن عبداللطیف بن عبدالرحمن بن خیر الدین سندھی ٹھٹھوی حنفی رحمۃ اللہ علیہم۔

آپ کا نسب عرب کے قبیلے "بنوحارث" سے ملتا ہے کہ اس قبیلے کے کچھ افراد جہاد کی غرض سے نوجوان قائد اور سپہ سالار محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پہلی صدی ہجری میں یہاں آئے تھے اور ان میں سے کچھ افراد نے تبلیغ اسلام کو فروغ دینے کیلئے یہی سکونت اختیار کرلی تھی، انہیں سے مخدوم ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے آبائے کرام کا نسب ملحق ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش جمعرات 10 ربیع الاول، سن 1104ھ / مطابق 19 نومبر 1692 عیسوی کو "ٹھٹھ، پاکستان" کے مضافاتی علاقے "بھورو" کے مقام پر ہوئی۔

تعلیم وتربیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت کا آغاز ابتدائی طور پر اپنے گھرانہ ہی میں ہوا، جہاں علم وتقویٰ کی فضائیں پہلے ہی سے موجود تھیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد فاضل عبد الغفور سندھی رحمۃ اللہ علیہ نیک سیرت اور علوم اسلامی کے فاضل تھے، انہوں نے مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ابتدائی منازل میں سنبھالا، لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے والد گرامی کے پاس رہتے ہوئے قرآن مجید حفظ کیا اور فارسی، عربی اور فقہ کی ابتدائی کتابوں کا درس لیا۔

پھر حصول علم کے لیے اپنے علاقہ "بٹھورو" سے سفر کرتے مرکز علم وفن "ٹھٹھ" کی سرزمین پہنچے، جہاں کی علمی دھوم اس زمانے میں ہر سو گونج رہی تھی، لہٰذا یہاں رہتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے جلیل القدر مشائخ سے استفادہ کیا اور اپنی مروجہ تعلیم کو مکمل کیا۔

مخدوم ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ اور اساتذہ

1۔ شیخ عبد الغفور سندھی (1113ھ/1702ء)

یہ مخدوم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اُس زمانے کے اکابر علمائے کرام میں ہوتا ہے، پہلے "سیوستان، سندھ" کے مقام پر سکونت تھی اور وہاں کے قابل علماء میں گردانے جاتے تھے، بعد ازاں "بٹھورو" کے مقام پر منتقل ہوکر مستقل سکونت پذیر ہوئے اور یہی وصال فرمایا

2۔ مخدوم محمد سعید ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ :

ان کے بارے میں زیادہ تفصیلات مہیا نہیں ہوسکی البتہ کتب کے حوالہ جات سے اتنا مترشح ہوتا ہے کہ مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے بھی تعلیم کے سلسلے میں استفادہ کیا تھا۔

3۔ مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ :

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بہترین فاضل، استاذ العلماء اور مرجع علم وفن تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب یوں ہے: مخدوم ضیاء الدین بن ابراھیم بن ہارون بن عجائب بن مخدوم الیاس صدیقی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مشہور زمانہ صوفی اور یکتائے روزگار امام شیخ شہاب الدین صدیقی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1091ھ/1680ء میں ہوئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 1171ھ/1757ء میں ہوا۔

4۔ شیخ عبد القادر بن ابو بکر صدیقی مکی رحمۃ اللہ علیہ :

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مکہ مکرمہ کے جلیل الشان اور برگزیدہ علمائے کرام میں ہوتا ہے جن سے ایک زمانے نے استفادہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ ہی میں سن 1138ھ/1725ء میں وصال فرمایا۔

مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے خوب استفادہ کیا اور بطور خاص ان کی مرویات پر ایک کتاب "اتحاف الاکابر بمرویات شیخ عبد القادر" بھی تحریر کی ، جس سے مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت ومحبت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

5- شیخ عید بن علی نمرسی مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

علمائے شافعیہ میں سے ممتاز شخصیت کے حامل تھے، اپنے زمانے کے اکابر علمائے اسلام سے اکتساب علم کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 1140ھ /1727ء میں ہوا۔

6- شیخ محمد بن ابراہیم کردی کورانی مدنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مدینہ منورہ میں سن 1081ھ /1670ء میں ہوئی، شافعی مذہب کے حامل تھے، لہٰذا بہت عرصہ تک مدینہ منورہ میں منصب افتاء پر فائز رہتے ہوئے فقہ شافعی کی خدمت سرانجام دی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 1145ھ /1733ء کو مدینہ منورہ ہی میں وصال کیا۔

"بیعت"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حصول علم کے بعد روحانی تعلیم وتربیت اور اکتساب فیض کیلئے مرشد کامل کی تلاش کرنا شروع کی، جس کے نتیجے میں اس زمانہ کی شہرہ آفاق روحانی شخصیت عارف باللہ، شیخ طریقت، امام ابو القاسم نقشبندی ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور مرید کرنے کی درخواست پیش کی، لیکن شیخ ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلسلہ قادریہ کی معروف شخصیت محدث عصر، سیّد سعد اللہ بن غلام محمد سلونی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1138ھ /1725ء) کی جانب رجوع کرنے کا حکم فرمایا، لہٰذا آپ انکی خدمت میں حاضر ہوئے، تزکیہ نفس واصلاح باطن کیلئے سن 1136ھ /1723ء سے لے کر 1137ھ /1724ء تک قیام

کیا، بعد ازاں سیّد سعد اللہ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ کا خرقہ پہناتے ہوئے اجازت وخلافت سے نوازا۔

شاگردین

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے دین متین کی خدمت اور فروغ میں صرف پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ تعلیم وتدریس کے میدان میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں، اسی لیے ہمیں ان کے شاگردوں کی فہرست میں جلیل القدر علمائے کرام کے نام نمایاں طور پر نظر آتے ہیں، جن میں سے کچھ کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1- شیخ شاہ میر مٹیاروی سندھی رحمۃ اللہ علیہ (1177ھ /1763ء)
2- شیخ ابو الجمال محمد صالح جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (1182ھ /1768ء)
3- شیخ عبد الرحمٰن بن محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ (1181ھ /1767ء)
4- شیخ عبد الحفیظ بن درویش عجیمی مکی رحمۃ اللہ علیہ (1245ھ /1829ء)
5- شیخ عبد اللطیف بن محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ (1189ھ /1776ء)
6- شیخ الاسلام محمد مراد انصاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ (1197ھ /1783ء)
7- شیخ محدث ابوالحسن صغیر سندھی رحمۃ اللہ علیہ (1187ھ /1773ء)
8- شیخ فقیر اللہ علوی افغانی شکاری پوری رحمۃ اللہ علیہ (1195ھ /1780)
9- شیخ مخدوم میدنو نصرپوری سندھی رحمۃ اللہ علیہ (1181ھ /1767ء)

مخدوم ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر علمائے کرام

آپکے زمانے میں "ٹھٹھ" کا علاقہ اپنی علمی اور تدریسی سرگرمیوں کے لحاظ سے دنیا بھر میں شہرت رکھتا تھا، اسی لیے طالبان علم وفن شدّ رحال کرتے ہوئے دوردراز کے علاقوں سے یہاں حاضر ہوتے اور اپنی علمی تشنگی کو سیراب کیا کرتے تھے، اس زمانے میں مخدوم ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آپ کے کئی معاصرین بھی تاریخ کے صفحات پر اپنے اپنے علمی نشانات کو ثبت کرگئے ہیں ،ہم یہاں صرف ان میں سے کچھ کے اسمائے گرامی لکھ رہے ہیں:

1- امام ابوالحسن بن بادل ڈاہری سندھی رحمۃ اللہ علیہ (1181ھ/1767ء)
2- امام ابو الحسن بن عبد العزیز ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ (1125ھ/1713ء)
3- امام محدث ابو الحسن کبیر سندھی رحمۃ اللہ علیہ (1139ھ/1726ء)
4- مخدوم روح اللہ بکھری سندھی رحمۃ اللہ علیہ (سن وفات معلوم نہ ہوسکا)
5- مخدوم عبد الرحمن کھوڑوی سندھی رحمۃ اللہ علیہ (1145ھ/1732ء)
6- مخدوم عبد الرحیم شہید گروڑھوی رحمۃ اللہ علیہ (1192ھ/1778ء)
7- مخدوم عبد الرؤف سندھی رحمۃ اللہ علیہ (1160ھ/1747ء)
8- شاہ عبد اللطیف بھٹائی سندھی رحمۃ اللہ علیہ (1165ھ/1751ء)
9- مخدوم عبد اللہ واعظ ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ (1167ھ/1753ء)
10- مخدوم المخادیم عبد الواحد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ (1224ھ/1809ء)
11- شیخ،ادیب محمد ابراہیم سندھی رحمۃ اللہ علیہ (1102ھ/1690ء)

12- شیخ مخدوم محمد اسماعیل پریالوی رحمۃ اللہ علیہ (1174ھ/1760ء)
13- شیخ مخدوم محمد بقاشاہ شہید حسینی رحمۃ اللہ علیہ (1197ھ/1783ء)
14- شیخ محمد حیات عادل پوری مدنی رحمۃ اللہ علیہ (1163ھ/1749ء)
15- شیخ محمد زمان لواری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (1188ھ/1774ء)

"تصانیف"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں زندگی کے مختصر لمحات میں فروغ اسلام کے لیے بہت سی جہات پر کام کیا، وہیں علمی و تصنیفی خدمات میں بھی نمایاں کام سر انجام دیئے، جن سے آج بھی دنیا کے ماہرین علم وفن اپنی تحقیقات میں خوب استفادہ کرتے نظر آتے ہیں، ہم ذیل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے اسماء گرامی تحریر کررہے ہیں:

أصول الدين (العقائد) :

١ - بناء الاسلام
٢ - فرائض الاسلام
٣ - فرائض الايمان

التفسير :

٤ - تفسير جزء تبارک الذي
٥ - تفسير سورة الكهف
٦ - تفسير سورة الملک و النون

٧ - تفسير الهاشمي (باللغة العربية)

٨ - تفسير الهاشمي جزء عمّ باللغة السندية

٩ - جنة النعيم في فضائل القرآن الكريم

١٠ - حاشية تفسير الهاشمي

١١ - خلاصة البيان في عدّ آي القرآن

التجويد :

١٢ - تحفة القاري بجمع المقاري

١٣ - حاشية الشاطبية

١٤ - حاشية مقدمة الجزري

١٥ - رسالة في تعداد وجوه القراءة الجاريه في لفظ الآن

١٦ - رسالة في تعداد وجوه القراءة الجارية في قوله تعالیٰ: حتی اذ استیاس الرسل و ظنوا انهم قد كذبوا

١٧ - رسالة في جمع وجوه القراءة الجارية في سورة البقرة : واذ اخذنا ميثاق بني اسرائيل ان لا تعبدوا الا الله-

١٨ - رسالة في وجوه القراءة :و ان من اهل الكتاب-

١٩ - رفع الخفاء عن مسئلة الراء

٢٠ - الشفاء في مسئلة الراء

٢١ - كحل العين بما وقع من وجوه القراءة بين السورتين

٢٢ - كشف الرمز عن وجوه الوقف علي الهمز

٢٣ - كفاية القاري

٢٤ - اللؤلؤ المكنون في تحقيق مدالسكون

الحديث :

٢٥ - حصن المنوع عما اورد عليٰ من ادرج الحديث الموضوع

٢٦ - حلاوة الفم بذكر جوامع الكلم

٢٧ - حياة القاري باطراف صحيح البخاري

٢٨ - رسالة في تحقيق اسانيد حديث اقتلوا الساحر-الخ

٢٩ - رساله في شرح قوله ﷺ لعمار بن ياسر يقتل كالفئة الباغية تدعو الي الجنة ويدعونک الي النار-

٣٠ - فتح الغفار بعوالي الاخبار

الفقه :

٣١ - اساس المصلي

٣٢ - اصلاح مقدمة الصلاة

٣٣ - بياض الهاشمي

٣٤ - تحفة الاخوان في منع شرب الدخان

٣٥ - تحفته العلماء في قول الصلاة خير من النوم في اذان الفجر حال القضاء-

٣٦ - التحفة المرغوبة في افضلية الدعاء بعد المكتوبة

٣٧ - تحقيق الكلام في الرد عليٰ من نفي صحته اسلام

المخطي بكلمة الاسلام-

۳۸ - تحقيق المسلک في ثبوت اسلام الذمي بقوله للمسلم انا مثلک-

۳۹ - تصحيح المدرک في ثبوت اسلام الذمي بقوله انا مثلک -

۴۰ - تنبيه نامون

۴۱ - تنقيح الكلام في النهي عن قراءت الفاتحة خلف الامام

۴۲ - ترصيع الدرة عليٰ درهم الصرة

۴۳ - تمام العناية في الفرق بين صريح الطلاق والكناية

۴۴ - جمع اليواقيت في تحقيق المواقيت

۴۵ - الحجة الجلية في مسئلة سور الاجنبية

۴۶ - الحجة القوية في حقيقة القطع بالافضلية

۴۷ - حيات الصائمين

۴۸ - درهم الصرة في وضع اليدين تحت السرة

۴۹ - شد النطاق فيما يلحق من الطلاق

۵۰ - راحة المومنين

۵۱ - رد رسالة قرة العين في البكاء علي الحسين

۵۲ - رد الرسالة المعينية الناطقة بافضلية علي عليٰ الخلفاء الثلثه

۵۳ - الرد المختوم عليٰ من نفي كون المثل للعموم

۵۴ - رساله صُغريٰ في تقدير صدقة الفطر

۵۵ - رسالة في ان سابّ النبي ان اسلم لا يسقط عنه القتل ولوكان كافراً اصلياً

۵۶ - رسالة في تحقيق ان الواجب علي العالم المقلد اتباع المجتهد او العمل بظاهر الحديث

۵۷ - رسالة في تقدير الوضوء والغسل بموازين بلده التته

۵۸ - رسالة في الحكم بالاسلام علي الذمي اندرام

۵۹ - رسالة في كيفية مسح الراس

۶۰ - رسالة في مسئلة سكر

۶۱ - رسالة في المنع عن الماتم في يوم عاشوراء

۶۲ - رشف الزلال في تحقيق فيءَ الزوال

۶۳ - رفع العين عن مسئلة الجمع بين العمتين

۶۴ - رفع الغطاء عن مسئلة جعل العمامته تحت الرداء

۶۵ - رفع النصب لتكثر التشهدات في الصلواة المغرب

۶۶ - زاد الفقير

۶۷ - سايه نامه

۶۸ - السنة النبوية في حقيقة القطع بالافضيله

۶۹ - السهم المسموم في كبد من نفي كون المثل للعموم

السيرة :

١٠٧ - سفينة السالكين الیٰ بلد الله الامين

١٠٨ - فتح العلي في حوادث سني نبوة النبي

١٠٩ - فتح القوي في نسب النبي

١١٠ - قصيدة جيمية

١١١ - قوت العاشقين

١١٢ - النفحات الباهرة في جواز القول بالخمسة الطاهرة

١١٣ - النور المبين في جمع اسماء البدريين

١١٤ - وسيلة الفقير في شرح اسماء الرسول البشير

١١٥ - وسيلة الغريب الیٰ جناب الحبيب

١١٦ - وسيلة القبول في حضرت الرسول

١١٧ - وسيلة القلوب

التاريخ :

١١٨ - اتحاف الاكابر بمرويات الشيخ عبد القادر

١١٩ - اصح الاسانيد

١٢٠ - الرحيق المختوم في وصل اسانيد العلوم

١٢١ - غاية النيل في اختصار الاتحاف والذيل

١٢٢ - غنية الظريف بجمع المرويات والتصانيف

١٢٣ - مدح نامه سنده

١٢٤ - نور البصائر تكمله ذيل اتحاف الاكابر

"وفات حسرت آیات"

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی سندھی رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی کے مستعار لمحات کو فروغ دین اور ترویج واشاعت علوم اسلامیہ میں صرف کرتے ہوئے بالآخر اپنے سفر آخرت کی جانب گامزن ہوئے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 6 رجب المرجب 1174ھ / 1761ء کو "ٹھٹہ" میں ہوا اور یہاں کے مشہور قبرستان "مکلی" کے مضافات میں عارف باللہ سیّدی ابوالقاسم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ہی اپنے مسکن میں دفن ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور آج بھی مرجع خلائق اور خاص کر مرجع اہل علم ہے، اپنے بیگانے سب ہی ان کے مزار پر حاضری دیتے اور عقیدت سے سر جھکائے نظر آتے ہیں، اس معدن تجلیات کا فیضان آج بھی اپنے جوبن پر ہے، اگر محبت واحترام کا ذرّہ بھی دامن پراگندہ حال میں موجود ہو تو ان کی توجہات کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، اس بے مایہ وشکستہ حال کو بھی ایک مرتبہ بغیر طلب اپنا سنگِ در گردانتے ہوئے بارش کرم سے نوازا گیا۔

"الٰہی ایں کرم بارِ دگر کُن"

شیخ الاسلام

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی 1174ہجری

شیخ عالم، کنز دیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

مرجع اہل یقیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

آفتاب عاشقیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

ماہتاب کاملیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

عارفِ سرِ نہاں، واقف رُموزِ عارفاں

بالیقیں دُرِ ثمیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

ناشر علم نبی، اے قاسم حُبِّ علی

آفریں صد آفریں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

آبروئے علم وفن، شمع جہاں، اے محترم

نورِ نگاہِ عارفیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

مظہر فیض خدا، روشن زِ تو ارض وزماں

شمع حریم کاملیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

جنگلات سندھ میں تبلیغ کی اسلام کی

داعی اسلام ودِیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

علم تفسیر وحدیث وفقہ میں یکتائے زمن

ماہرِ فنونِ علم ودِیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

تیری تحریرات میں عکس جمالِ مصطفی

بالیقیں ہے بالیقیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

بارگاہِ مصطفی سے یوں ملا اِن کو جواب

اک سلام دِلنشیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

قادری شہباز تو تیری نرالی شان ہے

مردِ میداں ہو تمہیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

مطلعِ عرفاں پر اور معدنِ ذیشان پر

لکھا گیا نام حسیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

دُرِّ یکتا، گوہر فن، مخزنِ نورِ ہُدی

تیری تصنیفات تھیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

مقتدائے یک زماں، اے صدر بزم عارفاں

مخدوم من روشن جبیں، مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

من رام ان یسقی البحار فعلیه یأخذ القرار

عند ضریح العابدین مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

طلعت انوار العلیٰ فی السند کالشمس الضحیٰ

افلت شموس الاولین مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

اے انتخاب مصطفیٰ، اعجاز کیا لکھے ثناء

بر تو سلام و آفریں مخدوم ہاشم ٹھٹھوی

اَلسَّیْفُ الجَلِیْ

عَلٰی سَابِّ النَّبِي علیہ الصلوٰۃ والسلام

"تالیف"

شیخ الاسلام

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی 1174 ہجری

رَبِّ یَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ العَلِيْمُ الحَكِيْمُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ العَلِيِّ العَظِيْمِ . اَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ العَالَمِيْنَ حَمْدِ الشَّاكِرِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الأَوَّلِيْنَ وَ الآخِرِيْنَ وَ عَلَى آلِهِ وَ صَحْبِهِ وَ مَنْ تَبِعَهُمْ وَ أَحِبَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ.

بعد از حمد و صلوۃ !

پس (اللہ تعالی) ملک و غنی جل جلالہ کی رحمت کا محتاج بندہ محمد ہاشم بن عبد الغفور سندھی حنفی (ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ) عرض پرداز ہے، اللہ تعالی جل جلالہ ان دونوں کو اپنی رضا کی اتباع کرنے کی توفیق بخشے اور انہیں جنت کی وادی میں سکونت نصیب فرمائے (آمین)، میرے پاس ایک سوال آیا جس کی صورت یوں تھی:

"اِسْتِفْتَاء" [1]

اگر کوئی عورت (ہمارے) نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دے تو کیا دین کے ذمہ داروں (اسلامی حکومت اور اس کے نمائندوں) پر اُسے قتل کرنا اور صفحہ ہستی سے مٹانا واجب (لازمی) ہے؟

اور کیا اس عورت کی توبہ کو قتل کے ساقط (معاف) ہونے کے بارے میں قبول کر لیا جائے گا، یا نہیں؟

---

[1] یہ عنوان ہماری جانب سے قائم کردہ ہے۔ مترجم

"اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ" [2]

میں (محمد ہاشم ٹھٹوی) نے اس کا جواب یہ دیا:

دین کے ذمہ داروں پر لازم ہے کہ وہ ایسی (گستاخ) عورت کو قتل کر کے صفحہ ہستی سے مٹادیں اور قتل ساقط ہونے کے بارے میں اسکی توبہ قبول نہ کریں۔

لیکن بعض معاصر مفتیانِ کرام نے اس بارے میں میری مخالفت کی، اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ اُن سے در گزر فرمائے، اُن حضرات کا استدلال یوں ہے:

"مرتدہ کو ان کے نزدیک قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ قید کر کے اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا"۔

لہٰذا میں نے یہ رسالہ تحریر کیا اور اس میں ایسی روایات کو جمع کیا جو کفایت کرنے والی اور ایسی عبارات کو پیش کیا جو تشفی دینے والی ہیں اور اس کا نام " اَلسَّیْفُ الْجَلِيُّ عَلَى سَابِّ النَّبِيِّ ﷺ " رکھا، میں نے اسے تین فصلوں میں تقسیم کیا ہے، نیز اس کا آغاز 12 شعبان سن 1143 ہجری میں ہوا۔

وباللہ المستعانُ وعلیہ التُکلان

---

2 یہ عنوان ہماری جانب سے قائم کردہ ہے۔ مترجم

پہلی فصل

"نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے کے بارے میں"

ہم اس فصل کے تحت چار اقسام کو بیان کریں گے

پہلی قسم

"آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والے مسلمان مرد کے بارے میں"

☆ جان لیجئے! شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اَلسَّيْفُ الْمَسْلُوْل عَلٰى مَنْ سَبَّ الرَّسُوْل" میں لکھا ہے کہ امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

میں کسی ایک بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو گالی دینے والے کو قتل کرنے کے بارے میں مخالفت کرتا ہو جبکہ وہ گالی دینے والا (گالی دینے سے پہلے) مسلمان ہو۔[3]

☆ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس بات پر اُمت کا اجماع ہے کہ مسلمانوں میں سے جو بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرے یا گالی دے، اُسے قتل کر دیا جائے گا۔[4]

☆ امام ابو بکر منذر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دے، اُسے قتل کیا جائے گا۔[5]

---

3. معالم السنن: کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، 4/528، رقم 4361
4. شفاء شریف: القسم الرابع، 2/211
5. الاشراف علی مذاہب اہل العلم: کتاب المرتد، باب ما یجب علی من سب نبی اللہ، 3/160

یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام لیث رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، نیز مسلمان ہونے کی صورت میں اسی قول کی مثل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور انکے پیروکار، اہل کوفہ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا قول موجود ہے۔

اس مسئلہ کے بارے میں بہت سے دلائل موجود ہیں جنہیں اجماع اُمت کے ثابت ہو جانے کے بعد یہاں ذِکر کرنے کی حاجت باقی نہیں رہتی، یہاں تک "اَلسَّيْفُ الْمَسْلُوْل" کا کلام مکمل ہوا۔[6]

☆ "شَرْحُ الطَّحَاوِی" میں مذکور ہے:

جس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی، یا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بغض رکھا تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا حکم اَب مرتدین جیسا ہو گا۔[7]

☆ "اَلنُّتَف" میں مذکور ہے:

جس نے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی تو وہ مرتد ہو گیا، اس کا حکم مرتدین جیسا ہو گا اور جیسے مرتد کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے، اسکے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ کیا جائے گا۔[8]

☆ "فَتَاوٰی بَزَّازِيَة" اور "اَلدُّرَر شَرْحُ الغُرَر" میں ہے:

معاذ اللہ! اگر کوئی مرتد ہو گیا تو اسے توبہ اور ارتداد سے رجوع کرنے کا حکم دیا جائے گا پھر (اسلام لانے کے بعد) نکاح دوبارہ کروایا جائے گا تو بایں صورت اس سے کفر اور ارتداد کا (دنیاوی) وبال یعنی قتل ساقط ہو جائے گا۔

---

6. السیف المسلول: الفصل الاول، المسالۃ الاولی فی نقل کلام العلماء ودلیلہ، ص 119
7. مختصر الطحاوی، باب المرتد، ص 262، شرح الطحاوی للجصاص: کتاب المرتد، 6/141
8. النتف فی الفتاوی: کتاب المرتد واہل البغی، 2/694

لیکن اگر کسی نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا کسی بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی تو اُسے بطورِ حد قتل کیا جائے گا، ایسے شخص کیلئے (حد سے بچانے والی) کوئی توبہ ہے ہی نہیں، چاہے وہ قید میں آنے کے بعد توبہ کرے، یا اپنی مرضی سے توبہ کرتا ہوا خود ہی پیش ہو جائے جیسے زندیق، [9] پس یہ (قتل) حد ہے جس کی ادائیگی لازمی ہے لہٰذا یہ توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہو گا۔

اور اس موقف میں کسی ایک سے بھی اختلاف کی توقع نہیں، کیونکہ اس کا تعلق بندے کے حقوق سے ہے پس یہ (قتل) توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتا، جیسا کہ تمام ہی حقوق انسانی اور حد قذف وغیرہ بھی توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوا کرتے۔

لیکن بر خلاف اس مسئلہ کے کہ اگر کسی نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو گالی دی اور پھر توبہ کر لی (تو اسکی توبہ قبول کر لی جائے گی) کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا حق ہے، جبکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں اور بشریت ایک جنس ہے جسے تکلیف بھی پہنچتی ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بزرگی بخشی ہے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ تو ایسے عیوب (تکلیف پہنچنے) سے پاک ہے، (پس اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی گستاخی کرنے کی وجہ سے) ارتداد کا معاملہ ان اُمور سے جدا ہے کیونکہ اس میں مرتد کا تنہا تعلق قائم ہوتا ہے اور انسانوں میں سے

9 یہاں قتل سے بچانے والی توبہ کے قبول نہ ہونے کا تذکرہ ہے کہ اگر گستاخ رسول توبہ کر کے قتل سے بچنا چاہیے تو ایسا نہیں ہو گا بلکہ اسے توبہ کے باوجود بھی قتل کیا جائے گا لیکن اگر کوئی واقعی اپنی گستاخی پر شرمندہ ہو اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں سچے دل سے تائب ہو جائے تو گستاخی کا اُخروی وبال البتہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رحمت سے معاف ہو جائے گا صرف دنیاوی سزا یعنی قتل باقی رہے گا کیونکہ وہ حد ہے اور اُسے معاف کرنے کا اختیار کسی کو نہیں۔

کسی کا حق اس سے متعلق نہیں ہوتا، جبکہ حق العبد کے متعلق ہونے کی صورت میں ہم کہتے ہیں: اگر کسی نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نشہ کی حالت میں بھی گالی دی تو اُسے معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ بطورِ حد قتل ہی کیا جائے گا۔ [10]

نیز "بَزَّازِیَۃ" میں اس قدر اضافہ بھی ہے:

بیشک یہ مذہب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ، اہل کوفہ جبکہ مشہور قول کے مطابق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب کا بھی ہے۔

☆ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "جو کسی بھی نبی (علیہ السلام) کو گالی دے، اُسے قتل کر دو اور جو میرے کسی صحابی کو گالی دے، اُسے مارو"۔ [11]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کعب) ابن اشرف کو بغیر تنبیہ کیے ہی قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا اور یہ (کعب ابن اشرف) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیفیں پہنچاتا تھا، اسی طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کا حکم دیا نیز اسی طرح ابن خطل کے قتل کا حکم صادر فرمایا حالانکہ اُس وقت وہ خانہ کعبہ کے پردوں میں لپٹا ہوا تھا۔ [12]

متذکرہ بالا گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر کوئی مسلمان (شیطانی بہکاوے میں آکر) رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دے بیٹھے تو بیشک

10 فتاوی بزازیہ: کتاب السیر، الباب الرابع، 6/321، الدرر شرح الغرر، کتاب الجہاد 1/301

11 فردوس الاخبار: 3/541، رقم 5688، الشفاء للقاضی عیاض: 2/220

12 فتاوی بزازیہ علی ہامش فتاوی ہندیہ: کتاب السیر، الباب الرابع، 6/321

لیکن اگر کسی نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو یا کسی بھی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دی تو اُسے بطورِ حد قتل کیا جائے گا، ایسے شخص کیلئے (حد سے بچانے والی) کوئی توبہ ہے ہی نہیں، چاہے وہ قید میں آنے کے بعد توبہ کرے، یا اپنی مرضی سے توبہ کرتا ہوا خود ہی پیش ہو جائے جیسے زندیق،[9] پس یہ (قتل) حد ہے جس کی ادائیگی لازمی ہے لہٰذا یہ توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوگا۔

اور اس موقف میں کسی ایک سے بھی اختلاف کی توقع نہیں، کیونکہ اس کا تعلق بندے کے حقوق سے ہے پس یہ (قتل) توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتا، جیسا کہ تمام ہی حقوق انسانی اور حد قذف وغیرہ بھی توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوا کرتے۔

لیکن برخلاف اس مسئلہ کے کہ اگر کسی نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو گالی دی اور پھر توبہ کرلی (تو اسکی توبہ قبول کرلی جائے گی) کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا حق ہے، جبکہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام بشر ہیں اور بشریت ایک جنس ہے جسے تکلیف بھی پہنچتی ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بزرگی بخشی ہے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ تو ایسے عیوب (تکلیف پہنچنے) سے پاک ہے، (پس اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی گستاخی کرنے کی وجہ سے) ارتداد کا معاملہ ان اُمور سے جدا ہے کیونکہ اس میں مرتد کا تنہا تعلق قائم ہوتا ہے اور انسانوں میں سے

9 یہاں قتل سے بچانے والی توبہ کے قبول نہ ہونے کا تذکرہ ہے کہ اگر گستاخ رسول توبہ کرکے قتل سے بچنا چاہے تو ایسا نہیں ہوگا بلکہ اسے توبہ کے باوجود بھی قتل کیا جائے گا لیکن اگر کوئی واقعی اپنی گستاخی پر شرمندہ ہو اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں سچے دل سے تائب ہو جائے تو گستاخی کا اُخروی وبال البتہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رحمت سے معاف ہو جائے گا صرف دنیاوی سزا یعنی قتل باقی رہے گا کیونکہ وہ حد ہے اور اُسے معاف کرنے کا اختیار کسی کو نہیں۔

کسی کا حق اس سے متعلق نہیں ہوتا، جبکہ حق العبد کے متعلق ہونے کی صورت میں ہم کہتے ہیں: اگر کسی نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو نشہ کی حالت میں بھی گالی دی تو اُسے معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ بطورِ حد قتل ہی کیا جائے گا۔[10]

نیز "بَزَّازِیَة" میں اس قدر اضافہ بھی ہے:

بیشک یہ مذہب سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ، اہل کوفہ جبکہ مشہور قول کے مطابق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب کا بھی ہے۔

☆ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: "جو کسی بھی نبی (علیہ السلام) کو گالی دے، اُسے قتل کردو اور جو میرے کسی صحابی کو گالی دے، اُسے مارو"۔[11]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کعب) ابن اشرف کو بغیر تنبیہ کیے ہی قتل کردینے کا حکم صادر فرمایا اور یہ (کعب ابن اشرف) آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو تکلیفیں پہنچاتا تھا، اسی طرح آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کا حکم دیا نیز اسی طرح ابن خطل کے قتل کا حکم صادر فرمایا حالانکہ اُس وقت وہ خانہ کعبہ کے پردوں میں لپٹا ہوا تھا۔[12]

متذکرہ بالا گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر کوئی مسلمان (شیطانی بہکاوے میں آکر) رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دے بیٹھے تو بیشک

10 فتاوی بزازیہ: کتاب السیر، الباب الرابع، 6/321، الدرر شرح الغرر، کتاب الجہاد 1/301

11 فردوس الاخبار: 3/541، رقم 5688، الشفاء للقاضی عیاض: 2/220

12 فتاوی بزازیہ علی ہامش فتاوی ہندیہ: کتاب السیر، الباب الرابع، 6/321

وہ مرتد ہے اور اُسے قتل کیا جائے گا۔ اختلاف تو اس بات میں ہے کہ کیا ایسے شخص کا قتل مرتد ہونے کی وجہ سے ہو گا جیسا کہ "شَرْحُ الطَّحَاوِی" میں مذکور ہے، یا پھر بطور حد ہو گا جیسا کہ "فَتَاوٰی بَزَّازِیَة" میں ہے۔

ظاہر یہی ہے کہ بطور فتوی ہمارے نزدیک دوسرا قول ہی مختار ہے، اس تمام اختلاف کا نمونہ اُس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ جب توبہ قبول کر لینے کی صورت میں اُس کے قتل ساقط ہونے کا معاملہ درپیش ہو۔

☆ اسی لیے امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے "فَتْحُ الْقَدِیْر" میں فرمایا:

پھر ہمارے نزدیک ایسے (مسلمان کو جس نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دی ہو) کو بطور حد قتل کیا جائے گا اور قتل ساقط کرنے کیلئے اسکی توبہ کو قبول نہیں کیا جائے گا۔[13]

☆ "بَحْرُ الرَّائِق" میں "فَتْحُ الْقَدِیْر" کی عبارت نقل کرنے کے بعد مذکور ہے:

(صاحب فتح القدیر) کا قول "سقوط قتل" اس بات کا فائدہ دے رہا ہے کہ اسکی (خلوص دل سے کی گئی) توبہ اللہ تعالی کے نزدیک قابل قبول ہو گی۔[14]

☆ "اَلْجَوْهَرَةُ النَّیِّرَة" میں شیخین رضی اللہ عنہما کو گالی دینے سے متعلقہ مسئلہ کے تحت مذکور ہے:

بیشک سقوط قتل کے لئے توبہ قبول نہیں کی جائے گی، یہی قول بطورِ فتوی مختار ہے نیز اسی کو فقیہ امام ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو نصر دبوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا ہے۔[15]

---

13 فتح القدیر: کتاب السیر، باب احکام المرتدین، 6/91

14 بحر الرائق: کتاب السیر، باب احکام المرتدین، 5/212

لہٰذا جب شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو گالی دینے والے کے لیے حد میں بطور فتوی مختار قول یہ ہے (یعنی توبہ سے قتل ساقط نہیں ہو گا) تو پھر نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دینے والے کے لیے بطریق اولیٰ یہی قول مختار ہو گا جیسا کہ اہل علم پر یہ نکتہ پوشیدہ نہیں۔

☆ شیخ چلپی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح وقایہ" پر اپنے "حاشیہ" میں فرمایا:

جان لیجیے! بیشک جو کچھ بھی معتبر اقوال کے تناظر میں بیان کیا گیا اُس کی روشنی میں مختار یہی ہے کہ اگر عام مسلمانوں میں کسی سے بھی کوئی ایسی بات سرزد ہوئی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بوجھ کر یا انجانے میں توہین ہوتی ہو تو اس کا قتل واجب ہے اور اس معنی میں کہ قتل ساقط ہو جائے، اُسکی توبہ کو بھی قبول نہیں کیا جائے گا، چاہے وہ کلمہ شہادت ادا کرے، اپنے ارتداد سے رُجوع کرتے ہوئے توبہ بھی کر لے (بہر صورت اُسے قتل کیا جائے گا) لیکن اگر وہ توبہ کرنے کے بعد مرا، یا اُسے بطورِ حد[16] قتل کر دیا گیا تو اب وہ مسلمانوں کی موت مرا، لہٰذا اس کے غسل، نمازِ جنازہ اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے میں باقی مسلمانوں جیسا معاملہ برتا جائے گا۔

=

15 جوہرة نیرة: کتاب السیر، مطلب فی احکام المرتد، 2/607

16 فقہائے احناف کا متفقہ موقف ہے: "حدود کفارہ نہیں ہوتیں" یعنی صرف حد سے گناہ ساقط نہیں ہوتا لہٰذا اگر کوئی ایسی صورت میں صرف حد کی سزا پا کر مر گیا لیکن اس نے توبہ نہیں کی تو اس کا گناہ معاف نہیں ہو گا۔ مزید تفصیل کے لیے شرح صحیح مسلم: 4/876 ملاحظہ کریں۔

اور اسی طرح یہ معاملہ اُس وقت بھی جاری ہو گا جبکہ وہ اپنی (مبیّنہ) توہین سے انکاری ہو اور اسکے توہین کرنے پر کوئی گواہی بھی قائم نہ ہو سکے (تو ایسی صورت میں بھی اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ ہو گا کیونکہ توہین کا صرف الزام تھا اور یہ شخص برابر اس توہین سے انکار کرتا رہا لہٰذا جرم ثابت نہ ہو سکا اور یہ اپنے اسلام پر قائم رہا)۔

لیکن اگر کوئی شخص بذاتِ خود گالی دینے کا اقرار کرتا ہے، یا اس کے توہین کرنے پر ثبوت فراہم ہو جاتے ہیں اور یہ توبہ نہ کرنے پر ہی ڈٹا رہتا ہے تو اُسے قتل کر دیا جائے گا اور یہ کافر شمار ہو گا، اس کی وراثت مسلمانوں کے لیے ہو گی نیز اُسے نہ تو غسل دیا جائے گا، نہ ہی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی اور نہ ہی کفن دیا جائے گا بلکہ اسکی شرمگاہ کے مقام کو کسی کپڑے سے ڈھانپ کر کسی مقام پر دبا دیا جائے گا جیسا کہ کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔[17] یہاں تک شیخ چلپی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اختتام پذیر ہوا۔

☆ "فَتحُ القَدِیر"، "بَحرُ الرَّائِق" اور "اَلاَشبَاہ" میں مذکور ہے:

جب دو گواہ کسی مسلمان کے مرتد ہونے کی گواہی دیں اور وہ مسلمان برابر اس بات سے انکار کر رہا ہو تو اُس مسلمان سے کوئی باز پرس نہیں کی جائے گی اور نہ ہی عادل گواہوں کی تکذیب کی حاجت ہو گی کیونکہ اس مسلمان کا اِرتداد سے انکار کرنا اس کا توبہ اور رجوع ہے اور یہ معاملہ ایسے مرتد کیلئے ہے جسکی توبہ کو دنیا میں

17 ذخیرۃ العقبیٰ: کتاب الجہاد، 321/2

قبول کر لیا جاتا ہے، باقی رہا وہ مرتد جسکی توبہ قبول نہیں کی جاتی بلکہ قتل ہی کیا جاتا ہے جیسا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام یا شیخین رضی اللہ عنہما کو گالی دینے کے سبب مرتد ہونے والا۔[18]

اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ بیشک گالی دینے والی کی توبہ (خلوص قلب) کی صورت میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے یہاں مقبول ہوتی ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ایسے شخص پر پہلے اسلام کو پیش کیا جائے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی بارگاہ میں توبہ کر لے پھر اُسے قتل کیا جائے۔

لیکن اگر اُسے قاضی کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے اسلام پیش کرنے سے پہلے ہی قتل کر دیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔

☆ "تَاتَارخَانِیَۃ" میں "اَلکَافِی" کے حوالے سے مذکور ہے:

"مرتد کے حق میں مطلق ہے"۔۔یعنی اگرچہ ارتداد (کا معاملہ) توہین کے علاوہ کسی اور وجہ سے بھی ہو۔۔۔ بیشک مستحب ہے کہ اس (مرتد) کے سامنے اسلام پیش کیا جائے لیکن ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔

لیکن اگر اُسے کسی نے اسلام پیش کیے جانے سے قبل ہی قتل کر دیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے اور یہاں کراہت کا معنی "ترکِ مستحب" ہے، لہٰذا اُسے قتل کرنے والے شخص پر کوئی شئی (جرم وقصاص) لازم نہیں ہو گی۔[19]

18 الاشباہ والنظائر: الفن الثانی، کتاب السیر، باب الردۃ، 220/2، فتح القدیر، 91/6

19 فتاوی تاتار خانیہ: کتاب احکام المرتدین، الفصل الثانی والثلاثون، 382/7

اور اگر اسلام پیش کرنے سے قبل قاضی کے علاوہ کسی نے اُسے قتل کر دیا تو
س میں کوئی قباحت نہیں۔

☆ "فَتۡحُ القَدِیۡر" میں مذکور ہے:

اگر کسی شخص نے اسلام پیش کیے جانے سے قبل ہی مرتد کو قتل کر دیا، یا
اس کے بدن کا کوئی حصہ کاٹ ڈالا، تو مکروہ ہے اور یہاں کراہت سے مراد "مکروہ
تنزیہی" ہے۔[20]

---

20 فتح القدیر: کتاب السیر، باب احکام المرتدین، 6/67

دوسری قسم

"آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دینے والے کافر مرد کے بارے میں"

جان لیجئے! امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب کا اس بات پر اتفاق ہے: اگر کسی کافر شخص نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دی تو اُسے قتل ہی کیا جائے گا کیونکہ ہم نے اس کافر کو توہین کرنے پر امان نہیں دی تھی۔

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ذمی کافر جب آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دے تو اس بنا پر اُسے قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس توہین سے بھی بڑا شرک کا وبال پہلے سے ہی اُس کی گردن پر موجود ہے، البتہ اُس کی تادیب کرتے ہوئے سزا ضرور دی جائے گی۔

جیسا کہ "اَلشِّفَاء"[21] اور "اَلسَّیۡفُ المَسۡلُوۡل"[22] میں مذکور اور اسی کی مثل "شرح وقایہ"[23] پر امام چلپی (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ کے "حاشیہ" اور دیگر میں صراحت ہے۔

---

21 شفاء شریف: القسم الرابع، فصل، ہذا حکم المسلم، 2/263
22 السیف المسلول، الباب الثانی، الفصل الاول، ص235
23 ذخیرۃ العقبیٰ: کتاب الجہاد، 2/322

بہت سے حنفی مشائخ[24] نے " گالی دینے والے ذمی شخص کے قتل کیے جانے والے " قول ہی کو اختیار کیا ہے۔

☆ انہی میں امام عینی (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

گالی دینے والے کے بارے میں میرا موقف " یعنی ذمی کافر کے گالی دینے کے بارے میں " یہی ہے کہ اُسے قتل کیا جائے گا کیونکہ مسلمان اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے تو اُسے قتل کیا جاتا ہے پھر اگر یہی فعل دین کے دشمن شخص سے صادر ہوا ہو تو اُسے کیونکر قتل نہیں کیا جائے گا؟[25]

☆ اور انہی میں سے امام محقق ابن ہمام (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے "فَتحُ القَدِیر" میں فرمایا:

میرے نزدیک اگر کسی ذمی کافر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی اور وہ ثابت بھی ہو گئی تو اُسے قتل کیا جائے گا اور اس کا عہد و پیمان ٹوٹ چکا۔

پس اگر اس کا گالی دینا ظاہر تو نہ نہیں لیکن اس پر گالی کا الزام لگا ہے درایں حال کہ وہ ذمی اس سے انکار کرتا ہے تو اب اس پر کوئی چارہ جوئی نہیں ہو گی۔[26]

24۔ مثلاً امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 542 ہجری، صاحب "خلاصۃ الفتاوی"، امام سراج الدین عمر بن ابراہیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1005 ہجری، امام عبد الرحمن بن محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1078 ہجری، امام قاضی عبد الواحد سیوستانی سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1224ھ وغیرہ۔ ملخصاً

25۔ رمز الحقائق، کتاب السیر، باب العشر والخراج، فصل فی بیان احکام الجزیہ، 1/440

26۔ فتح القدیر، کتاب السیر، 6/59

☆ اور انہی میں علامہ ابن الکمال (پاشا حنفی) رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "شرح اربعین" میں لکھا ہے:

حق بات یہی ہے کہ ایسا ذمی کافر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے اور وہ توہین اعلانیہ کی گئی ہو تو اُسے قتل کر دیا جائے گا، اس بات کی وضاحت "ذَخِیرَۃ" کی "کِتَابُ السِّیَر" میں موجود ہے۔[27] یہاں تک ابن الکمال رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

میں (محمد ہاشم ٹھٹوی) کہتا ہوں:

"ذَخِیرَۃ" کی عبارت ان شاء اللہ تعالی تیسری قسم میں آئے گی۔

☆ پس اگر کہا جائے:

یہاں گالی کے ظاہر و اعلانیہ ہونے کے کیا معنی ہے؟

تو ہم کہتے ہیں: اس کے یہاں پر دو معنی ہے،

(1) گالی کے اظہار سے یہاں مراد ہے کہ وہ (کلمہ) احتمال رکھتا ہو، اور گالی کیلئے صریح الفاظ مستعمل نہ ہوئے ہوں بلکہ ایسے الفاظ ہوں جو گالی اور دوسرے دونوں ہی معنی میں مستعمل ہوتے ہو۔

☆ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّیفُ المَسلُول" کے تیسرے باب کی دوسری فصل میں ذکر کیا ہے:

جب کوئی کافر ظاہری الفاظ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے دعا کے کلمات کہے اور پس پردہ اس سے بددعا مراد لے، مثلاً "اَلسَّامُ عَلَیکُم" (تمہیں موت آئے یا تم پر

27۔ مجموعہ رسائل، لابن کمال پاشا، ورقہ 38

مصیبت نازل ہو) کو "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم" (تم پر سلامتی نازل ہو) کی جگہ کہے تو اس میں علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے۔

بعض علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے کہا:

یہ توہین ہے، اُسے قتل کر دیا جائے گا اور جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودیوں سے اس معاملے میں درگزر سے کام لیا تھا وہ اسلام کا نازک دَور تھا پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی اُسے معاف کر دیا تھا۔

بعض علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے کہا:

یہ توہین ایسی نہ تھی کہ اس سے ذِمی کا عہد ٹوٹ جاتا کیونکہ یہ اعلانیہ گستاخی نہیں تھی البتہ بعض سننے والوں نے اس کے مقصد کو بھانپ لیا تھا۔[28]

یہاں تک امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

☆ اور گویا یہ کلام امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اُس عبارت سے ماخوذ ہے جو آپ نے "صحیح" میں لکھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

باب: "جب کوئی ذمی کافر (تعریض کے طور پر) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دے لیکن اس کی صراحت نہ کرے مثلاً "اَلسَّامُ عَلَیْکُم" (تمہیں موت آئے یا تم پر مصیبت نازل ہو) کہے تو اُسے قتل نہیں کیا جائے گا"۔[29]

---

28 السیف المسلول: الباب الثالث، الفصل الثانی، 432

29 صحیح بخاری: کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین، 4/314، رقم 6926

پھر اس باب کے تحت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی:

یہودی شخص ایک مرتبہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے گزرا تو کہنے لگا:

"اَلسَّامُ عَلَیْکُم" (تمہیں موت آئے یا تم پر مصیبت نازل ہو) پس آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "وَعَلَیْکُم" (اور تم پر بھی ایسا ہی ہو)۔

☆ علامہ ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح بخاری" میں ذکر کیا ہے:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر اہل کوفہ (احناف) کا مذہب اختیار کیا۔[30]

☆ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

بہر حال آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تالیف قلب کی مصلحت کی بنا پر یہود کو قتل نہیں کیا، یا اس لیے کہ اُنہوں نے اعلانیہ اور واضح انداز میں ایسا نہیں کہا تھا بلکہ زبانوں کو موڑ لیا تھا، یا انہوں نے ایسا بطریق گالی نہیں کہا تھا بلکہ اُس موت کی دعا کی تھی جو ہر ایک کیلئے ضروری ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے انہیں جواب میں "وَعَلَیْکُم" (اور ایسے ہی تم پر بھی ہو) فرمایا تھا یعنی وہ موت جو ہم پر اور تم پر نازل ہونے والی ہے۔[31]

یہاں امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

عنقریب بیان ہو گا کہ جس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کوئی توہین آمیز کلمہ تعریضاً بھی کہا تو بالاتفاق اُسے قتل کر دیا جائے گا پس یہ بات کیونکر قابل ملامت ہو سکتی ہے حالانکہ یہاں اس کے بارے میں تفصیلاً ذکر ہو چکا ہے۔

---

30 التواری علی ابواب البخاری: کتاب استتابۃ المرتدین، ص354

31 فتح الباری: کتاب استتابۃ المرتدین، 12/281

☆ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح بخاری" فرمایا:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تعریض کو تصریح (صراحت) کی ضد کے طور پر استعمال کیا ہے ورنہ ان کی مراد وہ مروّجہ تعریض نہیں ہے جس کا مطلب ہے، لفظ کو اسکی حقیقت میں ہی استعمال کیا جائے لیکن اس سے مراد ذہن میں موجود دوسرا معنی لیا جائے (کیونکہ اگر مروجہ تعریض مراد ہو تو پھر گستاخی ہی کہلائے گی)۔[32]

(2) امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّیْفُ الْمَسْلُوْل" کے تیسرے باب کی دوسری فصل میں ذکر کیا ہے:

اظہار سے انکی مراد یہ ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے گستاخی کرے، یا خلوت میں کرے لیکن اسکی گستاخی پر دو گواہ قائم ہو جائیں، یا وہ خود ہی گستاخی کا اقرار کرلے کیونکہ اسکا اقرار، یا گواہوں کے سامنے گستاخانہ کلمات کا کہنا "اظہار" ہی شمار ہو گا۔

ہاں اگر بالفرض یہ صورت ہو کہ کافر نے اپنے گھر میں یہ سمجھ کر گستاخی کی کہ کوئی نہیں سن رہا لیکن اُسکے مسلمان پڑوسی نے سن لیا، یا کسی نے کان لگا کر بات سن لی اور پھر اسکی گواہی دے دی، تو حنابلہ کے کلام میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ اسکا مواخذہ نہیں کیا جائے گا لیکن مجھے یہ بات دیگر ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے کلام میں نہیں ملی، پس ان (حنابلہ) کا اسے مطلق رکھنا اسی بات (یعنی اظہار نہ ہونے) پر محمول ہے۔[33]

☆ انہی میں کتاب "حَسْبُ الْمُفْتِیْن" کے مصنف (ابو المعالی بن خواجہ بخاری حنفی) بھی ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "بَحرِ مُحِیط" میں علامہ علم الہدی سے منقول ہے:

---

32. فتح الباری: کتاب استتابۃ المرتدین، 12/281

33. السیف المسلول: الباب الثالث، الفصل الثانی، ص428

جس نے بھی نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دی، یا آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی توہین کی، یا آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے کسی دینی معاملے، یا شخصیت، یا کسی حالت، یا اوصاف جسمانی کے بارے عیب زنی کی تو چاہے وہ گستاخی کرنے والا کوئی بڑے مرتبہ کا حامل ہو یا عام شخص ہو، چاہے اہل کتاب میں سے ہو یا اس کے علاوہ، ذمی کافر ہو یا حربی، نیز یہ بھی برابر ہے کہ اُس سے گستاخی، توہین یا عیب زنی چاہے جان بوجھ کر سرزد ہوئی ہو یا انجانے میں، یا بھول سے، یا غفلت میں، یا مذاق میں، پس ایسا شخص کے کفر کا حال یوں ہے کہ اگر وہ توبہ کرے بھی تو اس کی توبہ نہ ہی اللہ تعالی جل جلالہ کے نزدیک قابل قبول ہو گی اور نہ ہی لوگوں کے نزدیک۔[34]

شریعت مطہرہ میں آخری زمانے کے مجتہدین کا اجماعی موقف اور دورِ اوّل کے اکثر مجتہدین کا موقف ایسے شخص کے بارے میں یہ ہے:

اُسے لازماً قتل ہی کیا جائے گا اور بادشاہ، یا اسکے نائب اس شخص کے قتل کے حکم میں سستی سے کام نہیں لیں گے، پس اگر اُسے دنیوی مقاصد کی رعایت کرتے ہوئے قتل نہیں کیا گیا اور چھوڑ دیا گیا تو یہ سب بھی اس کی جیسی گستاخی پر راضی رہے جو کفر تھی لہٰذا یہ اس شخص کے کفر پر راضی رہے اور کفر پر رضا مند ہونا بھی "کفر" ہے پس یہ تمام ہی کافر قرار پائیں گے تو ایسے کفر کا بھی وہی حکم ہو گا جیسا کہ ابھی ماقبل ہم نے حکم بیان کیا ہے اور اسی طرح ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم مثلاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور خصوصاً شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو گالی دینے والے کا بھی حکم یہی ہے کہ ان کو گالی دینے

---

34. اس کی وضاحت اگلے حاشیہ میں مذکور ہے، وہاں ملاحظہ کریں۔

والے اس طور کے کافر ہیں کہ اگر وہ توبہ بھی کریں تو ان کی توبہ نہ ہی اللہ تعالی جَلَّ جَلَالُہٗ کے نزدیک قابل قبول ہے اور نہ ہی لوگوں کے نزدیک۔[35]

اور شریعت مقدسہ میں ایسوں کا حکم یہی ہے کہ انہیں گستاخی سرزد ہو جانے کے فوراً بعد بغیر کسی مہلت کے قتل کر دیا جائے گا، اللہ تعالی جَلَّ جَلَالُہٗ ایسی گستاخی کرنے والوں پر ہمیشہ لعنت فرمائے۔[36]

☆ "ذَخِیرَۃ" کی کتاب "اَلْفَاظُ الْکُفْرِ" میں اور "اَجْنَاس نَاطِفِی" میں ہے:

اگر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا کسی بھی نبی عَلَیْہِ السَّلَام کو گالی دی گئی تو ایسے گستاخ کو بطورِ حد قتل کیا جائے گا نیز ایسے شخص کی کوئی توبہ نہیں، چاہے وہ پکڑے جانے یا گواہی دیئے جانے کے بعد (توبہ کرے)، یا پھر از خود تائب ہو کر پیش ہو جائے جیسا کہ زندیق، کیونکہ یہ (سزا) حد ہے جو واجب ہو چکی ہے لہٰذا یہ توبہ کر لینے سے ساقط نہیں ہو گی، جیسا کہ حقوق انسانی کا معاملہ ہوتا ہے (کہ وہ بھی صرف توبہ کر لینے سے معاف نہیں ہوا

---

35 اس بارے میں جمہور علمائے کرام کا موقف یہ ہے کہ اگر گستاخی کرنے والے نے خلوص دل سے توبہ کر لی تو تمام ہی ائمہ کرام اور مذاہب اربعہ کے مجتہدین کے نزدیک اس کی توبہ اللہ تعالی جَلَّ جَلَالُہٗ کے یہاں مقبول ہو گی، اختلاف تو صرف دنیاوی سزا یعنی قتل کے معاف ہونے یا نہ ہونے کا ہے۔ فافہم، خدا جانے کہ اس کتاب کے مصنف خواجہ بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایسا کلام کیوں فرمایا حالانکہ آیت قرآنی کا ظاہر اور اس کا واضح عموم بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالی جَلَّ جَلَالُہٗ قیامت کے روز شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرما دے گا اور اگر دنیا میں خلوص دل سے توبہ کر لی تو پھر معاملہ ہی جدا ہے، یقیناً معافی ہو گی، نیز کتاب ہذا میں آگے امام چلپی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وغیرہ کی مزید نصوص بھی اسی پر مشیر ہیں۔

36 حسب المفتین: کتاب الحدود، ورقہ 337

کرتے جب تک کہ خود وہ شخص معاف نہ کر دے)، یہ سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ، امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، امام ثوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، اہل کوفہ نیز امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور آپکے اصحاب کا موقف ہے۔

میں (محمد ہاشم ٹھٹوی) کہتا ہوں:

عبارت میں جو گالی دینے والے گستاخ کی اللہ تعالی جَلَّ جَلَالُہٗ کے نزدیک توبہ قبول ہونے کا معاملہ ذکر ہوا ہے تو پہلی فصل میں یہاں کے موقف کے برخلاف ذکر ہوا ہے لہٰذا معلوم ہوا اس میں دو موقف ہیں، پس غور فرمائیں۔[37]

اسی طرح متذکرہ بالا عبارت سے ایک نفیس فائدہ حاصل ہوا:

آخری زمانے کے مجتہدین کے نزدیک اجماعی طور پر گالی دینے والے گستاخ کو، چاہے وہ مسلمان ہو یا ذمی کافر قتل ہی کیا جائے گا، پس غور فرمائیں۔

---

37 پہلا موقف یہ تھا: گستاخ اگر خلوص دل سے توبہ کر لے تو عند اللہ فائدہ دے گی البتہ یہاں قتل کیا جائے گا اور دوسرا موقف یہ ہے: اسکی توبہ عند اللہ بھی قبول نہیں ہو گی، ہم نے اس دوسرے موقف کی ماقبل حواشی میں وضاحت کر دی ہے، اُسے ملاحظہ فرمائیں، نیز یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالی جَلَّ جَلَالُہٗ کے یہاں توبہ قبول ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ ایسی باتوں میں سے ہے جسے ہم از خود نہیں جان سکتے، اس لیے ہمیں قرآن وسنت کی روشنی میں ہی اس کا جواب دیکھنا ہو گا پس قرآن وسنت کے واضح دلائل تو ہر ایسے گناہ کی توبہ کو جو زندگی میں عالم نزع سے قبل خلوص دل سے کر لی گئی ہو، مقبول ہونے کی بشارت دیتے ہیں، لہٰذا ایسے میں بعض علمائے کرام کے اقوال کو سہو یا کسی اور مطلب پر محمول کیا جائے گا، اللہ تعالی جَلَّ جَلَالُہٗ ان سے درگزر فرمائے۔ گستاخ اگر توبہ کر لے تو عند اللہ وہ مقبول ہو گی، اسکی وضاحت امام اہل سنت احمد رضا محدث حنفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے "فتاوی رضویہ" میں بھی ذکر کی ہے، تفصیلی دلائل اور احناف کے متقدمین اور متاخرین کا موقف جاننے کیلئے وہاں مراجعت کریں۔

☆ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اگرچہ یہ فرمایا: "آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دینے کی وجہ سے ذمی کافر کا عہد و پیمان نہیں ٹوٹے گا اور اس کی بنا پر اُسے قتل نہیں کیا جائے گا" لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ساتھ ہی یہ بھی تو فرمایا: "البتہ اُسے تعزیراً سزا دی جائے گی"۔

اور یہ کہا گیا ہے:

بیشک امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب میں بڑے جرائم کی تعزیر میں سزا کے طور پر قتل بھی کیا جاسکتا ہے۔[38]

میں (محمد ہاشم ٹھٹوی) کہتا ہوں:

☆ "بَحرُ الرَّائِق" اور "نَهرُ الفَائِق" میں ہے:

تعزیر کے طور پر قتل کیا جاسکتا ہے، اسی لیے فسادی، ڈاکو، ٹیکس خور اور انکی معاونت کرنے والوں کو قتل کیا جائے گا، نیز ایسوں کا قاتل لائق جزا ہوگا۔[39]

☆ "خِزانَةُ الاکمل" کی "کِتابُ السِّیَر" میں ہے:

ہمارے اصحاب نے (ناحق اور جبری) ٹیکس لینے والوں کے بارے میں کہا جو لوگوں کا سامان چھین لیتے ہیں: ان کا خون مباح ہے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ انہیں قتل کردیں اور لوگوں میں سے کوئی بھی جو اُن پر غلبہ پالے تو بغیر تنبیہ کیے یا سمجھائے، انہیں قتل کرسکتا ہے۔

38۔ السیف المسلول: ص252

39۔ نہر الفائق: کتاب الحدود، باب حد القذف، فصل فی التعزیر، 3/165

☆ اور اس طریقے کو احناف میں سے علامہ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے "فتاوی خیریہ" میں روا رکھا ہے ان کی عبارت یوں ہے:

سوال: ایسا ذِمی جس نے بارگاہ محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کی توہین کی، اسکی سزا کیا ہوگی؟

جواب: اسکی سزا میں اس قدر مبالغہ کیا جاسکتا ہے، چاہے وہ قتل تک ہی کیوں نہ پہنچ جائے، کیونکہ ہمارے علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس بات کی وضاحت کردی ہے کہ بڑے جرائم کی سزا میں تعزیراً قتل بھی کیا جاسکتا ہے اور بھلا تعزیر میں رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی گستاخی سے بڑھ کر اور کون سا جرم ہوسکتا ہے کہ مومن کا دل تو اسے ہی سب سے بڑا جرم گردانتا ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کے ارباب اقتدار کو چاہیے کہ اُسے قتل کردیں تاکہ دین کے دشمن اور شریر ترین کافروں کی جانب سے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی جناب میں توہین کیے جانے کی وجہ سے مسلمانوں کے جگر مزید نہ جلیں۔[40]

وَلَا حَوۡلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ العَلِيِّ العَظِيۡمِ (یہاں پر "فتاوی خیریہ" کا کلام ختم ہوا)۔

میں (محمد ہاشم ٹھٹوی) کہتا ہوں:

اس کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ کفر سے تعزیر کا واجب ہونا مانع نہیں ہے حتی کہ اگر کافر نے مسلمانوں میں سے کسی کو گالی دی تو ایسی صورت میں بھی تعزیر واجب ہوجاتی ہے تو پھر سیّد الاوّلین والآخرین علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دے کر توہین کرنے والے کا اس جگہ کیا حال ہوگا؟ یہ تو ہماری تعزیر کی بحث میں سب سے بڑا جرم قرار پاتا ہے

40۔ فتاوی خیریہ: کتاب السیر، باب المرتدین، 1/103

کیونکہ تعزیر میں جرم کی سنگینی اور کمتری نیز کہنے والے کے حال اور اُس کے قول کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے جیسا کہ "شرح وقایہ" اور اس کے علاوہ کتب میں مذکور ہے۔

لہٰذا جب شرعی طور پر تعزیز میں قتل تک کیا جانا ثابت ہو چکا ہے تو یہ بھی طے شدہ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی سب سے بڑا جرم اور سب سے ناپسندیدہ ترین فعل ہے لہٰذا گستاخی کرنے والے ایسے بے باک کافر کو تعزیراً قتل کیا جانا اور صفحہ ہستی سے مٹادینا بھی واجب ہے۔

وَ اللهُ تَعَالَى وَلِيُّ الْفَضْلِ وَالإِنْعَامِ .

☆ اور امام بزازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے "فتاوی" اور امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے "فَتْحُ القَدِيْر" میں اور دیگر بہت سے احناف نے اپنی کتب میں ذکر کیا:

ہمارے نزدیک گالی دینے والے گستاخ کو بطور "حد" قتل کیا جائے گا۔[41]

☆ "اَلْكِفَايَة شَرْحُ الْهِدَايَة" اور "اَلْاَشْبَاه وَ النَّظَائِر" میں مذکور ہے:

ذِمی کافر پر سوائے شرب نوشی کی حد کے بقیہ تمام ہی حدود نافذ کی جائیں گی۔[42]

اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے! بیشک ایسے شہروں میں جہاں کفار کی اکثریت بستی ہے، وہاں کے باشندوں سے بکثرت انبیائے ومرسلین علیہم السلام کی جناب میں گالی وتوہین کا صدور ہوتا رہتا ہے، حالانکہ وہاں ایسے مسلمان اَربابِ اقتدار بھی موجود ہیں جو دینی احکام کے قیام میں سست اور انہیں عملی طور پر نافذ نہیں کرنا چاہتے تو ایسے مقام

41 فتاوی بزازیہ علی ہامش ہندیہ: 6/321، فتح القدیر: کتاب السیر، باب احکام المرتدین 6/91

42 کفایہ: کتاب الحدود، باب الوط، 5/39، اشباہ ونظائر: الفن الثالث، الجمع والفرق، 2/388

پر گالی دینے والے گستاخ ملحدین کیلئے صرف قتل کا ہی فتوی دیا جائے تا کہ کفر کرنے والوں کی ہمت ہی ٹوٹ جائے، یا انہیں (شرائط عہد یا حکومتی اعلانیہ وغیرہ) لکھ کر دے دیا جائے تا کہ وہ نامراد ہی لوٹیں پس ظلم کرنے والی قوم کی جڑ ہی کٹ جائے۔

وَالحَمْدُ للهِ رَبِّ العَالَمِيْنَ -

پھر جان لیجئے! (کتاب ہذا کی) اس قسم (ثانی) میں ہم نے صرف فقہی روایات کو ہی ذکر کیا ہے اور باقی رہے ایسے دلائل جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ گالی دینے والے گستاخ کافر کو قتل ہی کیا جائے گا تو انہیں ہم نے یہاں طوالت کی بنا پر ذِکر نہیں کیا کہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّيْفُ الْمَسْلُوْل" میں اس بات پر چودہ[43] دلائل ذکر کیے ہیں پس جس کا دل چاہے وہاں ملاحظہ کرے۔[44]

43 شیخ ابن تیمیہ حنبلی نے اس مسئلہ پر اپنی کتاب "الصارم المسلول" میں ستائیس وجوہات سے استدلال کرتے ہوئے قتل کا حکم ثابت کیا ہے، اس سے زیادہ تفصیلی دلائل اب تک راقم کی نظر سے نہیں گزرے نیز امام سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہی کے دلائل سے استفادہ کیا جیسا کہ "السیف المسلول" میں بھی اس کی صراحت موجود ہے نیز کتاب ہذا میں آگے مخدوم ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس بات کا ذکر کیا ہے، اختلاف عقائد ومسائل سے صرف نظر کرتے ہوئے یہ کتاب اپنے موضوع پر اب تک لکھی گئی کتب میں بے مثال ہے، شاید اسی لیے امام شامی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور خود امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اساطین علم وفن نے مخالفت کے باوجود اسے پسند فرمایا۔

44 السیف المسلول: الباب الثانی، الفصل الرابع، ص 291 تا 366

"تنبیہ حسن"

☆ احناف میں سے علامہ زمخشری نے "کشّاف" میں اور امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے "مَدَارِك" میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فرمان:

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ۔

ترجمہ: اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں (یعنی طعن و تشنیع کریں) تو کفر کے سرغنوں سے لڑو۔ (سورۃ التوبہ 9/12)

کے تحت ذِکر کیا ہے:

اگر ذِمی کافر نے دین اسلام کے بارے میں ظاہری طعن و تشنیع کی تو اس کا قتل جائز ہو گا کیونکہ اس کا عہد و پیمان اس بات سے مشروط تھا کہ وہ اسلامی اُمور کے بارے میں طعن و تشنیع نہیں کرے گا پس جب اُس نے طعن کیا تو اپنے عہد و پیمان کو خود ہی توڑ دیا اور حفاظت کے ذمہ سے نکل گیا۔[45]

☆ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ گالی دینے والا (ذِمی) گستاخ اپنے عہد کو توڑنے والا اور دین پر زبان درازی کرنے والا ہے لہٰذا اس کا قتل جائز ہے۔[46]

45. تفسیر کشاف: سورۃ التوبہ، آیت 12، ج3، ص17، تفسیر مدارک: ایضاً، 1/667

46. السیف المسلول: الباب الثانی، الفصل الثانی، ص286

"تنبیہ حسن"

پھر یہ بات کہ گالی دینے والا کافر اگر گستاخی کے بعد اسلام لے آئے تو کیا اس کا قتل ساقط ہو گیا یا نہیں؟

☆ امام چلپی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح وقایہ" پر اپنے "حاشیہ" میں فرمایا:

جب کسی ذمی کافر نے آپ ﷺ کو گالی دی، یا عیب لگایا، یا تحقیر کی، یا کسی اور صورت میں آپ ﷺ کی توہین کی جو کفر کے مترادف ہو تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر وہ اسلام نہ لائے تو اسکے قتل میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کیونکہ اُسے عہد و پیمان اس بات پر نہیں دیا گیا تھا اور یہی موقف دیگر اہل علم رحمۃ اللہ علیہم کا بھی ہے۔

☆ البتہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلیانِ کوفہ میں سے ان دونوں کے پیروکاروں کا موقف یہ ہے:

اُسے قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اُس پر جو شرک کا وبال پہلے سے موجود ہے وہ اس گستاخی سے بھی بڑا ہے لیکن ایسے شخص کو تعزیراً سزا ضرور دی جائے گی۔

جبکہ ایک قول کے مطابق ایسا ذِمی کافر جس نے گستاخی کی ہو تو اسلام لانے کے باوجود اس کا قتل ساقط نہیں ہو گا کیونکہ یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق ہے اور اُمت پر واجب ہے کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں توہین، زبان درازی اور تنقیص سے لوگوں کو باز رکھے کہ اس سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہے۔

لہٰذا ایسے گستاخ کے اسلام لانے سے قتل ساقط نہیں ہو گا جیسا کہ اسلام لانے سے پہلے کے حقوق انسانی مثلاً قتل اور قذف وغیرہ بھی (اسلام لے آنے کے بعد) ساقط (معاف) نہیں ہوتے ہیں۔

پس جب ہم اس معاملے میں کسی مسلمان کی توبہ کو قبول نہیں کرتے تو پھر کسی کافر کی توبہ کو تو بدرجہ اولیٰ قبول نہیں کریں گے۔[47] امام چلپی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

☆ میں (محمد ہاشم ٹھٹوی) کہتا ہوں:

یہ آخری قول اُسی موقف پر مبنی ہے جسے احناف میں سے متاخرین علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اختیار کیا ہے کہ کافر جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرے تو اُسے بطورِ حد قتل کیا جائے گا، پس غور فرمائیں۔[48]

☆ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّيْفُ الْمَسْلُول" میں ذکر کیا جس کا خلاصہ یہ ہے:

اگر کسی کافر نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی اور پھر اسلام لے آیا تو سوائے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تینوں فقہی مذاہب کے مطابق اُسے قتل ہی کیا جائے گا۔

47۔ ذخیرۃ العقبیٰ: کتاب الجہاد، 2/322

48۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں امام بزازی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، محقق علی الاطلاق ابن ہمام حنفی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ اور امام خیر الدین رملی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کو مراد لیا ہے، البتہ ان سے موخر امام شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رضا محدث حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں قدرے تفصیلی نکات بیان کیے ہیں جنہیں عصر حاضر کے تناظر میں ملحوظ رکھنا کئی فوائد کا حامل ہے، اہل علم و تحقیق پر وہ علمی تفصیلات منکشف ہیں، البتہ انہیں عوام الناس کیلئے زیادہ مفید نہ ہونے کی وجہ سے یہاں ذکر نہیں کیا جارہا۔

"مذہب مالکی"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دو مشہور قول مروی ہیں کہ اسلام لے آنے کی صورت میں اس کا قتل ساقط ہو جائے گا، اگرچہ مسلمان کے بارے انہوں نے فرمایا ہے کہ گستاخی کرنے کے بعد اگر وہ دوبارہ اسلام لے بھی آئے تب بھی اس کا قتل ساقط نہیں ہو گا۔

"مذہب حنبلی"

ان کے مطابق گالی دینے والے گستاخ کی توبہ کر لینے کے بارے میں تین اقوال ہیں:

(1) اُسے مطلقاً قتل ہی کیا جائے گا۔

(2) اُسے مطلقاً قتل نہیں کیا جائے گا۔

(3) گستاخی کے بعد ذمی کی اس فعل سے توبہ قبول ہو گی لیکن مسلمان کا گستاخی کرنے کے بعد توبہ کرتے ہوئے اسلام قبول نہیں ہو گا۔

البتہ انکے یہاں مشہور یہی ہے کہ مطلقاً اس بارے میں کسی کی بھی توبہ قبول نہ ہو گی۔

"مذہب شافعی"

ان کے یہاں مشہور قول کے مطابق توبہ مقبول ہے، چاہے وہ اصلاً مسلمان ہو یا کافر۔

"اَلصَّارِمُ الْمَسْلُوْل اور شیخ ابن تیمیہ کا تذکرہ"

اور مجھے (امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کو) ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ حنبلی کی کتاب "اَلصَّارِمُ الْمَسْلُوْل عَلٰی شَاتِمِ الرَّسُوْل" حاصل ہوئی جس میں انہوں نے ستائیس (27) وجوہات کی بنیاد پر (گستاخ کو) قتل ہی کیے جانے پر استدلال کیا اور اس میں انہوں نے نہایت کاوش کی، اور استدلال کے طریقوں میں وسعت فکری اور بالغ نظری سے کام لیا ہے، یہ کتاب ایک ہی جلد میں سمٹی ہوئی ہے۔

البتہ مجھے اسلام لے آنے کے بعد اُس (گستاخ) شخص کے قتل کیے جانے کے بارے میں اِن (یعنی شیخ ابن تیمیہ) کے ساتھ اتفاق کرنے میں دلی طور پر اطمینان نہیں ہوا لیکن یہ بات اجتہادی ہے لہٰذا اگر کسی اور عالم (یعنی شیخ ابن تیمیہ) کو شرح صدر ہو گیا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اجتہاد و تقلید کا معاملہ تو دلی اطمینان پر ہی قائم ہوا کرتا ہے۔

اور یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ گستاخی کرنے کے سبب قتل کیا جانا اگر تو بطورِ حد ہے تو ہم کہتے ہیں: یہ گویا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ہی مقررہ حد ہے جیسا کہ زنا کی حد، پس چاہیے کہ یہ بھی اُس کافر (سے اُسی طرح) سے ساقط ہو جائے جیسا کہ حالت کفر میں کیا گیا زنا (کا وبال) اُس سے (اسلام لے آنے کے بعد) ساقط ہو جاتا ہے۔

اور اگر ہم کہیں: یہ حد (گستاخ کو قتل کی صورت میں دی جانے والی سزا) حقوق انسانی کی حد ہے تو ایسی صورت میں پھر قتل کیا جانا ہی ظاہر ہے۔

لیکن اگر یہ قتل اس طور پر ہے کہ گستاخی کرنے کی وجہ سے یہ شخص کافر ہو گیا ہے تو پھر اسلام لے آنے کی صورت میں اس کے قتل کا ساقط ہونا بھی بالکل ظاہر ہے۔[49] یہاں تک امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا خلاصہ مکمل ہوا۔

☆ میں (محمد ہاشم ٹھٹھوی) کہتا ہوں:

"مذہب حنفی"

پس جب کوئی مسلمان توہین کرے تو اُسے قتل کر دیا جائے گا اور یہ قتل کرنا یا تو "بطورِ حد ہو گا" حتی کہ اُس کے توبہ کرنے سے بھی اس کا قتل ساقط نہیں ہو گا جیسا کہ سابقاً "فَتْحُ الْقَدِيْر" اور دیگر کتب کی تصریحات گزر چکیں، یا پھر "بطورِ مرتد ہونے کے" اور اس کے بارے میں "اَلْاَشْبَاه وَالنَّظَائِر" اور "فَتْحُ الْمُبِيْن حَاشِيَةُ مُلَّا مِسْكِيْن"[50] اور دیگر کتب میں صراحت مذکور ہے۔

☆ اس بارے میں "اَلْاَشْبَاه" کی عبارت یوں ہے:

کوئی بھی کافر اگر توبہ کرے تو اُس کی توبہ دنیا اور آخرت دونوں ہی میں قبول ہو گی سوائے ایسے کافروں کی جماعت کے جو کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام یا شیخین کریمین رضی اللہ عنہما یا ان میں سے کسی ایک کی توہین کے سبب کافر ہوئے ہوں۔[51]

49۔ السیف المسلول: الباب الثانی، الفصل السادس، ص386

50۔ فتح المعین حاشیہ ملا مسکین: کتاب الجهاد، باب احکام المرتدین، 2/460

51۔ الاشباہ والنظائر: الفن الثانی، الفوائد، کتاب السیر، باب الردۃ، 2/219

اور اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ لفظ "توبہ" مرتد ہونے کے بعد اسلام لے آنے کو بھی شامل ہے اور کافر جب توہین کرے تو مختلف اقوال کے مطابق اُسے یا تو بطورِ حد قتل کیا جائے گا یا بطورِ تعزیر، جیسا کہ ماقبل اس بارے میں تصریحات گزریں اور حد ہو یا تعزیر دونوں ہی ہمارے نزدیک اسلام لے آنے کی بنا پر کافر سے ساقط نہیں ہوا کرتیں ہیں۔

☆ "بَحرُ الرَّائِق" کی "کِتَابُ الحُدُود" اور "کِتَابُ الشَّهَادَات" میں "فَتَاوٰی قَارِی الهِدَایَة" کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے:

اگر کسی ذمی کافر نے چوری کی، یا زِنا کیا اور بعد ازاں اسلام لے آیا پھر یہ کام اس کے اقرار کرنے یا دو مسلمانوں کے گواہی دینے سے ثابت ہو گئے تو اس سے حد ساقط نہیں ہو گی۔[52]

پس جب اس ذمی کافر سے (اسلام لے آنے کے باوجود) زِنا اور چوری کی حد ساقط نہیں ہوتی حالانکہ یہ دونوں (بعض جہات سے) حقوق اللہ سے متعلق ہیں تو پھر گستاخی کی یہ حد جس کا تعلق خالص حقوق العباد سے ہے وہ کیونکر ساقط ہو سکتی ہے؟

☆ "بَحرُ الرَّائِق" کی "کِتَابُ الشَّهَادَات" ہی میں مذکور ہے:

ذمی کافر کے اسلام لے آنے کی وجہ سے اس پر عائد گزشتہ کی حد قذف ساقط نہیں ہو گی۔[53]

---

52. بحر الرائق: کتاب الحدود، 5/17، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ، 7/134

53. بحر الرائق: کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ، 7/134

☆ "اَلشِّفَاء" میں امام ابن سحنون رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:

حد قذف اور اس کی مثل دیگر معاملات جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے وہ ذمی کافر کے اسلام لے آنے کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتے۔[54]

☆ "بَحرُ الرَّائِق" کی "کِتَابُ الشَّهَادَات" ہی میں "فَتَاوٰی یَتِیمَة" سے منقول ہے:

ایسا ذِمی کافر جس پر کسی قسم کی تعزیر لازم ہو چکی ہو اور وہ اُسی حالت میں اسلام لے آئے تو اس سے تعزیر ساقط نہیں ہو گی۔[55]

تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے:

ہمارے نزدیک توہین کرنے والا کافر اگر اسلام لے بھی آئے تب بھی اس کا قتل ساقط (معاف) نہیں ہو گا۔

البتہ یہ مسئلہ چونکہ علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اختلافی ہے لہٰذا اگر حاکم وقت (ہمارے زمانے میں حکومت پاکستان، عدالت عالیہ) کسی (ضروری اور اہم) مصلحت کی بنیاد پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے موقف سے استدلال کرتے ہوئے توہین کرنے والے

---

54. شفاء شریف: القسم الرابع، الباب الثانی، 2/267

55. بحر الرائق: کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ، 7/134

گستاخ کافر کو اسلام لے آنے کی وجہ سے[56] قتل نہ کرنا چاہے تو البتہ اس کے پاس دلیل موجود ہے۔[57]

وَاللهُ تَعَالَى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَحْكَمُ

56. یہاں اسلام لانے کی شرط لازمی طور پر ملحوظ خاطر رہے ورنہ مسئلہ کا سیاق وسباق مختلف ہو جائے گا۔

57. ہمارے زمانے میں نہ تو اسلامی حکومت اپنے نظام ونسق کے ساتھ موجود ہے اور نہ ہی کوئی امام، اور مولانا احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے "فتاوی" میں گستاخ کے بارے میں قتل کی سزا ودلائل پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہے: "کہاں سلطان اسلام اور کہاں سزائے موت کے احکام!" الخ۔۔ لہٰذا ایسے میں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت ہمارے موجودہ نظام بے لگام میں عاجز ومجبور ہو جانے والی عوام کے لیے گنجائش کی راہ نکال رہی ہے، نیز فی زمانہ ملکی اور عالمی قوانین کی گرفت سے بچنے کی سبیل بھی ایسے ہی اقدامات میں نظر آتی ہے، امام شامی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رضا خان محدث حنفی رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالی کی رحمتیں نازل ہوں کہ انہوں نے آنے والے زمانے کی مشکلات اور عالمی تبدیلیوں کو پہلے ہی سے محسوس کرتے ہوئے اُمت مسلمہ کو آسانی کا پہلو فراہم کیا نیز انہیں تاثیم کے زمرے سے دُور رکھا۔

تیسری قسم

"آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والی مسلمان عورت کے بارے میں"

فقہی روایات کی روشنی میں حاصل ہونے والی معلومات کے پیش نظر ایسی عورت کا حکم بھی وہی ہے جو مرد کا ہے۔انہی میں سے یہ ہے:

☆ "فَتحُ القَدِیر" میں فرمایا:

جس نے اپنے دل میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نفرت رکھی تو وہ مرتد ہے پس گالی دینے والا تو بدرجہ اولیٰ مرتد ہو گا، پھر ہمارے نزدیک اُسے بطورِ حد قتل کیا جائے گا اور قتل ساقط ہونے کے حوالے سے اسکی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی۔[58]

☆ امام چلپی (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح وقایہ" پر اپنے "حاشیہ" میں ذکر کیا ہے:

ہمارے نزدیک مختار قول یہی ہے کہ مسلمانوں میں سے جس کسی سے بھی، چاہے جان بوجھ کر ہو یا انجانے میں، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین سرزد ہوئی تو اُسے قتل کرنا واجب ہے اور اس کی توبہ کو قبول نہیں کیا جائے گا۔[59]

58. فتح القدیر: کتاب السیر، باب احکام المرتدین، 91/6

59. ذخیرۃ العقبیٰ: کتاب الجہاد، 322/2

نیز امام چلپی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح "صاحب الشفاء" رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

جس کسی نے بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں عیب زنی کی، یا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات، نسب، دِین یا کسی بھی صفت کریمہ کے بارے میں توہین و تحقیر کی تو اُسے "گستاخ رسول" شمار کیا جائے گا، ایسے کا حکم یہی ہے کہ اُسے قتل کیا جائے گا اور اُس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

یہ معاملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے سے لے کر آج تک کے علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور اہلیانِ فتوی رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اجماعی ہے اور آگے بھی ایسے ہی رہے گا۔[60]

پس اگر کہا جائے:

ان عمومی مسائل سے کس طور پر گستاخی کرنے والی مسلمان عورت کے قتل کا حکم ثابت ہوتا ہے حالانکہ فقہی کتابوں کے متون اور اُن کی شروحات اس بات پر متفق ہیں: کہ مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اُسے اسلام پر ہی مجبور کیا جائے گا؟

ہم کہتے ہیں: ہاں، معاملہ ایسا ہی ہے لیکن توہین کرنے والی مرتدہ عورت اس معاملے سے جدا ہے جیسا کہ جادوگرنی۔

☆ اسی لیے "بَحْرُ الرَّائِق"[61] میں فرمایا:

"ان کا کہنا کہ مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا" تو اس مسئلہ سے جادو کے سبب مرتد ہونے والی عورت کا حکم مستثنیٰ ہے، اگرچہ باقی مرتد ہونے والی عورتیں قتل نہیں کی جائیں گی۔

---

60 شفاء شریف: القسم الرابع، الباب الاول، 2/214، ذخیرۃ العقبیٰ: کتاب الجہاد، 2/319

61 بحر الرائق: کتاب السیر، باب احکام المرتدین، 5/217

☆ (اس مستثنیٰ یعنی جادوگرنی کے قتل کیے جانے کی دلیل) وہ روایت ہے کہ سیّدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مقرر کردہ حکمرانوں کو لکھا:

"جادوگر مرد اور عورت دونوں ہی کو قتل کر دو"۔[62]

اور گستاخی کرنے والوں کے ایسے مقام پر مستثنیٰ ہونے کی چند وجوہات ہیں:

توہین کرنے والے گستاخ کو ہمارے نزدیک مختار قول کے مطابق بطورِ حد قتل کیا جائے گا اور حد کے واجب ہونے میں مرد اور عورت کا فرق نہیں ہوا کرتا ہے، بہر کیف عورت کا قتل اُسی صورت میں ساقط ہو سکتا ہے جب کہ یہ حد بطور مرتد ہونے کے ہو، اگرچہ یہ مختار قول کے خلاف ہے جیسا کہ ما قبل گزر چکا ہے کہ ایسا ارتداد جس میں توہین نہ کی گئی ہو تو اس صورت میں حد لازم نہیں ہوتی ہے۔

☆ امام بزازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے "فتاوی" میں فرمایا:

توہین کے سبب قتل کیا جانا یہ دراصل ایسی حد ہے جو واجب ہے اور اس کا تعلق حق العبد سے ہے جو صرف توبہ سے ساقط نہیں ہوتا ہے، جیسا کہ باقی حقوق انسانی اور حد قذف وغیرہ کہ یہ بھی توبہ سے ساقط نہیں ہوتے، بر خلاف (توہین کے سبب) ارتداد کے، کیونکہ اس میں مرتد ہونے والا منفرد ہوتا ہے اور انسانوں میں سے دوسرے کسی سے بھی اس کا تعلق وابستہ نہیں ہوتا۔[63]

---

62 مسند شافعی: کتاب الطعام، ص 383، سنن کبری للبیہقی: رقم 16498

63 فتاوی بزازیہ علی ہامش فتاوی ہندیہ: 6/321

اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے! حقوق العباد کے باب میں مرد اور عورت کا فرق نہیں ہوتا ہے۔

☆ "ذَخِیرۃ" کی "کِتابُ السِّیَر" میں مذکور ہے:

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے "السِّیَرُ الکَبِیر" میں اس بات پر استدلال کرتے ہوئے دلیل دی ہے کہ اگر کسی عورت نے اعلانیہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی تو اُسے قتل کیا جائے گا اس لئے کہ روایت میں ہے:

سیّدنا عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ عصماء بنت مروان اپنی باتوں سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذیت دیتی ہے تو ایک رات جاکر اُسے قتل کر دیا اس پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی تعریف فرمائی۔[64] یہاں تک "ذَخِیرۃ" کا کلام ختم ہوا۔

☆ سیّد احمد حموی رحمۃ اللہ علیہ نے "شَرحُ الکَنز" میں شیخ ابن الکمال رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"ذَخِیرۃ" کی روایت جس طرح توہین کرنے والی کافرہ عورت کے قتل کیے جانے پر دلالت کرتی ہے، اُسی طرح ہمارے نزدیک توہین کرنے والے کافر مرد کے قتل کیے جانے پر بھی (بدرجہ اولیٰ) دلالت کرتی ہے۔

میں (محمد ہاشم ٹھٹوی) کہتا ہوں:

اسی طرح یہ مسلمانوں میں سے توہین کرنے والی عورت کے قتل کیے جانے پر بھی بدرجہ اولیٰ دلالت کرتی ہے کیونکہ توہین کرنے والے مسلمان مرد کے قتل

64. شرح السیر الکبیر: باب من یکرہ قتلہ من اہل الحرب من نساء، 4/188

کیے جانے پر تو علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اتفاق ہو ہی چکا ہے، البتہ ان کا اختلاف کافر کے بارے میں ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

جس بات کو ہمیں لازمی جاننا چاہیے وہ یہ ہے کہ ہمارے علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے یہ جو اعلان کیا ہے کہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا تو وہ اس وجہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے قتل سے منع فرمایا ہے[65]، یا پھر اس وجہ سے کہ قتل اُسی صورت میں کیا جاتا ہے جب کوئی بالمقابل فساد وقتال کرنے کے درپے ہو اور یہاں ایسی کوئی صورت موجود نہیں ہے۔

نیز اس بات میں بھی کوئی پوشیدگی نہیں ہے کہ حدیث مبارکہ میں وارد ہے کہ بہت ہی بوڑھے، راہب، عبادت کدوں کے مکین، اندھے، اپاہج اور جو بھی ان کی طرح عذر والے ہوں مثلاً دیوانہ، لنگڑا، مخالف سمتوں سے ہاتھ پاؤں کٹا، یا داہنا ہاتھ کٹا، یا انہی کی طرح کوئی ہو تو انہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔

پس اگر توہین کرنے والی عورت کو اس بنیاد پر قتل نہ کیا جائے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کے قتل سے منع فرمایا ہے، یا یہ کہ ان میں لڑائی ومقابلے کی صلاحیت نہیں ہے (اس لیے انہیں قتل نہ کیا جائے) تو پھر یہ متذکرہ بالا تمام ہی لوگ اس بات کے حقدار ہوں گے کہ انہیں بھی توہین کے سبب قتل نہ کیا جائے؟ لیکن ایسا معاملہ نہیں ہے جیسا کہ ماقبل کی تفصیلات سے واضح ہو چکا ہے۔

65. صحیح بخاری: کتاب الجہاد، 2/276، رقم 3014، صحیح مسلم: کتاب الجہاد، 859، رقم 4569

لہٰذا معلوم ہوا کہ توہین کرنے والوں کا معاملہ ان اُمور سے مستثنیٰ ہے اور حقیقت میں (احادیث میں مذکور) ممانعت انہیں شامل ہی نہیں، پس چاہے اُن میں لڑائی اور مقابلے کی صلاحیت موجود ہو یا نہیں، اُنہیں قتل ہی کیا جائے گا کیونکہ انہیں قتل کرنا اس لئے واجب ہوا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی جناب میں توہین سے کام لیا تھا، اس لئے نہیں کہ وہ فساد اور قتال کرنے والیاں تھیں۔ خوب غور فرمائیں

"تنبیہ حسن"

گزشتہ ذکر ہوا کہ گستاخی کی وجہ سے مرتد ہونے والی عورت کو قتل ہی کیا جائے گا اور اگر وہ عورت کے گستاخی کے علاوہ کسی اور وجہ سے مرتد ہوئی ہے تو پھر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے:

"اُسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ قید کرکے اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا"۔

☆ "فَتحُ القَدِیر" اور "بَحرُ الرَّائِق" میں مذکور ہے:

اگر کسی شخص نے ایسی عورت کو قتل کر دیا تو اس قاتل پر کوئی شئی (جرم وسزا) لازم نہیں ہوگی، چاہے وہ عورت آزاد ہو، یا باندی، کیونکہ خون کی قدر وقیمت اسلام کی بدولت تھی، وہ اس عورت نے گستاخی کی صورت میں گنوا دی۔[66]

66 فتح القدیر: کتاب السیر، باب احکام المرتدین، 6/67، بحر الرائق: کتاب الحدود، باب احکام المرتدین، 217/5

چوتھی قسم

"آپ ﷺ کو گالی دینے والی کافرہ عورت کے بارے میں"

جان لیجئے! ایسی عورت کے قتل پر "ذَخِیرۃ" کی وہ عبارت (واضح طور پر) دلالت کرتی ہے جس کا ذکر ابھی ماقبل گزرا ہے۔

اور ہم نے مذکورہ عبارت کو بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ "محیط برہانی" کی "کِتَابُ السِّیَر" کی تیسری فصل جس کا عنوان ہے: "مشرکین میں سے کس کا قتل جائز ہے اور کس کا جائز نہیں؟" میں پایا ہے اور الفاظ اس طرح ہیں:

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے عورتوں، بچوں اور ایسے بوڑھے شخص کے قتل کی بابت دریافت کیا جو لڑائی کی طاقت نہ رکھتا ہو؟ تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے انکے قتل سے منع فرماتے ہوئے اسے ناپسند کیا۔[67]

تو یہ جواب ایسی عورت کے بارے میں ہے جو حقیقۃً لڑائی نہ کرنے والی ہو، یا صرف اپنی رائے کے ذریعہ سے لڑائی میں حصہ دار ہو، البتہ اگر وہ مال دار عورت ہے اور اپنے مال سے لوگوں کو قتال کرنے پر برانگیختہ کرتی ہے تو اُسے قتل کیا جائے گا۔

☆ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسِّیَرُ الکَبِیر" میں اس مسئلہ پر استدلال کیا ہے:

67 محیط برہانی: کتاب السیر، الفصل الثالث، 97/7

اگر عورت نے کسی انسان کو قتل کیا تو اسکے بدلے میں اُسے قتل کیا جائے گا کیونکہ روایت میں ہے: آپ ﷺ نے بنو قریظہ والوں کو نُباتہ کے قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ اس نے خلاد بن سوید کو قتل کیا تھا، اس کام کا حکم اسے شوہر نے دیا تھا۔[68]

☆ اسی طرح اس مسئلہ پر بھی استدلال کیا:

جب کوئی عورت لوگوں کو قتال پر برانگیختہ کرے تو اُسے قتل کیا جائے گا کیونکہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

انہوں نے اُمّ قرفہ کو قتل کیا کیونکہ وہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے شہید کرنے پر برانگیختہ کیا کرتی تھی۔

☆ اسی طرح اس مسئلہ پر بھی استدلال کیا:

جب کوئی عورت کسی انسان کو قتل کرنے کا ارادہ کرے تو (اسی موقعہ واردات میں) اُسے بھی قتل کیا جاسکتا ہے کیونکہ سیدنا عبد الرحمن بن ابی عمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

میں نے ایک عورت کو اپنے ساتھ پیچھے سواری پر بٹھایا، اس نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی تو اسی موقعہ پر میں نے اُسے قتل کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اُسے دفن کرنے کا حکم فرمایا۔

☆ اسی طرح اس مسئلہ پر بھی استدلال کیا:

68 کتاب المغازی للواقدی: 2/517

جب کوئی عورت اعلانیہ طور پر رسول اللہ ﷺ کو گالی دے تو اُسے بھی قتل کیا جائے گا کیونکہ سیدنا عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ عصماء بنت مروان اپنی باتوں کے ذریعہ سے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتی ہے تو ایک رات جاکر اُسے قتل کر دیا پھر آپ ﷺ نے اس کام پر اُن کی تعریف فرمائی۔[69]

یہاں "مُحِیط" کی عبارت ختم ہوئی۔

69 محیط برہانی: کتاب السیر، تیسری فصل، فی بیان من یجوز قتلہ من المشرکین، 7/99

"اُن دلائل کا ذکر جو گستاخی کرنے والی عورت کے قتل پر دلالت کرتے ہیں"

یہاں ہم مسئلہ سے متعلق اُن دلائل کا ذکر کریں گے جو ماقبل مذکور ہونے والے دلائل کے علاوہ ہیں، کیونکہ ہمارے زمانے کے علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے بعض نے گستاخی کرنے والی عورت، چاہے مسلمان ہو یا کافرہ اس کے قتل کیے جانے پر انکار کیا ہے اوران کا فتوی ہے: عورت کا قتل نہ ہو، کیونکہ (اُن کے نزدیک) یہی مطالب کی روشنی میں واضح اور قلبی اعتبار سے زیادہ مضبوط ہے۔

"پہلی دلیل"

☆ ماقبل "ذَخِیرۃ" اور "مُحِیط" کے حوالے سے عصماء بنت مروان کے قتل کیے جانے کا واقعہ گزرا ہے، اس واقعہ کو اجمالی طور پر "مَوَاہِبُ اللَّدُنِیَّۃ" اور اس کی شرح میں یوں بیان کیا گیا:

عصماء بنت مروان یہودیہ جو کہ یزید بن زید انصاری خطمی کی بیوی تھی اور "خطمی" کی نسبت "بَنُوْ خِطْمَہ" کی وجہ سے ہے، یہ عورت اسلام پر عیب زنی کرتی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بُرے اشعار کہہ کر تکلیف دیا کرتی تھی، پس ایک مرتبہ عمیر بن عدی انصاری خطمی رضی اللہ عنہ جو کہ قدیم الاسلام صحابی ہیں، نے یہ توہین آمیز جملے سن لیے، ایک رات یہ آئے حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ نابینا تھے تو یہ اس عورت کے گھر میں

داخل ہوئے اور اس پر تلوار تان لی، اس وقت بچے اسکے گرد سوئے ہوئے تھے جن میں شیر خوار بچہ بھی تھا پس انہوں نے ہاتھوں کی مدد سے ٹٹولتے ہوئے بچے کو دور کیا اور تلوار کو اس عورت کے سینے پر رکھ کر پیٹھ تک اُتار دیا پھر اپنے گھر لوٹ گئے۔

بعد ازاں مسجد آئے اور مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تم نے بنت مروان کو قتل کیا ہے؟

انہوں نے عرض کی: جی ہاں اور کیا مجھ پر اسے قتل کرنے کے حوالے سے کوئی بازپرس ہے؟ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"دو بکریاں سینگ نہیں مارتیں" (یہ عرب کا محاورہ ہے)۔

یعنی اس کی جانب سے مقابلہ و معارضہ نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی اسکے خون کے بارے میں سوال کرے گا کیونکہ اس کا خون رائگاں ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصماء کو قتل کرنے پر عمیر رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی اور لوگوں کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"جو یہ چاہتا ہو کہ ایسے شخص کو دیکھے جو اللہ اور اس کے رسول کی نصرت میں مشغول ہے تو اُسے چاہیے کہ "عمیر بن عدی" کو دیکھے"۔

اتنے میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے لوگو! اس نابینا کی جانب دیکھو جس نے یہ رات اللہ تعالی جل جلالہ کی اطاعت میں گزاری ہے۔ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

چپ رہو، اے عمر! بیشک یہ "بَصِیْر" (انکھیار و صاحب بصیرت) ہے، اور انہیں "بصیر" کا نام دیا گیا۔

قتل کرنے کا یہ واقعہ غزوہ بدر کے بعد ہجرت کے اُنیسویں مہینے میں رمضان ختم ہونے سے پانچ دن قبل ہوا۔[70]

یہاں تک مواہب اور اس کی شرح سے کلام ختم ہوا۔

اس عصماء نامی گستاخ عورت کے قتل کیے جانے کا واقعہ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "طبقات" میں[71]، امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ کے ترجمہ کے تحت "الاستیعاب" میں[72]، امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے غزوہ بدر کے اخیر میں[73] نیز امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت کی کتاب (سبل الہدیٰ والرشاد) کے "اَبْوَابُ السَّرَایَا" میں[74] اور اسکے علاوہ دیگر بہت سے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی کتب میں ذکر فرمایا ہے۔

☆ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس واقعہ بلکہ اسی طرح کے دیگر واقعات کے تناظر میں یہ معلوم ہوا کہ ان عورتوں کو گستاخی کرنے اور گالی دینے ہی کی وجہ سے قتل کیا گیا کیونکہ بغیر گستاخی کے اس کا یوں قتل کیا جانا کوئی معنی نہیں رکھتا جب کہ سبب قتل کی (گستاخی کے علاوہ) کوئی اور معقول وجہ خصوصاً احناف کے یہاں تو ہے ہی نہیں، کہ علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اس بات پر اجماع ہے، حقیقی کفر کی بنیاد پر عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اُن کے

70 مواہب لدنیہ: 1/195، شرح الزرقانی علی المواہب: کتاب المغازی، قتل عمیر عصماء، 2/342

71 طبقات ابن سعد: ذکر عدد مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سریۃ عمیر بن عدی، 1/365

72 الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: عمیر بن عدی 2/117، رقم 1989

73 کتاب المغازی للواقدی: ذکر سریۃ قتل عصماء بنت مروان، 1/172

74 سبل الہدیٰ والرشاد: ابواب السرایا، باب تاسع، 6/36

نزدیک مرتدہ ہونے کی وجہ سے عورت کو قتل کیا جائے گا جبکہ یہ (عصماء) تو مرتدہ بھی نہیں تھی بلکہ مدینہ میں بسنے والی یہودی عورت تھی (جو پہلے ہی سے کافرہ تھی)۔[75]

"دوسری دلیل"

☆ اسے امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سُنَن" کے باب "جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اُس کا حکم" میں روایت کیا ہے:

ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور عبد اللہ بن جراح رحمۃ اللہ علیہ نے، انہیں جریر رحمۃ اللہ علیہ نے، انہیں مغیرۃ رحمۃ اللہ علیہ نے، انہیں شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک یہودی عورت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کیا کرتی تھی، ایک شخص نے اُسے گلا دبا کر مار ڈالا، بعد ازاں رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا خون رائگاں قرار دے دیا۔[76]

☆ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس حدیث کی سند کے صحیح اور متصل ہونے کے بارے میں کوئی شبہ نہیں، البتہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع کرنے کے بارے میں کلام کیا گیا ہے لیکن تحقیق یہی ہے کہ سماع ثابت ہے کیونکہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا ہے اور یہ بات تو محدثین کرام کے نزدیک مشہور ہی ہے کہ وہ صرف ملاقات (کے امکان) پر اکتفاء کرتے ہوئے اُسے سماع کے ہونے پر

75 السیف المسلول: الباب الثانی، الفصل الرابع، الدلیل السابع، ص 351

76 سنن ابو داود: کتاب الحدود، 6/417، رقم الحدیث 4362، سنن کبریٰ للبیہقی: 7/96

محمول کرلیا کرتے ہیں، لہٰذا اس طور پر یہ حدیث صحیح ہوگی اور اگر بالفرض سماع کو تسلیم نہ بھی کیا جائے تو حد درجہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے مرسَل ہوگی پس امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل احادیث (محدثین کرام کے یہاں) بہترین مَرَاسِیل شمار ہوتی ہیں ،ان تمام باتوں کے ساتھ اس حدیث کو دیگر مروی احادیث سے بھی تقویت ملتی ہے لہٰذا جب کسی مرسل حدیث کو ایسی تقویت مل جائے تو بغیر کسی اختلاف کے وہ حجت کا درجہ پالیتی ہے۔

یہ حدیث مسئلہ ہذا کے بارے میں نہایت قوی طور پر دلالت کرنے والی ہے کیونکہ علمائے کرام رحمہم اللہ کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ حقیقی کفر کی بنیاد پر عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا اور احناف کے نزدیک تو مرتدہ ہونے کی وجہ سے بھی عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا جبکہ یہ (عصماء) تو مرتدہ بھی نہیں تھی بلکہ مدینہ میں بسنے والی ایک یہودی عورت تھی اور مدینہ کے تمام ہی یہودی (اسلام کی جانب سے) آرام دہ زندگی گزرتے تھے، لہٰذا احناف کے نزدیک ایسی صورت میں قتل کیا جانا تو قصاص کو لازم کرنے والا ہے، چاہے اس عورت کو کسی مسلمان نے قتل کیا ہو یا غیر مسلم نے، پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گستاخ عورت کا خون رائگاں قرار دیا تو سب سے مضبوط دلیل کے طور پر یہ معلوم ہوگیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی نے ہی اس (عورت) کا قتل واجب کیا تھا۔

اور یہ جو ہم نے کہا:

مدینہ منورہ کے تمام ہی یہودی (اسلام کی جانب سے) آرام دہ زندگی گزرتے تھے تو اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ منورہ تشریف لاتے ہی مہاجرین

اور انصار کو ایک دستاویز لکھ کر دی جس میں یہودیوں کے ساتھ سکون بخش معاشرت کا حکم فرمایا نیز ان سے عہد لیتے ہوئے انہیں ان کے اموال پر باقی رہنے دیا۔

اس بارے میں حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صَحِیح" میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے، امام ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ نے "کِتَابُ الاَمْوَال" میں ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے جبکہ امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "کِتَابُ المَغَازِی" میں تفصیلی طور پر روایت کیا ہے۔[77] یہاں تک امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر کلام ختم ہوا۔

"تیسری دلیل"

☆ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنی "سنن" کے) باب "جو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دے اُس کا حکم" میں روایت کیا ہے:

ہمیں حدیث بیان کی عباد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے، انہیں خبر دی اسماعیل بن جعفر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے، انہیں اسرائیل رحمۃ اللہ علیہ نے، انہیں عثمان شحام رحمۃ اللہ علیہ نے، انہیں عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ایک نابینا صحابی کی اُمّ ولد (لونڈی) تھی جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دیتی اور توہین کیا کرتی تھی پس یہ صحابی اُسے منع کرتے رہتے تھے لیکن یہ نہیں رُکتی تھی، مارتے بھی تھے لیکن یہ پھر بھی باز نہیں آتی تھی پس ایک رات اس عورت نے پھر سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی اور بُرا کہا تو انہوں نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا، دباؤ دے کر گھونپ دیا جس سے وہ مرگئی، حتی کہ اسکے پیٹ سے ناقص بچہ بھی ٹانگوں

---

77. السیف المسلول: ص331تا338، ملخصاً

کے درمیان سے باہر آپڑا اور یوں وہ خون آلود ہوگئی، جب صبح ہوئی تو لوگوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا:

"میں ایسا کرنے والے شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور اپنے اُس حق کی جو میرا اُس پر ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے"۔

پس وہ نابینا صحابی کھڑے ہوئے اور لوگوں کو عبور کرتے اور کانپتے ہوئے آگے بڑھے حتی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حاضر ہوگئے اور عرض کرنے لگے:

اے اللہ کے رسول! میں اس لونڈی کا مالک تھا وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کیا کرتی اور بُرا کہا کرتی تھی، میں نے اُسے بارہا منع کیا لیکن وہ باز نہ آئی، میں نے اُسے مارا تب بھی وہ اس فعل سے نہیں رُکی، میرے اُس لونڈی سے دو موتیوں جیسے بیٹے بھی تھے، اس کے ساتھ ساتھ وہ میری مددگار بھی تھی، لیکن اس رات جب دوبارہ اُس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی اور بُرا کہا تو میں نے خنجر لیا اور پیٹ کر رکھ کر دبایا اور یوں اُسے قتل کر دیا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"لوگو! گواہ ہو جاؤ اس عورت کا خون رائگاں گیا"۔[78]

اس روایت کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا، اس روایت کی سند صحیح کی شرائط کے مطابق بہت عمدہ ہے، نیز اس سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی استدلال کیا ہے اور انہوں نے رَوح رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے عثمان شحّام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔[79]

78 سنن ابی داود: کتاب الحدود، 4/344، رقم الحدیث 4361

79 سنن نسائی: کتاب تحریم الدم، 7/112، مستدرک للحاکم: 5/506، معجم کبیر للطبرانی 11/278

علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ماقبل تفصیل گزر چکی کہ مدینہ میں بسنے والے تمام ہی یہودی (اسلامی حکومت کی جانب سے) پُرسکون زندگی گزراتے تھے لہٰذا ایسے میں اس عورت کا گستاخی کے علاوہ قتل کیے جانے کا کوئی دوسرا سبب نہیں ہو سکتا۔

اب چاہے دوسری دلیل کے تحت ذکر ہونے والے واقعات ایک ہی ہوں، یا الگ الگ (اس سے ہمارے موقف پر کوئی فرق نہیں پڑتا)، البتہ جو واقعہ پہلی دلیل کے ضمن میں بیان ہوا وہ ایک مستقل اور الگ واقعہ ہے۔[80]

"چوتھی دلیل"

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فتح مکہ کے دن عبد اللہ بن خطل کی دو گانے والی لونڈیوں کے قتل کا حکم دیا جو گاتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کیا کرتیں تھیں، اسی طرح سارہ بنو عبد المطلب کی لونڈی کے بھی قتل کا حکم دیا نیز ایسے تمام ہی لوگ جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے (اور آپ ﷺ کی توہین کیا کرتے تھے) اُن کا خون مباح قرار دیا۔

☆ "مَوَاهِبُ اللَّدُنِّيَة" اور اس کی شرح میں مذکور ہے جس کا خلاصہ یوں ہے:

رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فتح مکہ کے دن جن لوگوں کا خون مباح قرار دیا اُن کی تعداد تیرہ تھی، جس میں آٹھ مرد اور پانچ عورتیں شامل تھیں، ان میں سے تین مرد اور تین عورتوں کو قتل کیا گیا جبکہ باقی لوگ اسلام لے آئے، پس عورتوں میں سے جنہیں قتل کیا گیا ان میں سے ابن خطل کی دونوں گانے والی لونڈیاں، ایک کا نام

80 السیف المسلول: الباب الثانی، الفصل الرابع، الدلیل السادس، ص 343

"فرتنا" اور دوسری کا "ارنب" تھا، یہ گاتے ہوئے آپ ﷺ کی توہین کیا کرتیں تھیں، اسی طرح سارہ کا بھی حال تھا کہ یہ ابن خطل کے کہنے پر آپ ﷺ کی توہین کیا کرتی تھی، نیز باقی عورتیں بھی اسی طرح کی تھیں۔[81]

یہاں تک "مواہب" اور اس کی شرح سے عبارت کا خلاصہ مکمل ہوا۔

☆ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جہاں تک عورتوں کے قتل کیے جانے کا حکم تھا تو اس کا سبب صرف اور صرف توہین ہی تھا اور نہ عورتوں کو قتل نہیں کیا جاتا کیونکہ آپ ﷺ نے فتح مکہ سے دو سال پہلے ہی عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمادیا تھا جبکہ یہ دونوں ہی گانے والیاں لونڈیوں تھیں، نیز غلاموں کو بھی کفر کی وجہ سے قتل نہیں کیا جاتا ہے پس اس دن خون کا مباح قرار دینا کفر کی وجہ سے نہیں تھا (اگر کفر کی وجہ سے ہوتا تو مکہ کی اکثریت اُس وقت تک کافر تھی لہٰذا سب کو ہی قتل کیا جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا) کیونکہ اصل سبب گستاخی اور توہین تھی۔

پس اگر تو وہ تمام عورتیں (اور مرد) قریش کے معاہدے کے مطابق عہد والے تھے تو یہ واقعہ دلالت کرتا ہے کہ معاہدہ کرنے کے بعد اگر کوئی گستاخی کرے تو اُسے قتل کیا جائے گا، جب یہ معاملہ ہے تو پھر ذمی کافر کو تو بدرجہ اولیٰ گستاخی کے سبب قتل کیا جاسکتا ہے اور اگر وہ معاہدے والیوں میں سے نہیں تھیں تو ان کو گستاخی کی وجہ سے قتل کرنا بدرجہ اولیٰ لازم ہوگا، لہٰذا جب معاہدہ نہ کرنے والے کو گستاخی کی

---

81. مواہب لدنیہ: 2/306، شرح الزرقانی علی المواہب، 3/427

بنیاد پر قتل کیا جاتا ہے تو جس نے معاہد کیا ہو یا ذمی کافر جس نے اسلامی متعلقہ قوانین کی پاسداری کا اقرار کیا ہو اُسے گستاخی اور توہین کے سبب قتل کرنا زیادہ لائق ہے۔[82]

"پانچویں دلیل"

سیّدنا مہاجر بن اُمیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہیں سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جانب سے یمن کا امیر بنا کر بھیجا گیا تو ان کے سامنے ایک عورت لائی گئی جو گاتے ہوئے آپ ﷺ کی توہین کیا کرتی تھی، آپ رضی اللہ عنہ نے اسکے ہاتھ کاٹ کر سامنے کے دانت اُکھیڑ ڈالے[83] پھر یہ بات سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتائی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اگر تم نے ایسا نہ کیا ہوتا تو میں تمہیں اس عورت کو قتل کرنے کا حکم دیتا۔

اسی طرح شیخ کازرونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت کی کتاب میں اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّیْفُ الْمَسْلُوْل" میں ذکر کیا ہے۔

---

82. السیف المسلول: الباب الثانی، الفصل الرابع، الدلیل الثامن، ص 353

83. ہمارے سامنے موجود کتاب میں اس جگہ "نَزَعَ ثِیَابَهَا" کے الفاظ ہیں جن کا ترجمہ کرتے وقت ہمیں نہایت حیرت تھی کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ ایسا فعل کیسے روا رکھ سکتے ہیں؟ توفیق الٰہی سے ہمیں یہی روایت "الصارم المسلول" لابن تیمیہ میں نظر آئی جسکے الفاظ یوں تھے "نَزَعَ ثَنِیَّتَیْهَا"، پہلی صورت میں ترجمہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے انکے کپڑے نکلوا دیئے (معاذاللہ) جبکہ دوسری صورت میں ترجمہ ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے دانت نکلوا دیئے، اور یہی سزا کے بھی موافق ہے، یقیناً مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی لکھا ہوگا، کتاب ہذا میں کئی مقامات ایسے ہیں جن پر محقق نے توجہ نہیں کی جس کی وجہ سے ایسی فحش اغلاط نسخہ میں باقی رہ گئیں، اللہ تعالیٰ جل جلالہ در گزر فرمائے۔

☆ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا:

پس اگر کہا جائے: انہوں نے پہلے ہی لکھ کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اسکے قتل کے بارے میں کیوں نہیں پوچھا؟

ہم کہتے ہیں:

کیونکہ سیدنا مہاجر رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں اپنے اجتہاد سے کام لیتے ہوئے بطورِ حد یہ سزا دی تھی، اسی لیے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسکے بعد دوسری حد کو جمع کرنا مناسب نہیں سمجھا۔[84]

"چھٹی دلیل"

☆ ایک عورت نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی تو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "میرے دشمن کو کون کفایت کرے گا؟"

پس سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نکلے اور اُسے قتل کر دیا۔

اسے شیخ کازرونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت کی کتاب میں ذکر کیا ہے۔[85]

"ساتویں دلیل"

☆ روایت میں ہے: سیدنا عمیر بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا تھا۔

---

84. السیف المسلول: الباب الاول، الفصل الثانی، 123/124

85. سیرت کازرونی، خاتمۃ الکتاب، الفصل السادس، ق 239/ب

اس واقعہ کو امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "الاِصَابَة فِي مَعْرِفَةِ الصَّحَابَة" میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

یہ واقعہ اُس قصہ سے الگ ہے جس میں عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے عصماء کو قتل کیا تھا لہٰذا جس نے ان واقعات کو ایک ہی سمجھا، انہوں وہم ہوا ہے۔[86]

اگر کہا جائے:

یہ بات ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی توہین کرنے والوں میں سے بعض کو معاف بھی فرمایا تھا جیسا کہ جنگ حنین کے موقعہ پر ہوا نیز اس کے علاوہ بھی واقعات موجود ہیں پس اس تناظر میں آپ کا یہ کہنا "گستاخ کا قتل واجب ہے اور اسے معاف نہیں کیا جائے گا" بھلا کیسے درست ہو گا؟

ہم کہتے ہیں:

☆ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّيْفُ الْمَسْلُوْل" میں فرمایا:

یہ جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی توہین کرنے والوں کو معاف فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہی صاحب حق تھے لہٰذا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاف کرنے اور انتقام لینے کا دونوں کا ہی اختیار حاصل تھا لیکن اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال فرما جانے کے بعد ہمارے لیے جائز ہی نہیں ہے کہ اس معاملے میں کسی کو معاف کریں کیونکہ اس سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف پہنچے گی۔[87]

---

86. الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: 4/84، رقم الترجمۃ 6021

87. السیف المسلول: ص 368، ملخصا

"تنبیہِ حسن"

اگر کہا جائے:

کیا گستاخی کرنے والے کو قتل کرنے کا معاملہ امام اور قاضی کی ہی دسترس میں ہوتا ہے یا مسلمانوں میں سے بھی کسی کا قتل کر دینا جائز ہے؟ نیز اگر کسی شخص نے امام کی اجازت کے بغیر ہی اس گستاخ کو قتل کر دیا تو کیا ایسے شخص پر قتل کی وجہ سے کوئی قصاص یا دیت وغیرہ لازم ہوگی؟

ہم کہتے ہیں:

اگر کسی نے امام کی اجازت کے بغیر بھی ایسے گستاخ کو قتل کر دیا تو اس پر کوئی قصاص یا دیت لازم نہیں ہوگی، کیونکہ اگر تو وہ گستاخی کرنے والا پہلے مسلمان تھا پھر گستاخی کی وجہ سے مرتد ہو گیا تو ایسے مرتد کا خون مباح ہوتا ہے جیسا کہ "بَحرُ الرَّائِق" میں مذکور ہے۔[88]

اور اگر وہ پہلے سے ہی کافر تھا تو نبی کریم ﷺ نے مردوں اور عورتوں میں سے ایسے کفار جنہوں نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی توہین و تحقیر کی تھی اُن کا خون مباح قرار دیا تھا جیسا کہ کعب بن اشرف، عبد اللہ بن خطل، ابو رافع، عصماء بنت مروان اور ابن خطل کی دونوں گانے والی لونڈیاں وغیرہ۔

اور باقی رہا اس بات پر کلام کہ کیا مسلمانوں میں سے کسی کو امام کی اجازت کے بغیر گستاخ کا قتل کرنا جائز ہے؟

88. بحر الرائق: کتاب السیر، باب احکام المرتدین، 5/217

تو ما قبل گزر چکا کہ مسلمان گستاخ کا قتل بطورِ حد ہوگا اور کافر گستاخ کا قتل بعض ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک بطورِ حد ہوگا جبکہ دیگر بعض کے نزدیک بطورِ تعزیر،

☆ "فَتحُ القَدِیر" میں فرمایا:

حدود (کے نفاذ) میں حکام کے علاوہ کیلئے ولایت نہیں ہوتی، اسی طرح وہ تعزیر جس میں حق العبد بھی شامل ہو جائے مثلاً حد قذف وغیرہ تو انہیں حاکم کے علاوہ (از خود) نافذ نہیں کیا جا سکتا لیکن ایسی تعزیر جس کا تعلق حق اللہ سے ہو تو البتہ اسے کوئی بھی مسلمان اللہ تعالی جل جلالہ کی جانب سے نافذ کر سکتا ہے۔[89]

لہذا پوشیدہ نہ رہے کہ گستاخ کا قتل اگر بطورِ تعزیر ہو تو اس میں حق العبد بھی شامل ہے لہذا اسے صرف حاکم ہی قائم کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

☆ "فتاوی بزازیہ" کی "کِتَابُ الحُدُود" میں ہے:

تعزیر میں قتل کیے جانے کی سزا محتسب کا غیر بھی دے سکتا ہے۔[90]

پس یہ قول اس صورت پر محمول ہے کہ جب تعزیر کسی حق اللہ کے سبب واجب ہوئی ہو۔ غور فرمائیں

اگر کہا جائے:

عوام الناس میں سے کسی کا توہین کرنے والے گستاخ کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، لیکن بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو گستاخی کرنے والوں کو قتل کیا اور آپ ﷺ نے اس پر کوئی انکار نہیں فرمایا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

89. فتح القدیر، کتاب الحدود، باب القذف، فصل فی التعزیر، 5/330

90. فتاوی بزازیہ علی ہامش فتاوی ہندیہ: کتاب الحدود، 6/430

ہم کہتے ہیں: بیشک بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے توہین کرنے والے گستاخوں کو آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی اجازت سے ہی قتل کیا تھا جیسا کہ کعب بن اشرف، ابو رافع، عبد اللہ بن خطل اور اس کی گانے والی لونڈیاں۔

☆ جہاں کہیں آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی اجازت کے بغیر قتل کیا گیا تو اس کے بارے میں امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّیفُ المَسلُول" میں جواباً فرمایا:

آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا ایسے مواقع پر انکار نہ کرنا شاید اس اندیشہ کی بنا پر تھا کہ کہیں لوگ یہ گمان نہ کرلیں کہ توہین کرنے کے بعد قتل واجب نہیں ہوتا۔ اسی لیے امام کو بھی نزاکت وقت کے پیش نظر ایسا انکار نہ کرنے کا اختیار ہے۔

یا پھر اس کا جواب یہ ہے کہ گستاخی کرنے والے کے قتل کرنے کا اختیار امام کو فتنہ کے خوف کے پیش نظر دیا گیا ہے (کہ وہ خود ہی قتل کا حکم دے از خود لوگ قتل نہ کریں ورنہ فساد کا اندیشہ ہے) لیکن آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں ایسا فتنہ نہیں تھا۔[91]

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں فتنہ نہیں تھا کیونکہ وہ تمام ہی عادل تھے پس اگر ان پر انکار نہیں کیا گیا تو ان سے کسی کو ناحق نقصان بھی نہیں پہنچا، لیکن برخلاف دیگر لوگ کے کہ وہ ایسے حال کے حامل نہیں ہے۔ غور فرمائیں

91 السیف المسلول: الباب الثانی، الفصل الرابع، الدلیل الخامس، ص 340

دوسری فصل

"مسلمان اور کافر کی جانب سے کون سے کلمات توہین شمار ہوتے ہیں اور کون سے نہیں ہوتے"

اس میں دو قسمیں ہیں

پہلی قسم

"مسلمانوں کی طرف سے جو کلمات توہین شمار ہوتے ہیں"

یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ گستاخی کے کلمات اور اس کی تفصیلات کا بیان کرنا، یا انہیں بطورِ حکایات بتانا، یا ان کا دل میں خیال تک لانا نہایت ہی سنگین معاملہ ہے لیکن یہاں احکام شریعت کو بیان کرنے کیلئے انہیں ذکر کرنے کی ضرورت ہے لہٰذا جلیل القدر علمائے اسلام کی پیروی میں ہم بھی ضرورتاً یہاں ذکر کر رہے ہیں۔

☆ جان لیجئے! فاضل چلپی (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح وقایہ" پر اپنے "حاشیہ" میں ذکر کیا:

اس بات پر اُمت کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی، یا کسی بھی نبی علیہ السلام کی تحقیر کرنا کفر ہے، چاہے کہنے والے نے اس تحقیر کو حلال جان کر کیا ہو یا حرام جانتے ہوئے، اس مسئلہ میں علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس کے بارے میں اجماع نقل کرنے والے اور اس کی تفصیلات ذکر کرنے والے بے شمار ہیں اور انہیں میں سے امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بھی ہیں۔

☆ صاحب شفاء (امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

ایسی تمام باتیں جن سے آپ ﷺ پر عیب زنی ہو، یا ان سے آپ ﷺ کی ذات، آپ ﷺ کے نسب ﷺ، آپ ﷺ کے دین یا آپ ﷺ کے کسی بھی وصف کی توہین و تحقیر ہوتی ہو، یا کوئی نکتہ چینی کرے، یا اس کے مشابہ کوئی لفظ بطور تعریض بولے، یا توہین کے طور پر شان اقدس میں کمی کی نسبت کرتے، یا آپ ﷺ سے بغض رکھے، یا آپ ﷺ کی عیب جوئی کرے، یا آپ ﷺ کے لیے کسی نقصان کی تمنا کرے، یا کسی ایسی چیز کو بطور مذمت آپ ﷺ سے نسبت کرے جو آپکے منصب عالی کے شایانِ شان نہ ہو، یا آپ ﷺ کی طبع مبارکہ کی طرف کوئی عیب یا بیہودہ بات منسوب کرے، یا کسی مصیبت اور مشقت کا طعنہ دیتے ہوئے آپ ﷺ کو عار دلائے، یا ایسے بشری عوارض جن کا صدور انسانی جہت سے ممکن ہو (اگرچہ واقع نہ ہوا ہو پس) انہیں ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ کی تحقیر کرے، تو یہ متذکرہ بالا تمام ہی اُمور گستاخی شمار ہوں گے۔

ایسے شخص کا حکم یہی ہے کہ اُسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ کو قبول نہیں کیا جائے گا، اس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک کے علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور اہلیانِ فتوی رحمۃ اللہ علیہم کا اجماع اور اتفاق رہا ہے اور یہ معاملہ یوں ہی آگے بھی جاری رہے گا۔

اس موقف کے حاملین میں امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، امام لیث رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں نیز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی اسی موقف کا تقاضہ کرتا ہے۔[92]

اسی کی مثل امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ، اہل کوفہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے لیکن ان کے یہاں اس گستاخی کو ارتداد میں شمار کیا گیا ہے۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی مثل امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب سے نقل کیا ہے: جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرے یہ حکم اُس کے لیے جاری ہو گا۔

اسی وجہ سے گستاخ کی توبہ قبول کرنے کے بارے میں اختلاف واقع ہوا ہے، نیز کیا اُسے بطورِ حدّ قتل کیا جائے گا یا بطورِ کفر؟ جیسا کہ ماقبل گزرا۔

☆ "مَبْسُوط" میں ہے کہ عثمان بن کنانہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

جو بھی (مسلمان)[93] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے اُسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی نیز امام کو اختیار ہے کہ چاہے تو اُسے زندہ سولی پر چڑھا دے یا قتل کر دے۔

92 کیونکہ آپ نے امیر یمن سے فرمایا: اگر تم نے ایسا نہ کیا ہوتا تو میں اس عورت کے قتل کا حکم دیتا۔

93 اس مقام پر "مسلمان" کا لفظ نقل ہونے سے رہ گیا، شفاء شریف کی عبارت یوں ہے: من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المسلمین قتل۔ الخ (القسم الرابع، الباب الاول، ص، 768، مطبوعہ دبئی)

☆ ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

جس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر میلی (گندی) تھی اور اس سے مراد عیب جوئی تھی تو اُسے قتل کر دیا جائے گا۔

☆ شیخ ابو الحسن قابسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے شخص کے بارے میں قتل کا فتوی دیا جس نے کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمال (بوجھ اُٹھانے والے اور) ابو طالب کے یتیم تھے۔

☆ امام احمد بن ابو سلیمان "صاحب سحنون" رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کالی رنگت والے تھے تو اُسے قتل کر دیا جائے گا۔

فقہائے اُندلس رحمۃ اللہ علیہم نے ابن حاتم کو قتل کر کے سولی دیئے جانے کا فتوی صادر کیا کیونکہ اس پر گواہی دی گئی تھی کہ اُس نے مناظرہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم اور حیدر کا خسر کہتے ہوئے تحقیر کی نیز یہاں تک گستاخی کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زُہد مبارک اختیاری نہیں تھا اگر آپ کو اچھے کھانوں پر دسترس ہوتی تو ضرور کھاتے، نیز اسی طرح کی بکواس کی تھی۔

☆ قاضی عبد اللہ بن مرابط رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ غزوات میں ہزیمت کا سامنا ہوا تو اس سے توبہ طلب کی جائے گی پس اگر تائب ہو جائے تو ٹھیک ورنہ قتل کر دیا جائے گا کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہے اور کسی مسلمان کیلئے یہ روا نہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے معاملات میں دخل اندازی کرے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اللہ تعالی کی جانب سے معاملات میں "صاحب بصیرت" اور غلطی سے بچے رہنے میں "صاحب یقین" تھے،

☆ شیخ ابن عتاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

قرآن وسنت دونوں ہی اس بات کو واجب قرار دیتے ہیں کہ جس نے بھی آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو تکلیف دینے، یا بطریق تعریض وتصریح آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی توہین کرنے کا ارادہ کیا اگرچہ کسی بھی قدر ہو تو اُسے قتل کرنا واجب ہے۔

لہٰذا اس باب میں مذکور وہ تمام ہی باتیں جنہیں علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے گالی اور توہین کے زمرے میں شمار کیا ہے تو اس کے کہنے والے کو قتل کرنا واجب ہے اور اس بارے میں متقدمین اور متاخرین علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے نیز اگر کچھ اختلاف ہوا بھی ہے تو وہ اُس بات میں ہے جس کا ہم نے پہلے اشارہ کردیا ہے۔ اسی طرح جو آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات اقدس پر توہین وتحقیر کرتے ہوئے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو بکریاں چرانے والا، یا بھولنے والا، یا نسیان اور جادو کے اثرات سے متاثر ہونے والا، یا کسی بھی سبب سے زخم لگنے پر متاثر ہونے والا، یا بعض جنگی مہم میں ہزیمت اُٹھانے والا کہے، یا دشمنوں کی جانب سے پہنچنے والی تکالیف یا زمانے کی گردشوں پر عار دلائے، یا اپنی عورتوں کی جانب زیادہ میلان رکھنے والا کہے تو اگر کہنے والے نے انہیں بطریق توہین کہا ہو تو اُسے قتل کردیا جائے گا۔[94]

اور اس بارے میں ماقبل علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا موقف تفصیل سے گزر چکا اور آنے والا کلام بھی مزید اسی پر دلالت کرتا ہے، یہاں تک امام چلپی (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ

94 السیف المسلول: الباب الثالث، الفصل الاول، ص409

نے اپنے "حاشیہ" میں[95] جو کلام ذکر کیا تھا ختم ہوا نیز یہ تمام کلام امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی "اَلسَّیْفُ الْمَسْلُوْل"[96] میں بھی مذکور ہے۔

☆ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے نقل کرنے کے بعد فرمایا:

یہ سارے کا سارا کلام امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے اور احناف، شوافع اور حنابلہ سب ہی اس بات پر متفق ہیں کہ یہ تمام مذکورہ بالا اُمور توہین اور مرتد کرنے والے ہی ہیں جس سے قتل واجب ہوتا ہے، اگرچہ ایسے شخص کی توبہ قبول کرنے کے بارے میں ان حضرات میں قدرے اختلاف موجود ہے۔[97]

☆ امام چلپی (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح وقایہ" پر اپنے "حاشیہ" میں لکھا ہے:

بعض فقہائے اُندلس رحمۃ اللہ علیہم نے شیخ ابو محمد منصور رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جسے کسی دوسرے نے تنقیص کا طعنہ دیا تو اُس نے پلٹ کر جواب دیا: تم مجھے اپنی باتوں سے تنقیص کا نشانہ بناتے ہو حالانکہ میں ایک انسان ہی تو ہوں اور ہر انسان سے کوئی نہ کوئی غلطی ہوتی ہی ہے حتی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے بھی ہوئی۔

پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسکے طویل قید اور سختی سے ادب سکھائے جانے کا فتوی صادر کیا اور یہ اس وجہ سے تھا کہ اس نے توہین کا ارادہ نہیں کیا تھا جبکہ دیگر بعض فقہائے اُندلس رحمۃ اللہ علیہم نے اس کے قتل کا ہی فتوی صادر کیا۔[98]

95 ذخیرۃ العقبیٰ: کتاب الجہاد، 2/319

96 السیف المسلول: الباب الاول، الفصل الاول، 126 تا 128

97 السیف المسلول: الباب الثالث، الفصل الاول، ص410

98 ذخیرۃ العقبیٰ: کتاب الجہاد، 3/321

☆ "مُحِیط بُرھَانی" کی فصل "اَلْفَاظُ الْکُفْر" میں مذکور ہے:

بے شک یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ جب کسی مسئلہ کے بارے میں تکفیر کی بہت سی وجوہات ہوں لیکن عدم تکفیر کی صرف ایک ہی وجہ موجود ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ مسلمانوں کے بارے میں حسن ظن سے کام لیتے ہوئے اُس ایک وجہ پر ہی فتویٰ دے پس اگر تو حقیقتاً اس قائل کی نیت اسی وجہ کے مطابق تھی جس سے عدم تکفیر مترشح ہوئی تو وہ مسلمان ہی رہے گا لیکن اگر بالفرض اُس کی نیت اُن وجوہات میں سے ایک ہوئی جن سے کفر لازم آتا ہے تو ایسے حال میں مفتی کا دیا ہوا فتویٰ (عند اللہ) اُسے کوئی فائدہ نہیں دے گا اور ایسے شخص کو توبہ کرنے اور اپنے کفر سے لوٹنے کا حکم دیا جائے گا نیز اس کے اور بیوی کے مابین نکاح کی تجدید بھی کرائی جائے گی اور یہ تمام باتیں ایسی صورت میں ہوں گی جبکہ وہ کفریہ کلمہ ایسا ہو کہ اس سے توبہ قبول کی جاسکتی ہو (لہٰذا توہین وگستاخی والے کلمات بھی اگرچہ کفریہ ہی ہوتے ہیں لیکن اکثر علمائے کرام کے نزدیک اس میں توبہ قبول نہیں کی جاتی جیسا کہ ماقبل گزرا ہے)۔[99]

☆ "فَتَاوٰی تَاتَارخَانِیَة" میں "ظَھِیرِیَة" سے نقل کیا گیا ہے:

اگر بالفرض کہنے والے کی کوئی نیت ہی نہیں تھی تو مفتی اس کے کلام کو ایسی وجہ پر محمول کرے گا جس سے تکفیر لازم نہ آئے اور اُسے توبہ واستغفار اور نکاح کی تجدید کا حکم دیا جائے گا۔[100]

---

99 محیط برہانی: کتاب السیر، فصل 42، مسائل مرتدین، 7/397

100 فتاوی تاتارخانیہ: کتاب احکام المرتدین، پہلی فصل، 7/282

☆ "مُحِیط بُرھَانی" میں مذکور ہے:

جو شخص کچھ انبیائے کرام کی نبوت کا اقرار نہ کرے، یا کسی بھی نبی علیہ السلام پر عیب زنی کرے، یا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے رسولوں میں سے کسی کی سنت (طریقے) سے راضی نہ ہو تو وہ کافر ہوگا۔

☆ امام ابن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا:

اگر کوئی سیدنا خضر علیہ السلام اور سیدنا ذوالکفل علیہ السلام کی نبوت سے انکاری ہو تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواباً فرمایا:

جس بھی نبی علیہ السلام کی نبوت پر (مختلف روایات اور تحقیقی دلائل وقرائن کے تناظر میں) اُمت کا اجماع نہ ہوا ہو تو ایسے نبی کی نبوت سے (تحقیقات کی روشنی میں) انکار کرنا نقصان دہ نہیں ہوگا۔[101]

☆ "فَتَاوٰی النَّوَازِل" میں مذکور ہے کہ امام ابو حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جس نے بھی اپنے دل میں کسی نبی علیہ السلام سے بغض رکھا تو وہ کافر ہوگیا اسی طرح کسی نے کہا: اگر فلاں شخص نبی ہوتا تو میں اُس پر ایمان نہیں لاتا پس وہ کافر ہو جائے گا۔

☆ "فَتَاوٰی صُغرٰی" میں مذکور ہے:

کسی شخص نے فارسی میں کہا: اگر فلاں شخص نبی ہوتا تو میں اُسکی تصدیق نہیں کرتا۔

---

101 محیط برہانی: 7/408

لہذا اگر تو اس کی مراد یہ تھی کہ فلاں اللہ تعالی جَلَّ جَلَالُہٗ کا رسول ہوتا تو بھی میں اُس پر ایمان نہیں لاتا پس وہ کافر ہو جائے گا۔

جیسا کہ کسی نے کہا:

اگر اللہ تعالی جَلَّ جَلَالُہٗ مجھے کسی کام کا حکم دیتا تو بھی میں نہیں کرتا (تو وہ کافر ہو جائے گا)۔ [102]/[103]

☆ "جَامِعِ اَصْغَر" میں ہے:

جب کسی شخص اور اس کے خسر کے درمیان اختلاف ہو جائے پس وہ کہے:

اگر رسول اللہ ﷺ بھی مجھے خوشخبری دیتے تو بھی میں اُن کا حکم نہیں مانتا پس وہ کافر ہو جائے گا۔

☆ اسی طرح کسی نے کہا:

اگر انبیائے کرام کا فرمایا ہوا سچ اور حق ہوتا تو ہم نجات پا جاتے پس وہ کافر ہو جائے گا۔

102۔ فتاوی صغری: کتاب السیر، الفاظ الکفر، 233

103۔ امام احمد رضا خان محدث حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مسئلہ پر "فتاوی ہندیہ" میں حاشیہ لگاتے ہوئے ذکر فرمایا: میں کہتا ہوں، اگر اس کی مراد یہ ہو کہ اس کام کا کرنا مجھ پر اس قدر بھاری ہے کہ اگر اللہ تعالی کی طرف سے بھی یہ کام نازل کیا ہوا فرض ہوتا تو بھی میرا نفس اسکے کرنے سے ضرور منع کرتا تو ایسی صورت میں اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ (تعلیقات رضویہ علی فتاوی ہندیہ: ص35، صدیقی پبلی شرز، کراچی)

☆ اسی طرح کسی نے کہا: میں اللہ کا رسول ہوں، یا فارسی میں کہا: میں پیغمبر ہوں اور اس سے مراد یہ تھی کہ مجھ پر وحی آتی ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

پس جس وقت اس شخص نے ایسا کفریہ کلمہ کہا اور اُسی وقت کسی دوسرے نے اس سے معجزہ طلب کر لیا تو معجزہ مانگنے والا بھی کافر ہو جائے گا۔

بعض اخیر زمانے کے مشائخ نے اس بارے میں فرمایا:

اگر معجزہ طلب کرنے والے کا مقصد اُس مدعی کو عاجز اور ذلیل کرنا ہو تو البتہ کافر نہیں ہو گا۔

اسی طرح اگر کسی نے آپ ﷺ کے موئے مبارک کے لیے تصغیر کا صیغہ (شُعَیْرٌ) استعمال کیا تو بعض مشائخ کرام کے نزدیک وہ کافر ہو جائے گا جبکہ بعض کے نزدیک کافر نہیں ہو گا لیکن اگر یہ بطریق توہین استعمال کیا تو سب کے نزدیک کافر شمار ہو گا۔ اگر کسی نے کہا:

میں نہیں جانتا کہ نبی ﷺ انسان تھے یا جن؟ تو ایسا کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے کہا:

محمد ﷺ ایک فقیر تھے، یا کہا: رسول ﷺ کے کپڑے گندے تھے، یا کہا: آپ ﷺ کے ناخن بڑے تھے تو ایسی گستاخی کرنے والا مطلق کافر ہو جائے گا، جبکہ بعض نے کہا: اگر یہ کلمات بطور توہین استعمال کرے تو کافر ہو گا۔

☆ اگر کسی نے آپ ﷺ کے لئے یوں کہا:

اُس مرد نے یہ کہا، یہ کہا۔۔۔ تو ایسے گستاخانہ کلمات کہنے والا کافر ہو جائے گا اور بعض نے کہا: کافر نہیں ہو گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ جب

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جماعت کو کعب بن اشرف کے قتل کے لیے روانہ کیا[104] تو انہوں نے اجازت مانگی تھی کہ ہمیں اس کو دھوکہ دینے کے لیے باتیں کرنے کی اجازت دی جائے جس سے اُسے ہم پر اعتماد ہو جائے پس آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اس بات کی اجازت دی تو ان میں سے ایک نے جا کر کعب سے کہا: اس بندے کا خروج ہمارے لیے مصیبت بن گیا ہے۔ پس اگر یہ بات کفر ہوتی وہ اسے ہرگز نہ بولتے۔[105]

اگر کسی نے محمد، یا احمد نامی کسی شخص یا ابو القاسم کی کنیت والے کسی بندے کو گالی دی اور یوں کہا: اے زنا کرنے والی کے بیٹے! اور جو کوئی بھی اس نام یا اس کنیت کا حامل بندہ ہے (وہ بھی ایسا ہی ہے) تو بعض نے کہا: ایسا کہنے والا کافر نہیں ہو گا کیونکہ ذہن ایسی گفتگو میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب مائل نہیں ہوتا ہے جبکہ بعض نے کہا: اگر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جاری تھا اور دریں اثنا ایسا کہا گیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

☆ مجبور کیے جانے کے بارے میں "الاصل" میں مذکور ہے:

جب کسی شخص کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دے تو اس کی تین صورتیں ہوں گی:

104۔ تفصیلی واقعہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں، کتاب المغازی للواقدی: ص184 تا 193

105۔ صحابہ کرام کو یہ اجازت ایک خاص موقع اور معاملے کے لیے دی گئی تھی لہذا اس سے مطلق معاملات پر استدلال کرنا ہرگز درست نہیں، نیز صحابہ کرام کے یہاں اس واقعہ کے علاوہ ہمیں کہیں نظر نہیں آتا کہ انہوں نے ایسے الفاظ استعمال کیے ہوں پس ایسے کلمات کو اب استعمال کرنا بہر حال بے ادبی اور گستاخی ہی شمار کیا جائے گا، یہ وضاحت اس لیے لکھ دی تا کہ ہمارے زمانے کے بناوٹی دین دار جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہتے پھرتے ہیں وہ کہیں اس عبارت کو دلیل نہ بنا لیں۔

(1) مجبور کیا جانے والا خود کہے: میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا لیکن مجھے مجبور کر کے جیسا کہلوایا گیا تو میں نے کہہ دیا البتہ میں اس گستاخی سے بالکل راضی نہیں تھا تو ایسی صورت میں وہ کافر نہیں ہو گا جیسا کہ اگر کسی کو کفریہ کلمہ کہنے پر مجبور کیا جائے لیکن اس کا دل ایمان پر مضبوط ہو تو کہنے کے باوجود وہ کافر نہیں ہو گا۔

(2) مجبور کیا جانے والا خود کہے: میرے گمان میں عیسائیوں میں سے ایک محمد نامی شخص تھا تو میں نے اُس عیسائی کی نیت کر کے گالی دی تھی تو ایسی صورت میں بھی وہ کافر نہیں ہو گا کیونکہ اس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں کی۔

(3) مجبور کیا جانے والا خود کہے: میرے گمان میں عیسائیوں میں سے محمد نامی ایک شخص موجود تو تھا لیکن میں نے اُس عیسائی کو گالی نہیں دی بلکہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی تھی تو ایسی صورت میں وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اپنی مرضی سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی تھی حالانکہ یہ اس دوسرے عیسائی شخص کو اپنے گمان میں گالی دے کر خود سے حالت مجبوری کو دور کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا کرنے کے بجائے اپنی مرضی سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی گالی دی پس یہ کافر ہو گا۔[106] اسی طرح اگر کسی

106۔ امام احمد رضا خان محدث حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر "فتاوی ہندیہ" میں حاشیہ لگاتے ہوئے ذکر فرمایا: یہی واضح حق ہے۔ (تعلیقات رضویہ علی فتاوی ہندیہ: ص53، صدیقی پبلی شرز، کراچی)

نے کہا: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مجنون تھے تو وہ کافر ہو جائے گا اور اگر کسی نے کہا: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر غشی طاری ہوئی تو وہ البتہ کافر نہیں ہو گا۔[107]

☆ شیخ شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ کی "نَوَادِرُ الصَّلوٰۃ" میں مذکور ہے:

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے یوں کہا: بیشک محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے رسول ہیں لیکن مجھے پسند ہے کہ میں انہیں گالی دوں۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: یہ ایسا (بدبخت) شخص ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہی کو نہیں جانا کیونکہ اگر اس کی معرفت (کا ذرہ بھی) پالیتا تو اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دے۔

☆ اسی طرح کسی نے کہا: اگر آدم علیہ السلام گندم نہ کھاتے تو آج ہم ان مصائب میں مبتلا نہ ہوتے، پس ایسا کہنے والے کے کفر میں مشائخ کرام کا اختلاف ہے۔[108]

☆ اسی طرح اگر کسی کے سامنے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت شدہ حدیث مبارک پڑھی گئی اور دوسرے شخص نے اسے رد (جھٹلا) کر دیا تو بعض مشائخ کرام نے فرمایا: وہ رد کرنے والا (جھٹلانے والا) شخص کافر ہو جائے گا جبکہ متاخرین مشائخ کرام نے فرمایا: اگر وہ حدیث متواتر[109] تھی تو کافر ہو جائے گا اور اگر اس نے تحقیر کرتے ہوئے (حدیث سن کر) کہا: ہم نے بہت سنی ہیں، تو ایسی صورت میں بھی وہ کافر ہو جائے گا۔

107۔ کتاب الاصل (مبسوط): 392/7

108۔ "فتاوی ہندیہ" میں "خلاصۃ الفتاوی" کے حوالے سے ایسے قول کو کفریہ شمار کیا ہے۔

109۔ حدیث متواتر اُسے کہتے ہیں: جسے ہر زمانے میں اتنی تعداد میں لوگوں کی جماعت روایت کرے جن کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا عادۃً محال و ناممکن ہو، ایسی حدیث سے حاصل ہونے والا علم قطعی اور یقینی ہوتا ہے، مزید تفصیل علوم حدیث پر مشتمل کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ اسی طرح اگر کسی نے یہ خواہش کی:

کاش انبیائے کرام کے زمرے میں یہ نبی نہ ہوتا، پس اگر تو ایسے شخص کا ارادہ اُس نبی علیہ السلام کی تحقیر یا عداوت کا تھا تو یہ کافر ہو جائے گا۔

☆ اگر کسی نے اپنے ساتھ والے سے کہا:

رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ چیز مثلاً کہا: کدو بہت پسند تھا تو اس کے ساتھی نے کہا: مجھے بالکل پسند نہیں، تو یہ کفر ہے۔

اسی طرح امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے جبکہ بعض متاخرین نے اس بارے میں کہا:

اگر اس نے یہ بطور توہین کہا تھا تو کافر ہو گا اور اگر ویسے ہی کہا تھا (توہین مقصود نہ تھی) تو کافر نہیں ہو گا۔[110]

☆ اگر کسی شخص نے دوسرے کے سامنے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان پڑھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"میرے منبر اور میری قبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے"۔

پس دوسرے شخص نے فوراً کہا: میں نے تو منبر اور مزار کے درمیانی مقام کو دیکھا ہے مجھے تو کچھ دکھائی نہیں دیا۔ تو کہا گیا ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا۔

110۔ امام احمد رضا خان محدث حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر "فتاوی ہندیہ" میں حاشیہ لگاتے ہوئے ذکر فرمایا: یہی صحیح ہے۔ (تعلیقات رضویہ علی فتاوی ہندیہ: ص 53، صدیقی پبلی شرز، کراچی)

☆ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو کہا:

میرے پاس چاندی (پیسے) نہیں ہے تو اس کی عورت نے کہا: تم جھوٹ بولتے ہو، تب شوہر نے کہا: اگر انبیائے کرام اور فرشتے تیرے پاس آکر گواہی دیں کہ میرے پاس چاندی (پیسے) نہیں ہے تو ان کی تصدیق بھی مت کرنا۔

پھر اس کی بیوی نے کہا: ہاں! میں ان کی بھی تصدیق نہیں کروں گی۔ پس "مَجْمُوْعُ النَّوَازِل" میں مذکور ہے کہ وہ کافر ہو جائے گی۔

☆ اسی کتاب میں مذکور ہے:

اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا: بیشک آدم علیہ السلام سوت بُنا کرتے تھے، دوسرے نے کہا: پھر تو ہم ایک جولاہے کے بیٹے ہوئے، پس یہ کفر ہے کیونکہ اُس نے اللہ کے ایک نبی کی توہین کی ہے۔

☆ ایک شخص نے دوسرے سے کہا:

رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کھانا کھالیتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے، پس دوسرے نے کہا: یہ تو بے ادبی (غیر مہذب و نامناسب) ہے پس ایسا کہنا کفر ہے۔

☆ ایک شخص نے دوسرے سے کہا:

سفید رنگ کے کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اس پر دوسرے نے جواب میں کہا: اگر یہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے تو پھر ہم مجوسی ہوئے کہ وہ لوگ بھی سفید کپڑے پہنتے ہیں، پس کہا گیا: ایسا قول آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی توہین ہے اور یہ کفر ہے۔

☆ ایک شخص نے دوسرے سے کہا:

اپنا سر منڈوایا کرو اور ناخن کاٹ لیا کرو کیونکہ یہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے، اس پر دوسرے نے کہا: میں ایسا نہیں کروں گا اگرچہ یہ کام سنت ہی کیوں نہ ہوں، پس ایسا کہنا کفر ہے کیونکہ اس نے یہ بات بطریق ردّ اور انکار کہی ہے، اسی طرح یہ معاملہ تمام ہی سنتوں میں اور خصوصاً اُن معروف سنتوں میں جاری ہوگا جن کا ثبوت تواتر (تسلسل) کے ساتھ ہو جیسا کہ مسواک۔

☆ اسی لیے امام محمد بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے:

اگر کسی شہر کے باشندے اس بات پر اتفاق کر لیں کہ وہ مسواک نہیں کریں گے تو ہم اُن سے ویسا ہی قتال کریں گے جیسے کافروں سے کرتے ہیں، اسی طرح "خجوانی" کے نسخے میں بھی مذکور ہے۔

میں نے ایک دوسرے مقام پر لکھا ہوا پایا کہ اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا:

اپنی مونچھیں چھوٹی کرو، یا اپنی مونچھیں کاٹ لو کیونکہ ایسا کرنا سنت ہے تو دوسرے نے کہا: میں ایسا نہیں کر سکتا۔ پس اگر تو اُس نے سنت کے انکار کے طور پر ایسا کہا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

☆ امام خجوانی رحمۃ اللہ علیہ کے نسخے میں مذکور ہے:

اگر کسی نے کہا: ان دہقانوں کی یہ کیا بُری عادت ہے کہ کھانا تو کھاتے ہیں

لیکن ہاتھ نہیں دھوتے[111]۔ پس اگر تو اس نے سنت کی توہین کے طور پر ایسا کہا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

☆ "مَجْمُوْعُ النَّوَازِل" میں مذکور ہے:

اگر کسی نے کہا:

مونچھیں چھوٹی کرنے پر تیرا کیا حال بنا ہوا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے سنت کی توہین کی ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے دوسرے سے کہا:

مونچھیں چھوٹی کرو اور دستر خوان بچھاؤ، یا کہا: یہ کیا طریقہ ہے کہ مونچھیں چھوٹی کرتے ہو اور عمامہ کے شملے کو گردن کی جانب لٹکاتے ہو۔

اگر کہنے والے شخص نے یہ بات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر طعن کرتے ہوئے کہی تو وہ کافر ہو گا۔

یہاں تک "مُحِیط بُرْھَانی" سے ہماری نقل مکمل ہوئی۔[112]

☆ "تَاتَارخَانِیَة" میں مذکور ہے:

صدر کمال الملۃ والدین رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلرِّسَالَة" میں ذکر کیا کہ شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

111۔ یہاں غالباً کھانے کے بعد انگلیوں کو دھونے سے پہلے چاٹنے پر طعن و تشنیع کی گئی ہے، ورنہ چاٹ لینے کے بعد تو سنت یہی ہے کہ ہاتھوں کو دھو کر چکنائی وغیرہ کو صاف کر لیا جائے اور بعد ازاں کسی کپڑے سے پونچھ بھی لیا جائے۔

112۔ محیط برہانی: کتاب السیر، الفصل الثانی والاربعون فی مسائل المرتدین، 7/407 تا 411

ایک مرتبہ بہت سے علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم موجود تھے نیز اس شہر کا قاضی بھی حاضر تھا جو سو رہا تھا، اتنے میں کسی نے کہا: اے قاضی! جاگ جاؤ اور دھیان سے سُنو، اس پر قاضی نے کہا: بیشک میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا تو شمس الائمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر فرمایا:

اے قاضی! اگر یہ بات تم نے بطور عقیدہ کہی ہے، یا پھر طنز اور تحقیر کے لیے، تو (دونوں ہی صورتوں میں) تم کافر ہو چکے ہو۔

☆ "اَلْحَاوِی" میں مذکور ہے:

ایک شخص نے اپنے غلام کو مارنے کا ارادہ کیا تو اس پر غلام نے کہا: مجھے مت مارو، پس اس شخص نے جواباً کہا: اگر مجھے محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کہہ دیں کہ نہ مار، تب بھی میں تو ماروں گا، یا کہا: اگر آسمان سے بھی آواز آجائے کہ اسے نہ مار، تب بھی میں تو ماروں گا، پس ایسا شخص کافر ہو جائے گا۔[113]

☆ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے صدر امام کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا:

اگر کسی شخص نے احادیث نبویہ پڑھیں تو دوسرے نے کہا: یہ کیا روز خلل والی باتیں پڑھتے رہتے ہو، پس اگر تو اس کہنے والے نے اس بات کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بجائے قاری کی جانب منسوب کر کے کہا تو پھر دیکھا جائے گا اگر وہ احادیث دین اور شریعت کے احکامات میں سے ہوئیں تو یہ کافر ہو جائے گا اور اگر ان کا تعلق دیگر

113۔ امام احمد رضا خان محدث حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر "فتاوی ہندیہ" میں حاشیہ لگاتے ہوئے ذکر فرمایا: اور صحیح یہ ہے کہ اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی مگر جب وہ استخفاف کا ارادہ کرے (تو تکفیر کی جائے گی)۔ "تعلیقات رضویہ علی فتاوی ہندیہ": ص 55، صدیقی پبلی شرز، کراچی

موضوعات سے ہو تو کافر نہیں ہو گا اور ایسی صورت میں اس کے کلام کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ اگر یہ احادیث کوئی دوسرا شخص پڑھے تو اچھا ہے (یا ان احادیث کے علاوہ کچھ دوسری احادیث پڑھتا جو موقع و محل کے بھی مطابق ہوتیں تو بہتر تھا)۔

☆ اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی معاملے میں کہا:

میں نہیں جانتا، کوئی بھی نہیں جانتا بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسے نہیں جانتے۔[114]

☆ اگر کسی شخص نے حدیث کے بارے میں یوں کہا:

یہ مرد کیا کہتا ہے۔۔۔ اور اس مرد سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تھی تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہے البتہ اگر اُس نے بطور تعظیم یوں کہا: یہ بلند مرتبہ شخصیت کیا فرماتی ہے (تو کافر نہیں ہو گا)۔

☆ "تَجنِیس نَاصِرِی" میں مذکور ہے:

کسی نے کہا: اگر پیغمبر نے مجھے چھوٹا آدمی کہا تو میں انہیں معاف نہیں کروں گا۔ پس ایسا شخص کی کافر نہیں ہو گا۔

اگر یوں کہا: اگر (پیغمبر نے) مجھے چھوٹا آدمی کہا تو میں بھی انہیں ویسا ہی کہوں گا۔ پس وہ کافر ہو جائے گا۔

114ـ اس عبارت کا حکم موجود نہیں، شاید محقق سے رہ گیا ہے، "فتاوی تاتار خانیہ" میں اس کے بعد "کفر" لکھا ہے، یعنی ایسا کہنے والا کافر ہو گا۔ (ج 5 ص 329، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

☆ "یَتِیمَة" میں مذکور ہے:

شیخ علی بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو انبیائے کرام کی جانب برائیوں مثلاً زنا وغیرہ کو منسوب کرے جیسا کہ سیّدنا نبی اللہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں "حَشْوِیَة" فرقہ کا موقف ہے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس میں اس نبی علیہ السلام کی توہین اور تحقیر ہے۔

جس شخص نے کہا: ہر معصیت کفر ہے اور ساتھ ہی کہا: انبیائے کرام علیہم السلام سے بھی معصیت سرزد ہوئی۔ پس ایسا کہنے والا کافر ہو گا کیونکہ یہ گالی دینے والا گستاخ ہے۔

☆ جس شخص نے کہا:

بیشک ہر جان بوجھ کر کیا جانے والا گناہ، کبیرہ اور فسق ہے اور ساتھ ہی کہا: انبیائے کرام علیہم السلام کی لغزشیں بھی جان بوجھ کر تھیں یا کہا: فسق تھیں تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ یہ توہین ہے۔

☆ شیخ خُجَندِی (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا:

ایک شخص نے دوسرے سے کہا: خود پسند نہ بنو کہ ہلاک ہو جاؤ گے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے بھی خود پسندی کی تھی پس انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ پس کیا ایسا کہنے والا کافر ہو گیا یا نہیں؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس کہنے والے سے وضاحت مانگی جائے گی پس اگر تو وہ ایسی وجہ بیان کرے جس سے کفر لازم نہ آتا ہو تو وہ کافر نہیں ہو گا اور اگر وہ کوئی وجہ بیان نہ کر سکے تو اُسے تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔

☆ اگر کسی نے کہا:

عربی جوان کی قسم! اور اس سے مراد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے تو وہ کافر ہو جائے گا۔[115]

یہاں تک "تاتار خانیہ" سے ہماری نقل مکمل ہوئی۔

☆ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّیْفُ الْمَسْلُوْل" میں ذکر کیا:

جان لیجئے! ایسے تمام الفاظ جن سے کفر واجب ہوتا ہے تو انہیں میں سے گالی (توہین) ہے، علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا ایسی صورت میں توبہ کے قبول ہونے میں اختلاف ہے، نیز انہیں میں سے ایسا ارتداد (مرتد ہونا) بھی ہے جو توہین کی بنا پر نہ ہوا ہو تو اس میں بھی جب تک اپنے حال کو چھپانے والا زندیق نہ ہو تب تک اس کی توبہ کو قبول کر لیا جائے گا لیکن اگر اعلانیہ زندیق ہو تو اس کی توبہ قبول ہونے میں علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے۔

نیز کون سے الفاظ گالی (توہین) ہوتے ہیں اور کون سے نہیں ہوتے، اس کا مدار عرف پر ہے، ہمارا یہاں علماء سے نقل کردہ کلام جس بات پر دلالت کرتا ہے، اسی سے اس کلام کے مشابہ اُمور پر بھی استدلال کیا جا سکتا ہے۔[116]

☆ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے:

ہمارے بعض ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا:

115ـ یتیم الدہر فی فتاوی اہل العصر: کتاب مایکون کفراً ومالا یکون کفراً، 228، فتاوی تاتار خانیہ: کتاب احکام المرتدین، فصل سابع، فیما یعود الی الانبیاء، 7/301 تا 302

116ـ السیف المسلول: الباب الثالث، الفصل الاول، ص 416

علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اس بات پر اجماع ہے جس نے انبیائے کرام میں سے کسی بھی نبی علیہ السلام کے لیے مصیبت یا کسی ناپسندیدہ شئ کی خواہش کی تو ایسے شخص کو بغیر توبہ لیے ہی قتل کر دیا جائے گا۔[117]

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

☆ "اَلْہِدَایَۃُ وَالْاِعْلَام" میں مذکور ہے:

اصحاب سحنون میں سے فقہائے قیروان رحمۃ اللہ علیہم نے ابراہیم فزاری کے قتل کا فتوی صادر کیا اور یہ قاضی ابن طالب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضری دینے والوں میں سے تھا، پس اس کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے تحقیر کیا کرتا ہے تو قاضی یحیٰی بن عمر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر نے اسے طلب کیا (اور جرم ثابت ہو جانے کے بعد) اسکے قتل اور اس کے سولی دیئے جانے کا حکم دیا پس پہلے اسے چھری گھونپی گئی اور پھر اُلٹا کر کے سولی پر لٹکایا گیا بعد ازاں اُتار کر آگ میں جلا دیا گیا۔[118]

☆ بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے:

جب اسے (ابراہیم فزاری کو) سولی دے دی گئی تو وہ لکڑی گھوم کر سمت قبلہ سے پھر گئی، یہ سب کیلئے عبرت کا مقام تھا اس پر لوگوں نے تکبیر بلند کی، اتنے میں کتا آیا اور اس نے اس کے خون میں منہ مارا، تو قاضی یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے بالکل سچ فرمایا: "کتا کسی مسلمان کے خون میں منہ نہیں مارتا ہے"۔[119]

117ـ السیف المسلول: الباب الثالث، الفصل الاول، 406

118ـ السیف المسلول: الباب الثالث، الفصل الاول، صفحہ 409

119ـ شفاء شریف: القسم الرابع، الباب الاول، فصل فی بیان ماھو فی حقہ، الخ 2/218، سبل الہدی والرشاد للصالحی: 12/23، ترتیب المدارک تقریب المسالک: 4/314، حیاۃ الحیوان: 3/676

☆ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "الشفاء" میں فرمایا:

جو شخص نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب آپ کی تبلیغ اور جو کچھ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے ہیں اس میں جان بوجھ کر شک کرے، یا آپ ﷺ کے سچے ہونے میں شک کرے، یا کہے: آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ نہیں کی پس ایسا کہنے والا شخص سب کے نزدیک کافر ہے۔[120] جبکہ "جَوَاھِر" اور "الذَّخِیرَۃُ المَالِکِیَّۃ" میں ہے: وہ مرتد ہے۔

☆ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّیفُ المَسلُول" میں ذکر کیا ہے:

جس شخص نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جھوٹ کی نسبت کی تو ایسے شخص کے کافر ہونے، قتل کے واجب ہونے اور توبہ قبول کیے جانے کے بارے میں علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے۔[121]

☆ "اَلھِدَایَۃُ وَالِاعلَام" میں ہے:

ایک شخص نے کہا: میں نے حج کیا اور روضہ اقدس کے پاس حاضر ہوا تو مجھے کہا گیا: کھاؤ، پیو اور شادی کرو۔ پس ایسے شخص کے بارے میں فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور مفتیان عظام رحمۃ اللہ علیہم نے ایک مجلس میں فیصلے سنائے، بعض نے فتوی دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے، بعض نے خاموشی اختیار کی جبکہ دیگر بعض نے کہا: اسے جیل میں قید کر کے ادب سکھایا جائے اور بطور سزا سو تک کوڑے مارے جائیں۔

120۔ شفاء شریف: القسم الرابع، الباب الثالث، فصل فی بیان ماھو من مقالات الکفر 2/284

121۔ السیف المسلول: الباب الثالث، الفصل الاول، ص426

☆ شیخ ابن رشید رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال ہوا جس پر اس بات کی گواہی دی گئی تھی کہ اُس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کہا تھا، یہ اُسی مقام سے آئے جہاں سے پیشاب آتا ہے (معاذ اللہ)، نیز اب یہ اس بات کا انکاری ہے البتہ اس کے گستاخانہ قول کہنے پر گواہی موجود ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ایسی گستاخی کرنے والا نامراد شخص مسلمانوں کے زمرے سے خارج ہے، گواہوں سے اس کے گستاخانہ قول کے بارے میں سوال کیا جائے گا جس پر انہوں نے گواہی دی ہے اور اس کے بعد ہی جواب واضح ہو گا پس اگر اس گستاخی سے مراد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ذات تھی تو پھر اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اُس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کرتے ہوئے توہین اور تحقیر شان کی ہے اور اس کے پاس گواہی کو رد کرنے کی صورت بھی نہیں تو اس کا قتل واجب ہو گا اور اگر اس کی مراد واضح نہ ہو سکے بایں طور کہ اس کا ارادہ اس بات کو ثابت کرنے کا تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی انسان ہی تھے فرشتے نہیں تھے (اسی لیے یوں پیدا کیے گئے جیسا کہ انسان ہوتے ہیں) تو ایسے شخص کو سختی کے ساتھ مارتے ہوئے ادب سکھایا جائے گا کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایسی مثالوں کو ذکر کرنا سخت بے ادبی و گستاخی ہے۔

☆ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے دوسرے کو فقر پر عار دلائی تو اس نے جواباً کہا: کیا تم مجھے فقر پر عار دلاتے ہو، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بکریاں چرائیں تھیں۔

پس ایسے شخص کو ادب سکھایا جائے گا کیونکہ اس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ ایسے مقام پر کیا جہاں نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔

☆ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "الشفاء" میں فرمایا:

کسی نوجوان سے کہا گیا: خاموش ہو جاؤ تم اُمّی (پڑھے لکھے نہیں) ہو تو اس نے جواب میں کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّی نہیں تھے؟

پس ایسے کلام کو لوگوں نے گستاخی شمار کرتے ہوئے اُسے کافر کہا، جس پر یہ نوجوان شرمندہ ہوا اور وہیں لوگوں کے سامنے اپنی توبہ کرنے لگا، اس پر شیخ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

لوگوں کا اس نوجوان کو کافر کہنا بہر حال زیادتی تھا، البتہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت اُمّی سے استشہاد کرنے میں غلطی پر تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمّی ہونا تو ایک معجزہ تھا جبکہ اس نوجوان کا اَن پڑھ ہونا اس کا عیب و نقص ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت سے ایسا استدلال کرنا اس کی جہالت کا بیّن ثبوت ہے لیکن جب اس نے معافی چاہتے ہوئے توبہ کرلی اور اپنی غلطی کا معترف ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ ہی لی ہے تو اب اُسے چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ اس کا یہ کلام قتل کے واجب ہونے تک نہیں پہنچتا ہے اور جہاں تک ادب سکھانے کی بات ہے تو اس کا توبہ کرتے ہوئے شرمندہ ہو جانا ہی اس سے ہاتھ روک لینے کو کافی ہے۔[122]

☆ "الشفاء" میں مذکور ہے:

ہمارے (فقہ مالکی کے) ائمہ کرام نے اس شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے جس نے اپنے قرض خواہ کو غصہ دلاتے ہوئے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُورد پڑھو، پس

---

[122] شفاء شریف: القسم الرابع، الباب الاول، الوجہ الرابع، 2/243

قرض خواہ نے کہا: جس نے بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُورد بھیجا ہے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس پر رحمت نہ کرے۔

پس امام سحنون رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا:

کیا یہ شخص ایسا ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، یا اُن فرشتوں کو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجتے ہیں، اُنہیں گالی دی ہے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

نہیں، جبکہ اُس نے غصہ کی کیفیت میں ایسا کہا ہو کیونکہ دلی طور پر اُس کا ارادہ گالی دینے کا نہیں تھا۔

☆ امام برقی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اصبغ ابن الفرج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اُسے قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اُس نے دراصل لوگوں کو گالی دی ہے۔

یہ قول امام سحنون رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق ہے کیونکہ انہوں نے غصہ کی حالت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے کا عذر قبول نہیں کیا البتہ انہوں نے جب کلام میں احتمال پایا نیز کوئی قرینہ بھی ایسا نہیں تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فرشتوں کے گالی دیئے جانے پر دلالت کرتا اور نہ ہی پہلے سے اس گستاخی سے متعلقہ کوئی کلام جاری تھا (تو انہوں نے اسے گستاخی میں شمار نہیں کیا) کیونکہ وہاں یہ قرینہ موجود تھا کہ اس کی مراد وہ شخص ہے جس نے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود پڑھنے کا حکم دیا تھا، پس اسکے کلام اور اس کی گالی کو دُرود پڑھنے کا حکم دینے والے شخص پر ہی محمول کیا جائے گا کیونکہ اس دوسرے شخص کے حکم دینے کی وجہ سے ہی اس نے غصہ کی حالت میں ایسا کہا ہے۔

اس معاملے میں قاضی حارث بن مسکین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کا موقف یہ ہے کہ اُسے قتل کر دیا جائے گا۔[123]

☆ "اَلْھِدَایَۃُ وَالِاعْلَام" میں مذکور ہے:

کچھ لوگوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجو، پس انہیں میں سے ایک شخص نے کہا: اللہ ان پر دُرود نہ بھیجے۔

تو معاصر علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فتوی صادر کیا کہ اگر اس کی گستاخی ثابت ہو جائے تو پھر بغیر توبہ طلب کیے ہی قتل کر دیا جائے اور اگر (مکمل گواہی کا معیار) ثابت نہ ہو سکے تو پھر اس قید و بند کی سزا سنائی جائے۔

☆ ایک شخص نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ کسی بھی نبی سے استغاثہ کرنا اور آپ کے وسیلے سے اللہ تعالی جل جلالہ کا قرب چاہنا جائز نہیں ہے۔

پس شافعی، حنفی اور حنبلی علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فتوی صادر کیا کہ ایسے شخص کو مارتے ہوئے ادب سکھایا جائے، لیکن ایسی گفتگو کو بار بار دُہرانے والے کے بارے میں امام ابن کتانی رحمۃ اللہ علیہ، امام قونوی رحمۃ اللہ علیہ، امام بالسی رحمۃ اللہ علیہ، امام مجد الدین ترکمانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن اللبان رحمۃ اللہ علیہ، قاضی حنفیہ ابن حریری رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی حنابلہ وغیرہ نے تفصیل بیان کی ہے۔

123ل شفاء شریف: القسم الرابع، الباب الاول، الوجہ الرابع، 2/235

☆ امام جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے "الرِّسَالَۃ" کی "شرح" میں ذکر کیا ہے:

اگر کسی شخص نے اپنے بیٹے یا غلام کو کہا: اللہ جل جلالہ کی قسم میں تجھے نہیں چھوڑوں گا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تیرے لیے سفارش کریں تو میں ان کی سفارش بھی نہیں مانوں گا تو کیا ایسے شخص کو قتل کیا جائے گا یا نہیں؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اسے قتل نہیں کیا جائے گا کیا تم نے بریرۃ والی حدیث[124] نہیں دیکھی کہ جب انہیں شوہر کے عقد میں رہتے ہوئے ہی آزاد کر دیا گیا اور مشہور روایات کے مطابق ان کے شوہر بدستور غلام ہی تھے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں شوہر کے ساتھ رہنے کے لیے فرمایا تو انہوں نے عرض کی: یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے یا اس کیلئے سفارش؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلکہ سفارش ہے، تو انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں انکے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ یہاں "الھدایۃ والاعلام" سے نقل مکمل ہوئی۔

☆ "الشفاء" میں مذکور ہے:

شیخ ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسلمان شخص کے بارے میں منقول ہے جس نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی نہیں تھے، یا ان پر قرآن نازل نہیں ہوا اور یہ آپ کی اپنی باتیں ہیں تو اُسے قتل کر دیا جائے گا۔

124ل سنن ابو داود: کتاب الفتن، رقم 4252، مسند احمد: رقم 22395، معجم کبیر للطبرانی: رقم 3026، معجم اوسط للطبرانی: رقم 5450، صحیح ابن حبان: رقم 7238، شرح مشکل الآثار للطحاوی: رقم 2953

☆ "الشفاء" کی فصل "ان باتوں کا بیان جو کفریہ ہیں" میں مذکور ہے:

اور جس شخص نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے ساتھ ہی کسی دوسرے کی نبوت کا (خواہ) اُسی زمانے میں یا بعد میں اقرار کیا جیسا کہ عیسونیہ[125] آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کو صرف عرب کے لیے ہی مخصوص مانتے ہیں، یا جیسا کہ خرمیہ جو رسولوں کے مسلسل آتے رہنے کے قائل ہیں، یا اکثر غالی شیعہ جو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال فرما جانے کے بعد اس رسالت کے منصب میں شریک مانتے ہیں تو یہ تمام ہی کافر اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانے والے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر ارشاد فرمایا تھا:

"آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"۔[126]

125۔ یہ یہودیوں کا ایک فرقہ تھا جو ابو عیسیٰ اسحاق بن یوسف اصفہانی کی طرف منسوب تھا، اس نے اپنے مشن کا آغاز بنو اُمیہ کے آخری زمانے میں کیا جس کی وجہ سے بہت سے لوگ یہودی ہو گئے، تفصیل کے لیے "الملل والنحل" 1/257 ملاحظہ کریں۔

126۔ یعنی نبوت کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام پذیر ہو کر مکمل بلکہ اکمل ترین ہو گیا، اب کسی نبی کے آنے کی ضرورت باقی ہی نہیں رہی، یہ جو قادیانی گروہ نے گمراہ کرنے کے لیے ظلی، بروزی، عکسی، طفیلی کے چکر چلائیں ہوئے ہیں یہ سب کے سب من گھڑت اور بے بنیاد ہیں، جتنے بھی انبیائے کرام نے تشریف لانا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تشریف لا چکے، اب قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا، اس بارے میں ہمارے علمائے اسلام نے قادیانیوں کی خوب سرکوبی کی ہے، خاص طور پر سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور سیدنا امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے نیز دیگر علمائے اسلام وغیرہ، اللہ تعالیٰ ان علمائے کرام کو جزائے خیر دے۔

☆ "اَلْھِدَایَۃُ وَ الاِعْلَام" میں مذکور ہے:

ایک شخص نے دوسرے سے کہا: آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطا ہوئی اور اس پر گواہی بھی ہے پھر اُس نے کہا: میں نے جو یہ بات کہی ہے تو اس لیے کہ میں نے "قطب" کے کلام میں مسائل اجتہادی کے تحت ان الفاظوں کو موجود پایا ہے۔

پس اس کا جواب یہ ہے:

ہمارے لیے جائز نہیں کہ ایسے الفاظ کو ہم مطلق استعمال میں لائیں کہ اللہ تعالیٰ نے بھی (اپنے محبوب کا اکرام فرماتے ہوئے) انہیں مطلق ذکر نہیں فرمایا اور بالفرض اگر وہ اپنے حق کے مطابق ذکر بھی فرما دیتا تو پاک ہے وہ ذات جس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بزرگی، کرامت اور عظمت سے نوازا ہے (تو اُسے حق ہے کہ جیسے چاہیے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کلام فرمائے لیکن کسی بندہ کو بطور توہین یا طنز ایسے کلمات کہنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے) لہٰذا بندہ کو ایسے کلمات کہنے کی بنا پر سزا دی جائے گی۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی مباح کام کے ذریعے سے تکلیف دینے کی بھی کسی کو اجازت نہیں ہے پس اہل علم حضرات نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان کے بارے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات مبارکہ کی روشنی میں ذکر کیا ہے کہ جب سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کر لیں (تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کلام فرمایا) تو اس واقعہ میں ہر لحاظ سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف دینے کا حرام ہونا مترشح ہوتا ہے اگرچہ شرعی طور پر ہر مرد کیلئے یہ فعل مباح تھا لیکن یہاں معاملہ بدل گیا۔

☆ شیخ ابن زرقون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مباح یا کسی دوسرے کام سے تکلیف پہنچائے اور دلیل کے طور پر انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان ذکر کیا: "میں اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ شئی کو حرام قرار نہیں دیتا"۔

لیکن جہاں تک آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ دیگر لوگوں کی بات ہے تو اگر کسی مباح کام کے نتیجے میں کسی دوسرے شخص کو کوئی تکلیف پہنچتی بھی ہے تو اس کا وہ کام کرنا جائز ہے اور اسے اُس فعل کے کرنے سے منع نہیں کیا جائے گا، چاہے دوسرے کو کوئی اذیت پہنچے تب بھی یہ مباح کام کرنے والا گناہ گار نہیں ہو گا۔[127]

☆ امام سحنون رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تعجب کے وقت دُرود بھیجتا ہے تو کیا ایسا کرنا مکروہ ہے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں، ایسا کرنا مکروہ ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو نیک مقامات میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے دُرود بھیجنا چاہیے۔

شیخ ابن رشید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ بات بالکل واضح ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

☆ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے شخص کے بارے میں فتویٰ دیا جس نے کہا تھا "مدینہ کی مٹی اچھی نہیں ہے"۔

127۔ ایسے مباح کام جن سے دوسروں کو تکلیف پہنچے تو اس میں تفصیلی کلام ہے، لہٰذا جس مقام پر جیسا معاملہ ہو گا وہاں حکم بھی اسی کی مناسبت سے ہو گا۔

کہ ایسا کہنے والے کو تیس کوڑے مارے جائیں اور قید کر دیا جائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا:

میرا دل چاہتا ہے کہ اس کی گردن مار دوں، یہ تو وہ مٹی ہے جس میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام دفن کیے گئے ہیں اور یہ گمان کرتا ہے کہ یہ مٹی اچھی نہیں ہے۔

یہاں تک کتاب "الھدایۃ والاعلام" کا کلام مکمل ہوا۔

دوسری قسم

"کافروں کی طرف سے جو کلمات توہین شمار ہوتے ہیں"

☆ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "الشفاء" میں، اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّیْفُ الْمَسْلُوْل" میں ذکر کیا ہے:

بہر حال ذمی کافر جب صراحت کے ساتھ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دے، یا تعریض کرے، یا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبے کے بارے میں تحقیر کرے، یا کسی ایسی صفت کا ذکر کرے جو پہلے سے ہی اُس کے خود کافر ہونے کی وجہ کے علاوہ ہو تو ایسے شخص کو قتل کرنے میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اگر اُس ذمی کافر نے کسی ایسی صفت کو ذکر کیا جس کی وجہ سے وہ پہلے ہی سے کافر شمار ہوتا تھا (مثلاً میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو نہیں مانتا، یہ ایسی کفریہ بات ہے جس کی وجہ سے وہ پہلے ہی سے کافر تھا اب دوبارہ کہہ کر اس نے گویا اظہار کی تکرار کی ہے، کوئی نیا کفر نہیں بکا) تو ایسی صورت میں اس سے تعرض نہیں کیا جائے گا۔[128]

☆ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ سے ذمی کافر کے بارے میں نقل کیا:

اگر ذمی کافر نے کہا: محمد کو ہماری طرف رسول بنا نہیں بھیجا گیا بلکہ انہیں تمہارا رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور ہمارے نبی تو موسیٰ اور عیسیٰ ہیں، یا اسی طرح کی کوئی بات کہی تو اس سے کوئی باز پُرس نہیں ہو گی۔

---

128 شفاء شریف: القسم الرابع، الباب الثانی، الفصل الرابع، 2/262

کیونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے نازل کردہ احکامات میں انہیں یوں ہی رہنے دیئے جانے کا حکم ہے لیکن اگر انہوں نے گالی دی، مثلاً کہا: آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہی نہیں تھے، یا رسول نہیں تھے، یا اُن پر قرآن نازل نہیں ہوا تھا یہ تو ان کی اپنی باتیں ہیں، یا اسی طرح کی کوئی گستاخی کی تو اسے قتل کیا جائے گا۔[129]

پھر اس بات میں اختلاف کیا گیا ہے کہ کیا ذمی کافر کے اعتقادیات اور مذہبی تصورات اور اسکے دیگر معاملات میں فرق کو ملحوظ رکھا جائے گا یا نہیں؟

اس بارے میں صحیح و مختار قول یہ ہے کہ کوئی فرق نہیں، یہی جمہور علمائے کرام علیہم الرحمۃ کا موقف ہے، کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کرنے والے اکثر ذمی کافروں کی گستاخیاں انکے اعتقادات کے مطابق ہی ہوتی ہے مثلاً جادوگر، کاہن وغیرہ کہنا اور ان میں سے کسی ایک سے بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نسب کے بارے میں کوئی فحش یا عیب والی بات صادر نہیں ہوئی اور نہ ہی ان میں سے کوئی اس بارے میں عقیدہ رکھتا ہے۔

پس جنہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کی اور ان کے قتل کو مباح قرار دیا گیا تو ان تمام ہی کا تعلق ہماری گفتگو میں پہلی قسم سے ہے، کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی گالی دینا جس سے حد قذف متعلق ہو تو وہ قتل ہی کو واجب کرتی ہے کیونکہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر طعن کے ذرائع میں سے ہے، لہٰذا جب ذرائع پر طعن کرنا ذمی کے عہد کو ختم کر دیتا ہے تو پھر براہِ راست ذات پر طعن کرنا تو بدرجہ اولیٰ اس کے عہد کو توڑنے والا ہو گا۔

---

129 السیف المسلول: الباب الثانی، الفصل الاول، ص235

اور اگر انہیں ان کے اعتقادات کے مطابق گالی دینے کی صورت میں قتل نہ کیا جائے تو پھر انہیں گستاخیوں پر قتل کرنا کبھی ممکن ہی نہ رہے گا کیونکہ وہ اپنی جانب سے کی جانے والی ہر گستاخی کے بارے میں یہ دعوی کر دیں گے کہ یہ بات تو ان کے مذہبی معتقدات کے مطابق ہے وغیرہ۔

البتہ اس باب میں جسے گالی شمار کیا جاتا ہے تو اس کا اعتبار عرف پر ہو گا پس جن کلمات کو شریعت اور فقہ میں حد کے زمرے میں شمار نہیں کیا گیا تو انہیں عرف وعادت کے مطابق دیکھا جائے گا پس اگر تو لوگوں کا عرف اسے گالی شمار کرتا ہے تو وہ بات گستاخی کہلائے گی اور اگر عرف میں وہ کلمہ گالی وگستاخی شمار نہیں ہوتا تو پھر عند الشرع بھی اسے گالی نہیں کہا جائے گا۔

اور یہاں جزئیات کا ذکر ضروری ہے تا کہ فقیہ اسے دیکھے اور ان پر غور و خوض کر کے قاعدہ کلیہ مستنبط کر لے جس کہ مطابق اُسے حکم لگانا ہے۔

☆ امام احمد (زہری) رحمۃ اللہ علیہ سے ایک یہودی کے بارے میں سوال کیا گیا:

کہ یہودی ایک مؤذن کے پاس سے اذان دینے کے وقت گزرا تو اس نے مؤذن سے کہا: تو نے جھوٹ کہا۔

پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ گستاخی ہے اور جمہور مالکی علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی موقف ہے کہ اُسے قتل کیا جائے گا۔

کیونکہ گالی برابر ہے، چاہے اس کے دینے والے نے حلال جان کر دی ہو یا حرام جان کر۔

☆ امام ابو مصعب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نصرانی کے بارے میں فرمایا جس نے کہا تھا:

قسم ہے اس ذات کی! جس نے عیسیٰ کو محمد پر فضیلت دی۔

پس اس کے بارے میں مختلف آراء میرے سامنے آئیں پھر میں نے اس کو اتنا مارا کہ وہ مر گیا، یا ایک رات تک زندہ رہ کر مر گیا تو میں نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اسے پاؤں سے کھینچ کر گندگی کی جگہ ڈال دے پھر اسے کتوں نے کھالیا۔

☆ امام ابو مصعب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک نصرانی کے بارے میں سوال ہوا:

نصرانی نے کہا: عیسیٰ نے محمد کو پیدا کیا ہے۔

تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اُسے قتل کر دیا جائے۔

☆ امام ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب کوئی نصرانی کہے: ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے جبکہ تمہارا دین تو گدھوں کا دین ہے، یا اسی طرح کی کوئی گستاخانہ بات کہے، یا جب مؤذن کو "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ الله" کہتے سنے تو کہے: تم لوگوں کو اللہ نے ایسا ہی دیا ہے۔

پس ان صورتوں میں اسے سختی کے ساتھ ادب سکھاتے ہوئے تکلیف والی سزا دی جائے اور طویل قید میں رکھا جائے۔

☆ شیخ ابن کنانہ رحمۃ اللہ علیہ سے "مَبْسُوط" میں منقول ہے:

یہود اور نصاریٰ میں سے جو کوئی بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دے تو امام کو اختیار ہے کہ اُسے آگ میں جلا دے اور اگر چاہے تو پہلے قتل کرے پھر اسکی لاش کو آگ میں جلائے، نیز اگر وہ گالی دینے میں بے باک ہوا تھا تو اسے زندہ ہی جلا ڈالے ۔[130]

یہاں تک امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

گستاخی کی اقسام

☆ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّیْفُ الْمَسْلُول" میں ذکر کیا ہے:

گستاخی کی دو قسمیں ہیں:

(1) (بد)دعا

(2) خبر

"پہلی قسم"

یعنی بد دعا مثلاً لعنت، ذلت، بُرائی، رحمت ورضوان سے دوری، منقطع النسل، صلوٰۃ وتسلیم اور مرتبہ کے بلند نہ ہونے کی بد دعا کرنا، یہ تمام ہی بد دعائی کلمات گستاخی اور گالی میں شمار ہوتے ہیں، چاہے یہ کسی مسلمان سے صادر ہوں یا کافر سے۔

نیز مسلمان کے بارے میں ایسے کلمات کہنے کی صورت میں یہ فرق نہیں کیا جائے گا کہ اس نے پوشیدہ کہا تھا لیکن اس پر گواہی مل گئی، یا اعلانیہ کہا تھا (یعنی دونوں صورتوں میں اس کا حکم برابر ہو گا)۔

---

130 السیف المسلول: الباب الثانی، الفصل الاول، ص235 تا 429 ملخصاً

البتہ اگر کسی کافر نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ظاہری طور پر تو دعا کی لیکن پوشیدہ طور پر اس سے بد دعا مراد لی جیسے "اَلسَّامُ عَلَیْکُم" (تمہیں موت آئے یا تم پر مصیبت نازل ہو) کو "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم" (تم پر سلامتی نازل ہو) کی جگہ کہا، تو اس بارے میں علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے۔

بعض نے کہا: یہ گالی ہے جس کی وجہ سے اُسے قتل کیا جائے گا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے اس معاملے میں درگزر سے کام لیا تھا وہ اسلام کا نازک دور تھا یا پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی اُسے معاف کر دیا تھا۔

جبکہ بعض نے کہا:

یہ توہین ایسی نہ تھی کہ اس سے ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا کیونکہ یہ اعلانیہ گستاخی نہیں تھی البتہ بعض سننے والوں نے اس کے مقصد کو بھانپ لیا تھا۔

"دوسری قسم"

خبر جیسا کہ بُرا نام رکھنا، یا تحقیر اور استہزاء کے طور پر ذکر کرنا، لکنت کا عیب لگانا، یا کہنا: آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہ وعذاب میں مبتلا ہیں، یا طعن کے طور پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرنا، یا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جادوگر، دھوکے باز اور حیلہ گر کہنا، یا کہنا کہ یہ جو کچھ بھی لائے ہے وہ سارے کا سارا جھوٹ اور باطل ہے، یا اسی طرح کی کوئی گستاخانہ بات کہنا پس اگر ایسی باتیں اشعار میں کہی جائیں تو زیادہ قبیح شمار ہوں گی کیونکہ شعر یاد ہو جاتا ہے اور بار بار پڑھا جاتا ہے نیز اس کا دلوں میں اثر (کلام کی نسبت) زیادہ ہوتا ہے

اور (اگر کوئی بدبخت) ایسے توہین آمیز گستاخانہ اشعار کو لوگوں کے سامنے پڑھے تو پھر معاملہ نہایت سنگین تر ہے۔

پس اگر کوئی غیر مسلم بغیر کسی طعن و تشنیع کے صرف اپنے عقیدہ کو ہی ظاہر کرے مثلاً یوں کہے:

میں ان کا پیروکار نہیں ہوں، یا کہے: میں ان کی تصدیق نہیں کرتا، یا کہے: میں ان سے محبت نہیں کرتا، یا میں انکے دین سے راضی نہیں ہوں تو یہ صرف اُس کے کفریہ عقیدے کا بیان ہے اس میں طعن و تشنیع نہیں ہے، کیونکہ تصدیق نہ کرنا اور محبت کا نہ ہونا یہ جہالت، دشمنی اور حسد کی بنا پر ہوتا ہے۔

لیکن اگر کسی کافر نے یوں کہا: آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول یا نبی نہیں ہے یا ان پر کوئی کتاب نازل نہیں کی گئی تو یہ ایسی تکذیب ہے جس کے ضمن میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھوٹا کہا گیا ہے کیونکہ وہ غیر مسلم یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لیے اللہ جل جلالہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کا فرمایا ہے۔

پس علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اس میں اختلاف ہے، اسی لیے انہوں نے ایسی بات کو "آپ جھوٹے ہیں" کی طرح صریح گستاخی میں شمار نہیں کیا (کیونکہ "آپ جھوٹے ہیں" یہ صریح گستاخی و توہین ہے) اور یہاں جو گستاخی کی گئی ہے وہ (غیر صریح اور) بالواسطہ ہے۔[131]

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

---

[131] السیف المسلول: الباب الثالث، الفصل الثانی، ص 432

تیسری فصل

"موضوع سے متعلقہ فوائد کے بیان میں"

فائدہ (1):

☆ امام چلپی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح وقایہ" پر اپنے "حاشیہ" میں بہت سے گستاخی کے کلمات شمار کرنے کے بعد فرمایا:

پہلی وجہ :

جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قصداً گالی دی جائے، یا جان بوجھ کر تحقیر کی جائے، یا قصداً کوئی عیب لگایا جائے تو ایسی صورت میں گستاخی کا ہونا ظاہر ہے اور ایسے شخص کا قتل واجب ہونے کے بارے میں کوئی شک نہیں۔

دوسری وجہ :

یہ بیان اور وضاحت کے پیش نظر اسی (پہلی وجہ ہی) کے مطابق ہے اور وہ یہ کہ کہنے والے نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی بغیر کسی قصد اور ارادے کے کی ہو اور وہ کہنے والا اس گالی کے بارے میں عقیدہ بھی نہ رکھتا ہو لیکن اس نے ایسی بات کہہ دی جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شایانِ شان نہیں تھی بلکہ وہ گالی یا تکذیب شمار ہوتی تھی، یا کسی ایسی بات کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب منسوب کر دیا جو منصب نبوت کے لحاظ سے تحقیر شمار ہوتی تھی مثلاً کبیرہ گناہوں کا ارتکاب، یا تبلیغ رسالت میں کوتاہی کرنا، یا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرافت نسبی، یا کمال علم کی فراوانی، یا زہد وتقوی کے بارے میں زبان درازی کی، یا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ مشہور باتوں کو جھٹلایا، یا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب کسی بیوقوفی یا برائی کی بات کو منسوب کیا پس اگرچہ اس کہنے والے کے حال پر کوئی دلیل قائم بھی ہو جائے کہ اسکا گستاخی کرنے اور گالی دینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا، یہ

بات اس نے جہالت، یا پریشانی، یا حالت نشہ، یا حافظہ میں فتور، یا سبقت لسانی، یا گفتگو کی بے ترتیبی، یا عجلت کلامی کی بنا پر کہی تھی، تب بھی ان تمام صورتوں کا حکم وہی ہوگا جو پہلی وجہ کا تھا یعنی اُسے بغیر کسی توقف کے قتل کر دیا جائے۔

کیونکہ کفر کے باب میں جہالت عذر شمار نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی سبقت لسانی وغیرہ کا دعوی کوئی معنیٰ رکھتا ہے جب کہ اس کی عقل صحیح ہو البتہ اگر کسی کو ان صورتوں میں کلمات کہنے کے لیے مجبور کیا گیا لیکن اس کا اپنا دل ایمان پر قائم تھا (تو پھر یہ حکم نہیں ہوگا)۔[132]

☆ امام ابوالحسن قابسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے شخص کے بارے میں فتوی دیا جس نے نشہ کی حالت میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی تھی:

کہ اُسے قتل کر دیا جائے کیونکہ وہ اُس گستاخی کا معتقد تھا اور اس شخص کے بارے میں گمان یہ تھا کہ وہ ہوش کی حالت میں بھی ایسی ہی گستاخی کرتا، نیز یہ ایک حد ہے جو نشہ کی بنیاد پر ساقط نہیں ہو سکتی جیسا کہ قذف، قتل اور دیگر حدود کا معاملہ ہے (کہ یہ تمام بھی نشہ کی بنیاد پر ساقط نہیں ہوتیں) کیونکہ انسان نے ایسی حالت کو خود اپنے پر طاری کیا ہے کہ جو شراب پیتا ہے اُسے معلوم ہے کہ وہ بہک جائے گا اور بیہودہ کام کرے گا پس نشہ کرنے والا گویا جان بوجھ کے کرنے والے ہی کی طرح ہے کیونکہ یہ نشہ اسکے اپنے ہاتھوں ہوا ہے۔

132۔ ذخیرۃ العقبیٰ: کتاب الجہاد، 321/2

یہاں تک امام چلپی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا نیز یہ تمام ہی امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی "الشفاء" میں بھی مذکور ہے۔[133]

فائدہ (2) :

☆ امام چلپی (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح وقایہ" پر اپنے "حاشیہ" میں ذکر کیا ہے:

پھر یہ تمام صورتیں جو ما قبل بیان ہوئیں ہیں ان کا تعلق اس شخص کے ساتھ ہے جو خود سے ایسی گستاخی بکنے والا تھا، البتہ اگر تو حکایت کرنے والا ایسا شخص ہے جس سے لوگ علم حاصل کرتے ہیں، یا روایت حدیث لیتے ہیں، یا اس کے حکم و گواہی پر احکام نافذ ہوتے ہیں، یا یہ عوام الناس کو نصیحت کرنا، یا بچوں کو ادب سکھانا تھا اور اس نے انہیں (مسلمانوں کو آگاہی دینے اور سمجھانے کے لیے) نیکی کے طور پر نقل کیا (تاکہ لوگ ایسی گستاخیوں سے اجتناب کریں) تو علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم پر واجب ہے کہ وہ ایسی باتوں سے بیزاری ظاہر کرتے ہوئے اسکے کفریہ اور بیہودہ ہونے کی وجہ کو بھی بیان کردیں تاکہ مسلمان اسکے نقصان سے بچے رہیں۔

☆ "اَلْھِدَایَۃُ وَالْاِعْلَامُ" میں مذکور ہے:

جب کہنے والا اسے کسی دوسرے سے بطور حکایت ذکر کرے اور دیگر لوگ اس نقل کرنے والے سے آگے حکایت کریں تو ایسی صورت میں حکایت شدہ کلام اور اس کے قرائن گفتگو کو دیکھا جائے گا پس ان اُمور کے مختلف ہونے کی وجہ سے ان کا

133 شفاء شریف: القسم الرابع، الباب الاول، فصل الوجہ الثالث، 2/231

حکم بھی چار اقسام پر مشتمل ہوگا: واجب، مستحب، مکروہ، حرام، لہٰذا اگر کسی نے کہنے والے کے کلام کو بطور گواہی، یا قائل کے جتانے، یا اس کا انکار کرنے، یا اس کے قول کی اطلاع دینے، یا اسے ناپسند کرنے، یا اسے رڈ کرنے کے لیے نقل کیا تو ایسی صورتوں میں آگے نقل کرنے والا یہ شخص قابل تحسین ہے (کیونکہ یہ اس پہلے شخص کی گستاخی کو بیان کرکے رڈ کر رہا ہے)۔

اسی طرح اگر کسی نے ایسے گستاخانہ کلمات کو رڈ کرنے کے، یا اس کے کہنے والے پر تنقید کرنے، یا اس حکم کا فتوی دینے کے لیے ذکر کیا جس کا وہ مستحق ہے، نیز کسی کتاب یا مجلس میں بطور حکایت نقل کیا (تو ایسی صورت میں بھی آگے نقل کرنے والا یہ شخص قابل تحسین ہے کیونکہ یہ اس پہلے شخص کی گستاخی کو بیان کرکے رڈ کر رہا ہے)۔

اور حکایت کرنے والے شخص اور حکایت کیے جانے والے قول کو حالات کے پیش نظر پسندیدگی کا درجہ دیا جاتا ہے پس اگر تو حکایت کرنے والا ایسا شخص ہے جس سے لوگ علم حاصل کرتے ہیں، یا روایت حدیث لیتے ہیں، یا اس کے حکم و گواہی احکام پر نافذ ہوتے ہیں، یا یہ لوگوں کے حقوق کے بارے میں فتوی دیا کرتا ہے تو اب سننے والے پر لازمی ہے کہ اُس سے جو بات سنے اُسے پھیلائے لیکن ساتھ ہی اس مقولہ سے (جس طرح اس قاضی نے نفرت دلائی تھی یہ بھی) لوگوں کو نفرت دلائے اور اسکے کہنے پر گواہی دے اور مسلمانوں میں سے جسے ایسی بات کی خبر پہنچے تو ان پر بھی واجب ہے کہ وہ اس کا انکار کرتے ہوئے اسکے کفریہ اور قبیح ہونے کو واضح طور پر بیان کریں تاکہ مسلمانوں سے اس کا نقصان دور ہو اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقوق کا قیام ہو۔

اور اسی طرح یہ بات اُن لوگ پر بھی لازمی ہے جو عوام الناس میں خطاب کرتے ہیں، یا بچوں کو تعلیم دیتے ہیں کیونکہ جو ایسی روش پر چل نکلتا ہے تو اس کے بارے میں یہ بھروسہ نہیں کیا جاسکتا ہے کہ وہ انہیں لوگوں کے دلوں میں نہیں ڈالے گا لہذا ایسے لوگوں کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق اور شریعت مقدسہ کے حقوق کی پاسداری کی لازمی تاکید کی جائے اور اگرچہ کہنے والا خود ایسوں میں سے نہیں ہے تب بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حق کے لیے کھڑا ہو جانا واجب ہے ، کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکلیف میں خواہ وہ آپ کی حیات ظاہری میں ہو یا باطنی، ہر ایمان والے پر لازمی حق ہے کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمایت ونصرت کرے۔

البتہ اگر ایسے میں کوئی شخص حق کی بنیاد پر کھڑا ہو جائے اور اس کے سبب معاملہ واضح اور حقیقت حال منکشف ہو جائے تو اب باقی لوگوں سے یہ فرض ساقط ہو جاتا ہے نیز صرف گواہیوں کی کثرت اور ڈرانے کا استحباب باقی رہ جاتا ہے۔[134]

علمائے متقدمین کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ جس پر حدیث بیان کرنے کے بارے میں تہمت لگ چکی ہو تو اس کا حال واضح کرنا ضروری ہے پس پھر اس (گستاخی کے) معاملہ میں حال کا ظاہر کرنا کس قدر ضروری ہو گا؟

134۔ جب حکومت وقت اپنے فرائض منصبی سے غافل ہو جائے یا کہیں حکومت اسلامی ہی موجود نہ ہو تو ایسے میں سیّدی غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ، غازی عبد القیوم رحمۃ اللہ علیہ اور غازی عامر چیمہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ کھڑے ہو کر اُمت کی طرف سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حق پورا کرنے کی مثالیں قائم کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالی جل جلالہ ایسے باہمت عاشقوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ہمیں ان کے زمرے میں شامل فرمائے، نیز اُمت کو ایسے عظیم سپوتوں سے ہمیشہ تقویت اور رونق بخشے۔ آمین

اور اللہ تعالی جل جلالہ نے اُن جھوٹی تہمت لگانے والوں کی باتوں کی حکایات کو ردّ کرنے ، اُن کے کفر سے ڈرانے اور عذاب کی بشارت سنانے کے لیے بیان کیا جنہوں نے اللہ تعالی جل جلالہ اور اس کے رسولوں پر افتراء وبہتان باندھا تھا جیسا کہ اللہ تعالی جل جلالہ نے اپنی کتاب مجید میں اسے ہم پر تلاوت فرمایا نیز اسی طرح کی جو مثالیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث صحیحہ میں مذکور ہوئیں، ہدایت والے علمائے متقدمین اور متاخرین کا ملحدین کے کفریہ کلام کو اپنی کتابوں میں ردّ کرنے کے لیے نقل کرنے پر اتفاق ہو چکا ہے تاکہ اُسے بیان کر کے اس سے پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کو توڑا جاسکے۔

پس اگر ایسے مقولہ جات کی آگے حکایات کرنے والے کے بارے میں تہمت موجود ہو کہ وہ اس میں تمیز باقی نہیں رکھتا، یا کسی دوسرے کی جانب منسوب کر دیتا ہے، یا وہ اس درجے کے امتیاز کا عادی نہیں ہے، یا اسکے نزدیک اس مقولے کی قباحت اتنی سنگین نہیں ہے، یا اسی طرح کی باتیں پسند کرتا، یا تحقیر کرتا، یا اسی باتوں کا دفاع، یا مطالبہ کرتا ہے، یا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین پر مبنی اشعار کی روایت کرتا ہے تو ایسے شخص کا حکم بھی دراصل گالی دینے والے ہی کی طرح ہے، اسے ان گستاخیوں کی بنیاد پر پکڑا جائے گا اور دوسرے کی طرف نسبت دینے کے عذر کو قبول نہیں کیا جائے گا پس جلد از جلد اُسے قتل کر کے جہنم کی وادی ہاویہ کی جانب بھیج دیا جائے گا۔

☆ امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین پر مبنی آدھا شعر بھی یاد کیا تو اس نے کفر کیا۔

☆ بعض علمائے متقدمین رحمۃ اللہ علیہم نے ذکر کیا ہے:

اس بات پر مسلمانوں کے ائمہ کرام کا اجماع ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مبنی کسی روایت کا ذکر کرنا حرام ہے نیز کسی ایسی کتاب یا عبارت کو جس میں آپکی توہین درج ہو، اسکا پڑھنا بھی حرام ہے اور اس گستاخی کو کتاب سے مٹانا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہمارے دین متین کے مسائل کو لکھنے والے علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم پر رحمت فرمائے کہ انہوں نے مَغَازِی اور سِیَر کے باب میں وراد اُن احادیث کو بھی قابل قبول نہیں گردانا جو کسی بھی طور پر ہمارے اس موضوع سے متعلق تھیں (یعنی جن مروی احادیث وآثار سے مقام نبوت وغیرہ پر ظاہراً کوئی حرف آتا تھا تو علمائے کرام نے ایسی احادیث کو ترک کر دیا کیونکہ ایسی احادیث کا ثبوت حتمی نہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومرتبت کا ثبوت قطعی ویقینی اور سینکڑوں آیات قرآنی سے واضح طور پر ثابت ہے)۔ انتہیٰ

بہر حال جب کوئی ایسا کلام کرے جو احتمال والا ہو، یا ایسے مشکل الفاظ ہوں جنہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور آپ کے علاوہ پر محمول کرنا ممکن ہو، یا ان کلمات کی مراد کو ناپسند وبُرائی کے بارے میں منطبق کرنے کے بارے میں تردد ہو تو ایسے کلمات کے حکم کے بارے میں مجتہدین اور علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا بھی اختلاف رہا ہے تاکہ جو مرے تو دلیل پر مرے اور جو زندہ رہے وہ دلیل پر زندہ رہے پس جن پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرمت اور آپ کی شان کی محافظت زیادہ غالب آئی تو انہوں نے قتل پر ہی اصرار کیا اور جنہوں نے خون بہانے کی سنگینی اور حد کے باب میں شبہات کے وارد ہونے کی وجہ سے سقوط حد کو ملحوظ رکھا کیونکہ قول میں احتمال موجود تھا تو انہوں نے قتل کا حکم

نہیں دیا۔[135] اسی طرح "الھِدَایَۃُ وَالِاعْلَام" میں مذکور ہے۔

☆ "فَتَاوٰی تَاتَارخَانِیَۃ" میں "فَتَاوٰی یَتِیمَۃ" سے نقل کیا گیا:

اُصول یہ ہے کہ احتمال والے لفظ کی وجہ سے کفر کا حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ سزاؤں کے باب میں کفر آخری درجہ کی سزا ہے اور یہ سزا اپنے ثبوت کے لیے نہایت بڑے جرم کا تقاضہ کرتی ہے اور جبکہ احتمال کی وجہ سے نہایت درجے کا ثبوت ہی نہیں ہو سکتا۔[136]

☆ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "الشفاء" میں فرمایا:

ہم نے ماقبل گستاخ کے قتل کرنے اور اسکی توبہ قبول نہ کئے جانے کا بیان کیا تو یہ حکم ایسے کیلئے ہے جس پر یہ باتیں ثابت ہو جائیں، چاہے وہ اس کے اقرار کر لینے سے ہو، یا گواہوں کی ایسی گواہی دینے کی وجہ سے جس میں کوئی شبہ نہ ہو۔

135۔ اس طرح علمائے کرام کے دونوں ہی گروہ اس باب میں حق پر ہوئے کہ انہوں نے شریعت کے مطابق فیصلہ کیا کہ اُصول شریعت، ذاتی نظریات سے بالاتر ہوتا ہے، اس میں پسند وناپسند کو دخل نہیں ، لہٰذا جن علمائے کرام نے شبہ کی بنیاد پر قتل کا حکم ساقط کیا تو ان کے دلوں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بلاشبہ بہت زیادہ تھی لیکن انہوں نے اُصول شرع کو مقدم رکھتے ہوئے فیصلہ صادر کیا اور سقوط قتل کا حکم دیا جبکہ قتل ہی کو روا رکھنے والے علمائے کرام نے اپنے حکم میں سختی کو برتا اور رعایت کے پہلو کو نظر انداز کیا، البتہ دونوں ہی اپنے اپنے فیصلوں میں حق پر رہے، سیّدی مخدوم ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے جس انداز میں موقف پیش کیا تو اس کا جو محمل ہم سمجھ سکے اُسے اپنے الفاظ میں بیان کر دیا ہے تاکہ کوئی کم عقل اسے دلیل بنا کر دیگر علمائے کرام پر زبان درازی کی جرات نہ کرے۔ واللہ اعلم

136۔ فتاوی تاتار خانیہ: کتاب السیر، باب احکام المرتدین، الفصل الاول، 282/7

لیکن اگر گستاخی پر گواہی اپنے معیار پر مکمل نہ ہو سکی مثلاً صرف ایک ہی شخص نے گواہی دی، یا غیر معتبر لوگوں نے گواہی دی، یا اس کی بات سے گستاخی مترشح تو ہوتی ہے لیکن صریح طور پر نہیں بلکہ احتمال کے ساتھ، پس ایسی صورت میں اگر اس نے توبہ کرلی اور وہ اس کے قول کے مطابق ہونے کی وجہ سے قبول بھی کرلی گئی تو اس سے قتل ساقط ہو جائے گا اور اب اس پر حاکم کا اجتہادی فیصلہ نافذ ہو گا جو اس کے حال معروف، گواہان کی قوی اور کمزور شہادت، اس کی قلت و کثرت سماع کا حال، دین کے بارے میں اس پر تہمت اور بیوقوف و مسخرہ پن ہونے کی حالت وغیرہ کے تناظر میں حاکم کی جانب سے کیا جائے گا۔

لہٰذا جس کا معاملہ ایسے اُمور میں زیادہ خطرناک ہو اُسے سزا بھی سخت دی جائے، قید خانے میں زنجیروں سے جکڑ کر سختی برتی جائے گی، یہاں تک کہ اسکی ہمت جواب دے بیٹھے، البتہ اسے بقدر ضرورت کھڑا ہونے اور نماز میں قیام کرنے سے نہیں روکا جائے گا۔

یہی حکم ہر اُس شخص کے لیے ہے جس کا قتل واجب ہو چکا لیکن کسی دوسرے سبب سے اس کا قتل قدرے التواء کا شکار ہو بایں معنیٰ کہ قتل واجب تو ہوا ہو لیکن کسی مشکل کے سبب سوچ وبچار جاری ہو، یا معاملہ دشوار ہو جائے تو قید خانے میں سختی کا معاملہ بھی ان اُمور کے بدلنے سے بدلتا رہے گا۔[137] / [138]

137۔ شفاء شریف: القسم الرابع، الباب الثانی، 2/261

138۔ جتنا معاملہ سنگین ہو قید کے زمانے میں سزا بھی اُتنی ہی سنگین ہونی چاہیے اور جتنا معاملہ کم تر ہو سزا بھی اس کے مطابق دی جائے گی۔

چوتھی فصل

"انبیائے کرام علیہم السلام، فرشتے علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات رحمۃ اللہ علیہن، یا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد مبارکہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو گالی دینے والے کے بارے میں"

ہم یہاں ان تمام کے بارے میں مختصر احکام ہی بیان کریں گے

پس اگر کسی نے انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی کو گالی دی تو اس کا حکم ہمارے نبی ﷺ کو گالی دینے والے کی طرح ہی ہو گا۔

☆ امام ابن نجیم (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ نے "الاَشْبَاہ وَ النَّظَائِر" میں، امام چلپی (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح وقایہ" پر اپنے "حاشیہ" میں نیز "الدُّرَر شَرْحُ الغُرَر" کے حاشیہ "نَتَائِجُ النَّظر" وغیرہ میں اس بات کی صراحت بیان کی ہے۔

☆ اس بارے میں "الاَشْبَاہ" کی عبارت یوں ہے:

جو بھی کافر اپنے کفر سے توبہ کرلے تو اس کی توبہ کو دنیا اور آخرت دونوں ہی میں قبول کیا جائے گا سوائے ایسے کافروں کے، جو آپ ﷺ یا شیخین رضی اللہ عنہما یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دینے کی وجہ سے کافر ہوئے ہوں۔

☆ "الْہِدَایَۃُ وَالِاعْلَام" میں نقل کیا گیا ہے کہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "الشِفَاء" میں فرمایا:

جو بھی اللہ تعالی کے انبیائے کرام یا فرشتوں میں سے کسی کو گالی دے، یا ان کی تحقیر کرے، یا انہوں نے جو کچھ اللہ تعالی کی جانب سے لایا اُس کا انکار کرے، یا ان کی اپنی ذات کا ہی انکار کرے اور ان کے بارے میں بغض رکھے تو ایسوں کا حکم وہی ہے جسے ہم نے ماقبل اپنے نبی کریم ﷺ کے گستاخوں کے بارے میں بیان کر دیا، اللہ تعالی جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللهِ وَ رُسُلِهِ وَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اللهِ وَ رُسُلِهِ ﴾۔ [سورۃ النساء 4/150]

ترجمہ: وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں۔

﴿ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللهِ وَ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَ مَآ أُنْزِلَ إِلٰىٓ إِبْرٰهِيْمَ وَ إِسْمٰعِيْلَ وَ إِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْأَسْبَاطِ وَ مَآ أُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَآ أُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ ﴾۔ [سورۃ البقرۃ:2/136]

ترجمہ: یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو اُتارا گیا ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کیے گئے موسیٰ وعیسیٰ اور جو عطا کیے گئے باقی انبیاء (کو) اپنے ربّ کے پاس سے، ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے۔

☆ امام ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے نیز امام ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن الماجشون رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن عبد الحکیم رحمۃ اللہ علیہ، امام اصبغ رحمۃ اللہ علیہ اور امام سحنون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جو شخص انبیائے کرام یا اُن میں سے کسی ایک کو بھی گالی دے، یا اُن کی تحقیر کرے تو اُسے بغیر توبہ طلب کیے ہی قتل کر دیا جائے گا۔

☆ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب نے فرمایا:

جس نے انبیائے کرام میں سے کسی ایک کو بھی جھٹلایا، یا ان میں سے کسی ایک کی بھی تحقیر کی، یا ان کے بارے میں کوئی توہین کی تو ایسا کرنے والا مرتد ہو گا۔

یہ سب باتیں جیسا کہ ہم نے تفصیل بیان کی تو (مطلق) تمام ہی فرشتوں، نبیوں، یا ایسے معین فرشتے یا نبی جن کا ثبوت قرآن یا خبر متواتر، یا اجماعی طور پر سب کے یہاں مشہور و متفق ہونے کی وجہ سے ہوا ہے، اُن کے لیے ہے۔

لیکن ایسے فرشتے یا نبی جن کی تعیین کا ثبوت کسی حدیث یا اجماع وغیرہ سے نہ ہوا ہو جیسا کہ نبیوں میں لقمان، خضر اور دیگر، ذوالقرنین، مریم، آسیہ، خالد بن سنان، تو ان کے بارے میں مجوسیوں اور مؤرخین نے یہ دعوی کیا گیا ہے کہ یہ اہل فارس اور زرادشت[139] کے نبی تھے، پس انہیں گالی دینے والے کا وہ حکم نہیں ہو گا اور نہ ہی وہ کافر ہو گا جیسا کہ دیگر انبیائے کرام کو گالی دینے والے کا حکم ہم نے ما قبل بیان کیا ہے، کیونکہ ان کی حرمت کا وہ مقام نہیں ہے (جو دیگر انبیائے کرام کا ہے) البتہ ان کے بارے میں توہین و تحقیر سے کام لینے والے کو جھڑکا جائے گا اور ان حضرات کے مشہور حال کے مطابق اس بکنے والے کو سزا بھی دی جائے گی، خاص طور پر ان حضرات کے لیے تو ضرور تادیب کی جائے گی جن کی سچائی اور فضیلت زیادہ واضح ہو اگرچہ ان کی نبوت ثابت نہ ہو سکی ہو۔

پس اگر کوئی ان حضرات میں سے کسی کی نبوت کا انکار کرتا ہے، یا (مثلاً ہاروت و ماروت وغیرہ میں سے) کسی فرشتے کو نہیں مانتا تو اگر وہ اہل علم ہے تو پھر کوئی حرج نہیں کیونکہ علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا ایسے اُمور میں اختلاف ہوا کرتا ہے لیکن اگر وہ

139۔ اسکا نام زرادشت ابن یورشب ہے، یہ ایک مجوسی حکیم تھا جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایران میں پیدا ہوا، بہت سے شعبدے اسکی جانب منسوب تھے۔ مروج الذہب، 1/174

انکار کرنے والا عوام الناس میں سے ہے تو اُسے ان باتوں میں چھان بین کرنے سے سختی سے روکا جائے گا پس اگر وہ دوبارہ ایسی حرکت کرے تو اُسے سزا دی جائے کیونکہ عوام الناس کو ایسے باتوں میں دخل دینے کی اجازت نہیں ہے بلکہ علمائے متقدمین نے تو اہل علم کو بھی ایسی باتوں میں دخل دینے سے منع کیا ہے جس سے عملی طور پر کوئی خاطر خواہ فائدہ حاصل نہ ہو رہا ہو تو پھر عوام الناس کا اس بارے میں کیا حق ہے؟

یہاں تک "الھدایة و الاعلام" کا کلام ختم ہوا۔

فرشتوں کو گالی دینا

☆ احناف کی کتاب "ذَخِیرَةُ النَّاظِرِ فِی الأَشْبَاهِ وَالنَّظَائِرِ" میں منقول ہے کہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جس نے کسی فرشتے کو گالی دی یا اس کی توہین کی تو اس کا قتل کرنا واجب ہے اور ہمارے مقررہ اصول ایسے ہی حکم کا تقاضہ کرتے ہیں۔[140]

☆ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّيْفُ الْمَسْلُوْل" کے "تیسرے باب" کے اخیر میں لکھا ہے:

کسی بھی نبی یا فرشتے کو گالی دینا بغیر کسی اختلاف کے ہمارے نبی کریم ﷺ کو گالی دینے کی طرح ہے۔[141]

140۔ شفاء شریف: القسم الرابع، الباب الثالث، 2/302، ذخیرة الناظر فی الاشباہ والنظائر: فن ما یتعلق بالجمع والاحکام، ص 127

141۔ السیف المسلول: الباب الثالث، الفصل الثانی، ص 433

☆ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "الشفاء" میں فرمایا:

تمام ہی فرشتے اور انبیائے کرام، یا ایسے فرشتے اور نبی جن کے معین ہونے کا ثبوت اللہ تعالی کی کتاب میں موجود ہو، یا ان کا ثبوت ہمارے سامنے خبر متواتر، یا اجماعی طور پر سب کے یہاں مشہور و متفق ہونے کی وجہ سے ہوا ہے جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، مالک علیہ السلام، جنت اور جہنم کے داروغے، زبانیہ، عرش اُٹھانے والے یا جن کا تذکرہ قرآن میں آیا ہے اور جن کا ذکر فرشتوں کے زمرے میں فرمایا گیا جیسا کہ عزرائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام، رضوان علیہ السلام، کراما کاتبین، منکر و نکیر وغیرہ کہ انہیں ماننے پر اتفاق ہو چکا ہے (تو ان تمام متذکرہ بالا فرشتوں کی توہین تحقیر سے بچا جائے گا اور ان کی اہانت کرنے والے کا حکم وہی ہو گا جو انبیائے کرام کے گستاخوں کا ہوتا ہے)۔

البتہ (فرشتوں میں سے) جس کے متعین ہونے کی بارے میں کوئی ثبوت نہ ہو اور نہ ہی ان کے فرشتے ہونے کے بارے میں علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اجماع ہو جیسا کہ فرشتوں میں سے ہاروت، ماروت[142] کا معاملہ ہے تو ان کو گالی دینے والے کا حکم بھی ویسا نہیں ہو گا جو کہ ہم نے ماقبل فرشتوں کے لیے بیان کیا ہے کیونکہ ان کی حرمت کا وہ مقام نہیں ہے (جو دیگر فرشتوں کا ہے) البتہ ان کے بارے میں توہین و تحقیر سے کام لینے والے کو جھڑکا جائے گا اور ان فرشتوں کے مشہور حال کے مطابق اس بکنے

142۔ صحیح قول یہی ہے کہ ہاروت اور ماروت انسان تھے، اللہ تعالی نے انکی آزمائش فرمائی، جس کا تذکرہ قرآن وحدیث میں موجود ہے، یہ فرشتے نہیں تھے، امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ کی تحقیقات کا ماحصل یہی ہے، مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ کریں (کتاب: فرشتے ہی فرشتے، از مفتی فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ)

والے کو سزا بھی دی جائے گی، خاص طور پر اُن فرشتوں کے لیے تو ضرور تادیب کی جائے گی جن کی سچائی اور فضیلت زیادہ واضح ہے۔[143]

شیخین کریمین رضی اللہ عنہم کو گالی دینا

ماقبل "اَلْاَشْبَاہ وَالنَّظَائِر" کے حوالے سے گزرا ہے:

جس نے شیخین کریمین رضی اللہ عنہما یا اُن میں سے کسی ایک کو بھی گالی دی تو وہ مرتد ہے، اُسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ کو قبول نہیں کیا جائے گا، اسی طرح "بَحْرُ الرَّائِق" میں بھی مذکور ہے۔

☆ "اَلْجَوْهَرَةُ النَّيِّرَةُ" میں ہے:

جس نے شیخین رضی اللہ عنہما کو گالی دی، یا ان کے بارے میں طعن و تشنیع کی تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کا قتل واجب ہو گا پس اگر وہ رجوع کرتے ہوئے توبہ کر لے اور اسلام لے آئے تو کیا اُس کی توبہ کو قبول کیا جائے گا یا نہیں؟

امام صدر شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس شخص کی توبہ اور اسلام کو قبول نہیں کیا جائے گا، اسی کو امام ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو النصر دبوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے اور یہی قول بطور فتویٰ بھی مختار ہے۔[144]

143۔ شفاء شریف: القسم الرابع، الباب الثالث، 303/2

144۔ نہر الفائق: کتاب الجہاد، باب المرتدین، 253/3

اور عنقریب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نیز شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے گستاخوں کا حکم بیان کیا جائے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینا

☆ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "السَّیفُ المَسلُول" میں اور شیخ ابن شعبان رحمۃ اللہ علیہ نے "الزَّاهِي الشَّعبَانی" میں ذکر کیا ہے:

جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دے تو اُسے علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک متفقہ طور پر کوڑے مارے جائیں گے ۔[145]

یعنی اگر انہیں ایسی گالی دی جس سے حدِ قذف لازم ہوتی ہو تو کوڑے مارے جائیں گے ورنہ انہیں تعزیراً سزا دی جائے گی۔

☆ فقہ مالکی کی کتاب "اَلْهِدَایَةُ وَالاِعْلَام" میں مذکور ہے کہ ائمہ مالکیہ میں سے امام سحنون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والے کا حکم بھی شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو گالی دینے والے ہی کی طرح ہو گا کہ اُسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ یہاں "الہدایہ والاعلام" کا کلام ختم ہوا۔

☆ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "السَّیفُ المَسلُول" میں ذکر کیا ہے:

145۔ السیف المسلول: الباب الثالث، الفصل الاول، ص420

سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک شخص کو لایا گیا جس نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو گالی دی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: انہیں گالی کیوں دی؟

اُس نے کہا: میں ان سے بغض رکھتا ہوں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پس تو جس سے بھی بغض رکھے گا تو اُسے گالی دے گا؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا تو اُسے تیس(30) کوڑے مارے گئے، اسی طرح ایک شخص نے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالی دی تو اُسے بھی کوڑے مارے گئے۔

☆ امام ابو یعلیٰ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس بات پر فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اتفاق ہے کہ جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حلال جانتے ہوئے گالی دی تو وہ فاسق ہے لیکن کافر نہیں ہو گا۔

☆ اہل کوفہ کے فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے بعض نے فرمایا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گالی دینے والے کو قتل ہی کیا جائے اور روافض (اپنے عقائد کی بنا پر) کافر ہیں۔

☆ امام محمد بن یوسف فریابی رحمۃ اللہ علیہ سے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسا شخص کافر ہے۔

دریافت کیا گیا: ایسے شخص کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں۔

☆ جو حضرات روافض کی تکفیر کے قائل ہیں، ان میں امام احمد بن یونس رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو بکر بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں، انہوں نے فرمایا:

روافض کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا کیونکہ یہ لوگ مرتد ہیں۔

☆ اسی طرح کوفہ کے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے امام عبد اللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینے والا کافر نہیں بلکہ فاسق شمار ہوگا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے، انہوں نے اللہ جل جلالہ کے اس فرمان سے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ روافض کا مالِ فئی میں کوئی حق نہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ [سورۃ الحشر 59/10]

ترجمہ: اور وہ جو اُن کے بعد آئے، عرض کرتے ہیں: اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ، اے ربّ ہمارے! بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

☆ "اَلْهِدَايَةُ وَالْاِعْلَام" میں مذکور ہے:

جو شخص اجمالی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحقیر کرے پس اگر تو اس کا مقصود یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سارے کے سارے درست راستے پر نہیں تھے تو ایسا شخص کافر ہے اور اگر اس کی تحقیر کا مقصد تکلیف پہنچانا تھا تو ایسے شخص کی سخت تکلیف دہ پٹائی کی جائے گی اور اسے طویل تر قید میں رکھا جائے گا اور جب تک یہ واضح طور پر ایسی توبہ نہ کرلے جس کی سچائی اور توبہ کے آثار اس کی قید کے بعد بھی ظاہر ہونے کی اُمید ہو تب تک اُسے باہر نہیں نکالا جائے گا۔

یہ جواب ابو القاسم عبد الجلیل بن ابو بکر ربعی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب ہے۔

یہاں تک "الھدایۃ والاعلام" کا کلام ختم ہوا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کو گالی دینا

اگر کسی نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تو سزا (قید وبند) نہیں دیں گے بلکہ قتل ہی کریں گے جیسا کہ "اَلْفَتَاوٰی الْحَاوِی" نیز "تَنْوِیرُ الْاَبْصَار" کے مصنف علامہ غزی رحمۃ اللہ علیہ کی "مُعِیْنُ الْمُفْتِی" میں ہے۔[146]

☆ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سورۃ النور" کی تفسیر میں ذکر کیا ہے:

جس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات میں سے کسی پر بھی بُرائی کی تہمت لگائی تو اس پر دوحدیں جاری ہوں گی۔

☆ شیخ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ امام ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فرمان۔۔

﴿ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ﴾-[سورۃ النور24/4]

ترجمہ: اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں۔

کے عموم کے پیش نظر صرف ایک ہی حد جاری کی جائے گی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج کا بلند مرتبہ اس بات کا تقاضہ نہیں کرتا کہ ان پر تہمت لگانے والے گستاخوں کی حد میں بھی اضافہ کیا جائے کیونکہ مراتب کی

146 الحاوی القدسی: کتاب الحدود، باب حد القذف، 2/360، معین المفتی: کتاب الحدود صفحہ 235

بلندی حدود کے باب میں اثر انداز نہیں ہوا کرتی اور نہ ہی کم مرتبہ ہونے کی صورت میں حد میں کوئی کمی کی جاتی ہے۔[147]

☆ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّیْفُ الْمَسْلُوْل" میں ذکر کیا ہے:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دے، اُسے قتل کردیا جائے گا۔

شیخ ابن تیمیہ نے کہا:

اسی موقف پر بہت سے علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اجماع ہے۔[148]

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔[149]

☆ شیخ مُعَیطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں فرمایا:

جس نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی تو اُسکا حکم بھی ویسا ہی ہوگا جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی کو گالی دینے والے کا ہوتا ہے۔اسی طرح کتاب "الہدایۃ والاعلام" میں مذکور ہے۔

147 تفسیر قرطبی: سورۃ النور، آیت 4، ج12/ص176

148 الصارم المسلول لابن تیمیہ: المسالۃ الثالثۃ، فصل حکم ساب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، 3/1050

149 السیف المسلول: الباب الثالث، الفصل الاول، ص418

ازواج مطہرات میں سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی کو گالی دینا

☆ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جس نے انہیں گالی دی تو اس کے بارے میں دو موقف ہیں:

(1) اُسے قتل کیا جائے گا کیونکہ ازواج کے ذریعہ سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی گالی دی گئی ہے۔

(2) انہیں گالی دینے والے کا حکم باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینے والے کی طرح ہی ہوگا، اس پر جھوٹ باندھنے والے کی حد جاری کی جائے گی۔

آپ (قاضی عیاض) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

میرے نزدیک پسندیدہ پہلا قول ہے۔[150]

150 شفاء شریف: القسم الرابع، الباب الثالث، 2/311

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کو گالی دینا

☆ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "الشفاء" میں ذکر کیا ہے:

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گالی دینا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے کی ہی طرح ہے کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

" فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس سے اسے تکلیف پہنچے، اُس سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے "۔[151]

☆ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّیْفُ الْمَسْلُوْل" میں ذکر کیا ہے:

امام ابو مصعب رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے: جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے کسی کو بھی گالی دی تو اُسے دردناک اور سخت طور پر مارا جائے، نیز جب تک توبہ نہ کرلے قید میں رکھا جائے کہ ایسی گستاخی کرنے والے نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقوق کی تحقیر کی ہے۔

☆ امام جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلرِّسَالَۃ" پر اپنی شرح میں تحریر کیا ہے:

جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات یا اہل بیت میں سے کسی کو گالی دی تو وہ ملعون ہے، ایسا شخص کے اعمال مقبول نہیں ہوں گے، اسکی بے باکی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرمت کے بارے میں زبان درازی کرنے کی بنا پر سزا لازم ہوگی البتہ ایسا شخص کافر نہیں ہوگا۔

151 شفاء شریف: القسم الرابع، الباب الثالث، 2/308

☆ "اَلْهِدَايَةُ وَالِاعْلَام" میں مذکور ہے:

ایک سیّد صحیح النسب کا کسی سے جھگڑا ہو تو دوسرے شخص نے اسے کہا: اللہ تعالی تیرے اَجداد (باپ، دادا) میں سب سے بڑے پر لعنت فرمائے۔

تو ایسے شخص کے بارے میں مصنف کے زمانے کے فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور مفتیان عظام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہوگیا پس بعض نے اس کو قتل کرنے کا فتوی دیا جبکہ بعض نے اسے سختی کے ساتھ ادب سکھانے کا فتوی دیا، پھر حاکم وقت نے تمام صورت حال کو ملاحظہ کرتے ہوئے پہلے سخت سزادی اور پھر مارپیٹ کر قید میں ڈال دیا۔

☆ علامہ کازرونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سیرت" کے اخیر میں ذکر کیا ہے:

جس نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے کسی کو کہا: اے گھٹیا نسل والے! یا کہا: تو انکی اولاد ہی نہیں، یا کہا: میرا نسب تیرے نسب سے بہتر ہے، پس اگر تو اُس نے ایسے جملوں سے آپ علیہ الصلوۃ والسلام اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مراد نہیں لیا تھا تو اُسے سختی سے ڈانٹتے ہوئے ادب سکھایا جائے گا اور اگر اس نے انہیں بھی مراد لیا تھا اور مطلق ہی گستاخی کی تھی تو اس کے سامنے مطلق میں شامل ہونے والی صورت حال کو بیان کیا جائے گا اگر پھر بھی وہ اپنی بات پر اصرار ہی کرے تو وہ کافر ہو گا کیونکہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام تو ساری انسانیت میں بہترین ہے اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی پیاری بیٹی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خاص طور پر آپ کے جگر کا ٹکڑا ہیں، لہٰذا ایسے کہنے والے نے ناصرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کی ہے بلکہ اپنی گھٹیا ترین ذات کو آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی بزرگی والی محترم ترین ہستی پر ترجیح دینے کی

جسارت بھی کی ہے (اسی لیے ایسا شخص کافر قرار پائے گا) اور اگر اُس نے (مطلق کی صورت میں شامل ہونے والے افراد کو دیکھ کر) اپنے قول کی تاویل کی اور انہیں مراد نہ لینے کا عذر کیا اور کہا: میرا ارادہ ان حضرات ذی وقار کے علاوہ کا تھا تو البتہ اب اُسے قتل نہیں کیا جائے گا اور اس کی تاویل قبول کرلی جائے گی لیکن اُسے بطور تعزیر سخت ترین سزادی جائے گی اور آئندہ ایسانہ کرنے کا پختہ عہد لیا جائے گا۔

☆ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سیرت" میں مزید فرمایا:

جس نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے کسی پر طعن کرتے ہوئے کہا: حجاج بن یوسف نے تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کو ختم کرڈالا تھا اور کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑا تھا اور اب تو دنیا میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کا نسب سیّدہ کی جانب صحیح ہو، پس ایسا کہنے والا شخص ظالم، جھوٹا اور بہت بُرا ہے، لہٰذا اگر وہ علمائے دین کے علاقوں میں بسنے کے باوجود بھی اسی بات پر اصرار کرے (اور علمائے کرام سے دریافت کرکے تاریخی حقائق اور اپنی غلط فہمی کو دُور نہ کرے)، قریب ہے کہ (یہ گستاخانہ باتیں بڑھتی چلی جائیں گی تو یہ) کافر ہو جائے گا۔

☆ امام کازرونی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا:

اگر کسی نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد میں سے کسی شخص کو اس کے اَجداد (باپ، دادا) کے بارے میں کوئی بُری بات کہی، یا اسکی نسل، یا اس کی اولاد کے بارے میں بُرا کہا حالانکہ اُسے اس بات کا بخوبی علم بھی ہے کہ یہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد میں سے ہے اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو چھوڑ کر دیگر آبائے کرام پر دلالت

کرنے والا ایسا کوئی قرینہ بھی موجود نہ ہو جو اس بات پر دلالت کرے کہ اس نے صرف آبائے کرام کو ہی گالی دی ہے، تو اُسے قتل کر دیا جائے گا۔

☆ جس نے کہا:

اللہ تعالیٰ جل جلالہ عرب پر لعنت کرے، یا اللہ تعالیٰ جل جلالہ بنی اسرائیل پر لعنت کرے، یا اللہ تعالیٰ جل جلالہ آدم کی اولاد پر لعنت کرے، پس اگر معلوم ہو جائے کہ اس کا مقصد اُن کے تحت آنے والے انبیائے کرام کو بھی گالی دینا تھا تو کافر ہو جانے کی بنیاد پر اس کو قتل کر دیا جائے گا لیکن اگر وہ کہے: میرا ارادہ صرف ان کے ظالم افراد ہی کا تھا تو بادشاہ اپنی صوابدید کے مطابق اسے سخت سزا دیتے ہوئے ادب سکھائے گا۔[152]

152_ سیرت کازرونی: خاتمۃ الکتاب، الفصل السادس، ق 251/ الف۔ تا۔ ق 1257/ الف، ملخصاً

اختتامیہ

"اُن شرائط کے بارے میں جنہیں
سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
نے ذِمی کافروں کے لیے
تحریر کروایا تھا"

☆ ہم یہاں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مقرر کردہ اُن شرائط کو بیان کریں گے جس پر انہوں نے یہود، نصاریٰ اور ذِمی کافروں سے عہدوپیمان لیا تھا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی یہ شرائط متصل اور صحیح اسانید سے مروی ہیں، علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی کتابوں میں صحیح سندوں کے ساتھ صحابی رسول سیّدنا عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ہم نے یہ شرائط سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی جانب اُس وقت لکھیں، جب ملک شام کے عیسائیوں سے آپ رضی اللہ عنہ نے معاہدہ فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ دستاویز ہے اللہ جل جلالہ کے بندے امیر المؤمنین عمر (رضی اللہ عنہ) کیلئے، فلاں فلاں شہروں میں بسنے والے عیسائیوں کی جانب سے۔

جب آپ لوگ ہمارے پس آئے تو ہم نے آپ سے اپنے لیے، اپنے بچوں کے لیے، اپنے اَموال کے لیے اور اپنے اہل مذہب کے لیے امان کا سوال کیا تھا اور اپنے لیے خود ہی کچھ شرائط مقرر کیں تھیں:

1۔ ہم اپنے شہروں یا اس کے اطراف میں نہ تو کوئی عبادت خانہ بنائیں گے اور نہ ہی کوئی کلیساء، مرکز اور راہبوں کی سکونت کا مقام تعمیر کریں گے۔

2۔ جو عبادت خانہ خراب ہو جائے گا اسے دوبارہ تعمیر نہیں کریں گے اور نہ ہی مسلمانوں کے علاقوں میں کسی جگہ کو (اپنے لیے) بنائیں گے۔

3۔ ہم اپنے کلیساؤں میں آنے سے مسلمانوں کو دن رات میں کسی بھی لمحے منع نہیں کریں گے۔

4۔ ہم اپنے دروازے گزرنے والوں اور مسافروں کیلئے کھولیں رکھیں گے

5۔ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں چھپائیں گے جس نے مسلمانوں میں سے کسی کے ساتھ دھوکہ دہی کی ہو۔

6۔ ہم اپنے ناقوس کو صرف کلیساؤں کے اندر ہی وہ بھی معمولی آواز میں بجائیں گے۔

7۔ ہم اپنی صلیب مسلمانوں کے سامنے ظاہر نہیں کریں گے۔

8۔ جب مسلمان ہمارے کلیساء کے احاطہ میں نماز اور قرآت میں مشغول ہوں تو ہم اپنی آوازوں کو بلند نہیں کریں گے۔

9۔ ہم اپنی صلیب باہر نہیں لائیں گے اور نہ ہی اپنے کلیساؤں سے مسلمانوں کے بازاروں کی جانب ظاہر کریں گے۔

10۔ ہم اپنے شادی شدہ جوڑوں کو باہر نہیں لائیں گے۔

11۔ ہم اپنے مُردوں کے ساتھ آوازیں بلند نہیں کریں گے۔

12۔ مُردوں کو لے جاتے ہوئے مسلمانوں کے بازاروں میں آگ روشن نہیں کریں گے۔

13۔ ہم خنزیروں کو ان کے سامنے نہیں ہانکیں گے۔

14۔ شراب کی خرید و فروخت نہیں کریں گے۔

15۔ ہم نہ تو اپنے شرک کو ظاہر کریں گے اور نہ ہی کسی کو اپنے مذہب کی رغبت دلائیں گے۔

16۔ ہم کسی کو بھی اپنے مذہب کی دعوت نہیں دیں گے۔

17۔ ہم ایسی معمولی سی چیز بھی جس میں کسی مسلمان کا کوئی حصہ شامل ہو، اُسے نہیں لیں گے۔

18۔ ہم اپنے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی اسلام لانا چاہے تو اُسے نہیں روکیں گے۔

19۔ ہم جہاں کہیں بھی ہوں، اپنی وضع پر ہی قائم رہیں گے۔

20۔ ہم ٹوپی پہننے، عمامہ باندھنے، چپل پہننے، بال رکھنے، سوار ہونے، گفتگو کرنے اور کنیت رکھنے میں مسلمانوں کی مشابہت نہیں کریں گے۔

21۔ ہم اپنی پیشانی کے بال کاٹیں گے اور اپنی پیشانی ایک جیسی رکھیں گے۔

22۔ ہم اپنے زُنار کو درمیان میں باندھیں گے۔

23۔ ہم اپنی انگوٹھیوں کی مہروں کو عربی میں نہیں لکھیں گے۔

24۔ ہم زین رکھ کر سوار نہیں ہوں گے۔

25۔ ہم ہتھیار نہیں بنائیں گے اور نہ پاس رکھیں گے، نیز نہ ہی تلوار لٹکائیں گے۔

26۔ ہم اپنی مجالس میں مسلمانوں کی توقیر کریں گے۔

27۔ ہم ان کے لیے راستے کشادہ کردیں گے۔

28۔ اگر مسلمان بیٹھنے کا ارادہ کریں تو ہم کھڑے ہوجائیں گے۔

29۔ ہم ان کے گھروں میں نہیں جائیں گے۔

30۔ ہم اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم نہیں دیں گے۔

31۔ ہم میں سے کوئی بھی کسی مسلمان کے ساتھ تجارت نہیں کرے گا، اگر تجارت کا معاملہ کرنا ہی پڑا تو اس کا اختیار مسلمان کو حاصل ہوگا۔

32۔ ہم ہر مسلمان مسافر کو تین دن تک مہمان بنائیں گے، جو درمیانہ درجے کا کھانا ہم خود کھاتے ہیں، وہی انہیں بھی کھلائیں گے۔

33۔ ہم ان اُمور کو بجالانے کی نا صرف اپنی جانب سے بلکہ اپنی اولاد، ازواج اور شہروں کی جانب سے بھی ضمانت دیتے ہیں۔

34۔ پس اگر ہم نے اپنی مقررہ شرائط میں سے کسی سے بھی انحراف یا انکار کیا جس کی وجہ سے ہمیں امان دی گئی تھی تو ہمارے لیے کوئی عہد باقی نہیں رہے گا اور ہمارے سلسلہ میں پھر وہ اُمور حلال ہوں گے جو کہ کسی بھی بدبخت اور لڑنے والے دشمن کے لیے حلال ہوتے ہیں۔

پس ان باتوں کو سیّدنا عبد الرحمن بن غنم ؓ نے لکھ کر سیّدنا امیر المومنین عمر ؓ کے پاس بھیجا تو آپ ؓ نے جواب لکھ کر ارسال فرمایا:

جو شرائط انہوں نے تسلیم کرلی ہیں انہیں لکھ دو اور اُن شرائط میں جو انہوں نے خود اپنے لیے مقرر کیں ہیں، دو باتوں کو مزید شامل کردو:

35۔ ہمارے قیدیوں کو نہیں خریدیں گے۔

36۔ جس نے کسی مسلمان کو قتل کیا تو اسکا عہد ختم ہو جائے گا۔

عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ نے اس پر مہر لگا دی اور مدائن شام پر رومیوں کے ذمہ داروں سے ان شرائط پر اقرار بھی لے لیا، پس یہ وہ شرائط تھیں جنہیں امیر المومنین سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر نافذ کیا نیز یہ تمام باتیں "کَنزُ العُمَّال" اور اس کے علاوہ دیگر کتب میں موجود ہیں۔[153]

☆ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "اَلسَّیفُ المَسلُول" میں ان شرائط (میں سے کچھ) کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مقرر کردہ شرائط میں شرک کے ظاہر ہونے کی صورت میں عہد کے ٹوٹنے کی دلیل موجود ہے اور اس بات میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینا اس سے بھی سنگین ترین جرم ہے۔[154]

☆ خاتم المحققین، علامہ شہاب الدین احمد ابن یونس المعروف ابن الشلبی (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوی بنام "اَلفَتَاوَی الشَّلبِیَّة" میں ذکر کیا ہے:

امام اور اس کے نائب کو چاہیے کہ وہ بھی ذمی کافروں کے ساتھ انہیں شرائط کے مطابق مصالحت کریں نیز یہ شرائط اُن شروط سے کہیں زیادہ بہتر ہیں جو امام وغیرہ اپنی جانب سے مقرر کریں گے۔

153۔ کنز العمال: 4/215، رقم الحدیث 11489، سنن کبریٰ: کتاب الجزیۃ، 9/339، رقم 17717

154۔ السیف المسلول: الباب الثانی، الفصل الثانی، ص 283

☆ علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت نے فرمایا:

جس نے ان شرائط کو قبول کر لیا اور پھر کسی شرط کی خلاف ورزی کی تو اس کی وجہ سے اس کا عہد ٹوٹ جائے گا۔

میں (محمد ہاشم ٹھٹوی) کہتا ہوں:

میں نے اس سے بھی زیادہ قابل اعتماد قول دیکھا کہ امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کا قول بیان فرمایا ہے یعنی اگر ذمی کافروں نے ان شرائط کو قبول کر لیا اور پھر بعد ازاں اس میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کی تو اس کا عہد ٹوٹ جائے گا۔

☆ نیز اس کی تائید میں محقق (امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ) نے "فَتحُ القَدِیر" میں ذکر فرمایا ہے جس کا خلاصہ یوں ہے:

جب ان ذمی کافروں کی شرائط میں یہ بات شامل تھی کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اعلانیہ گستاخی نہیں کریں گے پس اگر انہوں نے ایسا کیا تو انہوں نے اپنے عہد کو خود ہی توڑ دیا لہٰذا اُن کا قتل جائز ہو گا۔[155]

باقی رہا یہ معاملہ کہ جب کہیں اہل ذمہ کا حکم واضح بیان نہ کیا گیا ہو تو کیا ایسی صورت میں ان پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شرائط کو ہی جاری کیا جائے گا یا نہیں؟ مجھے احناف کی کتابوں میں اس بابت کوئی صراحت نہیں مل سکی۔

155۔ فتح القدیر: کتاب السیر، باب الجزیۃ، 6/59

☆ البتہ شوافع میں سے امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "السَّيْفُ المَسْلُول" میں فرمایا:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد کسی بھی امام کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اُن شرائط کے بغیر جنہیں آپ رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا، مصالحت کر لے اور تمام ہی ذمی کافروں کو آپ رضی اللہ عنہ کی شرائط کے پیش نظر ہی پناہ دی جائے گی کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی بھی حاکم نے ان شرائط کی مخالفت پر ذمیوں سے کوئی عہد وپیمان نہیں کیا بلکہ تمام ہی حکمرانوں نے ان شرائط پر اعتماد کرتے ہوئے (عہدوپیمان کیا) اور انہیں امان دی۔

لہٰذا ہم کہتے ہیں:

جب ہمیں اس بات کی خبر نہیں ہو سکی کہ امان دیتے وقت یہ شرائط مقرر کی گئیں تھیں یا نہیں؟ تو ایسے معاملہ میں ہم اسی شرائط کے مقرر کیے جانے ہی پر محمول کریں گے کیونکہ شرعی عرف ازخود ان شرائط کو مقرر کر دیتا ہے۔ اور آج کے تمام ہی ذمی کافروں کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہے کہ کسی امام نے اُن سے عہدوپیمان لیا تھا (یا نہیں)؟

پس ہم کہیں گے کہ یا تو یہ لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے ہی نسل در نسل اُسی عہد پر چلتے آرہے ہیں جو کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے آباؤ واجداد سے لیا تھا۔

یا ہم کہیں گے کہ ان کا اب کوئی عہد باقی نہیں رہا کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کسی بھی حکمران سے نہ تو کوئی شرائط منقول ہیں اور نہ ہی کوئی ایسا عہد وپیمان جس پر اعتماد کیا جا سکے۔

☆ امام ابن ابی عصرون رحمۃ اللہ علیہ نے "الِانْتِصَار" میں ایک مقام پر کسی "مسلمان خاتون سے زنا کرنے کے مسئلہ پر جبکہ (ممانعت زنا) ایسی شرط کو (ذمی کے عہدوپیمان میں) مقرر کیا گیا تھا یا نہیں کیا گیا تھا" کہ ضمن میں ایک بہترین فائدہ ذکر کیا ہے:

اگر عہد وپیمان والے عقد میں شرائط کی تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں تو اس عقد میں (زنا نہ کرنے والی) ایسی شرط کو مقرر ہی سمجھا جائے گا کیونکہ عقد مطلق کو متعارف ومشہور پر ہی محمول کیا جائے گا اور عقد شرع میں ایسا عقد (جو ذمی کافروں سے لیا جائے) انہیں شرائط پر مشتمل ہوا کرتا ہے، اسی لیے ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا: انہیں شرائط کی بنیاد پر ہم نے تمہیں امان دی تھی۔[156]/[157]

یہاں پر ہماری گفتگو مکمل ہوئی۔

156 السیف المسلول: الباب الثانی، الفصل الثانی، ص278

157 یہاں جو عبارت ذکر کی گئی ہے، اس میں نفس مسئلہ کا سیاق وسباق مختلف ہوجاتا ہے حالانکہ "السیف المسلول" ص278، مطبوعہ دار الفتح، عمان کی عبارت یوں ہے:

ما علی هذا اعطیناکم الامان، یعنی ان کاموں پر ہم نے تمہیں امان نہیں دی تھی۔

وَ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ المَرَامِ ، وَالحَمْدُ لله عَلَى التَّمَامِ ، وَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَيْرِ الأَنَامِ ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ البَرَرَةِ الْكِرَامِ ، مَا دَارَتِ اللَّيَالِي وَ الأَيَامُ وَ الشُّهُوْرُ الأَعْوَامُ ، وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ العَلِيِّ العَظِيْمِ ، وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَ سَلَّمْ .

"دعائے اختتام"

الحمدللہ! میرے ربّ کریم جلّ جلالہ کے فضل واحسان اور توفیق سے یہ ترجمہ مکمل ہوا، اس کا ترجمہ کا آغاز 17 نومبر بروز منگل 2015 کو ہوا اور آج 25 نومبر بروز بدھ 2015 کو صرف 8 دن میں اس کی تکمیل ہوئی۔

اللہ تعالی اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرماتے ہوئے میرے لیے دارین میں سرخروئی اور نجات ومغفرت کا ذریعہ بنائے نیز مجھ سمیت ساری اُمت محمدیہ کو اس کے برکات واجر سے فیضیاب فرمائے۔ آمین

اعجاز احمد

کراچی، پاکستان

"فہرس المصادر والمراجع"

الاستيعاب في معرفة الاصحاب ، لابي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر القرطبي(ت ٤٦٣هـ) ، تحقيق: الشيخ علي محمد معوض، مطبعة دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ ٢٠٠٢م.

اسد الغابة في معرفة الصحابة ، للامام ابن الاثير الجزري(ت ٦٣٠هـ)، مطبعة دار الفكر بيروت، ١٤٢٣هـ/ ٢٠٠٢م.

أحكام القرآن ، للإمام محمد بن عبد الله المعروف ابن العربي (ت٥٤٣هـ) ، تحقيق: محمد عبد القادر عطا ، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولیٰ.

الإشراف علیٰ هذاهب أهل العلم ، للإمام ابن منذر(ت ٣٠٩ هـ) ، تحقيق: عبد الله عمر البارودي ، مطبعة دار الفكر ، الطبعة ١٤١٤هـ/ ١٩٩٣م.

كتاب الأصل ، للإمام محمد بن حسن الشيباني ، تحقيق محمد بوينو كالن ، مطبعة دار ابن حزم ، الطبعة الأولیٰ ٢٠١٢م.

الإصابة في تمييز الصحابة ، للحافظ ابن حجر العسقلاني (ت ٨٥٢هـ)، تحقيق : صدقي جميل العطار ، مطبعة دار الفكر ، الطبعة الأولیٰ ١٤٢١هـ/ ٢٠٠١م.

الاصابة في معرفة الصحابة ، تحقيق: عبد الله بن عبد المحسن التركي ، مطبعة القاهرة ، الطبعة الاولي ١٤٢٩هـ ٢٠٠٨م.

الاعلام ، لخير الدين الزركلى (ت١٩٧٦م) ، دار العلم للملايين بيروت ، الطبعة خامسة عشر ٢٠٠٢م -

الاشباه والنظائر ، للإمام زين الدين بن ابرا هيم المصرى الحنفى (ت٩٧٠ھ) دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الاولیٰ١٤١٣ھ/ ١٩٩٣م .

البحر الرائق ، للإمام زين الدين المصرى الحنفى (ت٩٧٠ھ)، تحقيق: زكريا عميرات ، دار الكتب العلمية ، بيروت الطبعة الاولیٰ ١٤١٨ هـ/ ١٩٩٧م -

البحر الزخار ، للإمام ابى بكر احمد بن عمر العتكى(ت ٢٩٢ھ) ، مكتبة العلوم والحكم ، المدينة المنورة ، الطبعة الاولي ١٤٢٤/ ٢٠٠٣م

بذل القوة فى حوادث سنى النبوة ، للإمام المخدوم محمد هاشم التتوى السندى الحنفى (ت١١٧٤هـ) ، تحقيق امير احمد العباسى ،مطبعة الاسلامية پريس ، جامعة السند حيدر آباد ، الطبعة الاولي ١٣٨٦ هـ/ ١٩٦٦م -

تاريخ بغداد ، لابي بكر احمد بن علي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣هـ) مطبعة دار الكتب العلمية بيروت .

تاريخ الخلفاء ، للإمام جلال الدين عبد الرحمن السيوطى (ت٩١١ هـ) ، دار ابن حزم ، الطبعة الأولى ١٤٢٤/ ٢٠٠٣م .

التاريخ الكبير ، للإمام ابي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري(ت ٢٥٦ھ)، مطبعة دار الكتب العلمية بيروت -

تذكرة الحفاظ ، للامام ابي عبد الله شمس الدين محمد الذهبي (ت ٧٤٨هـ)، مطبعة دار الكتب العلمية بيروت .

تفسير القرطبي ، للامام محمد بن احمد القرطبي (ت ٦٧١هـ) ، تحقيق : هشام سمير البخاري ، مطبعة دار عالم الكتب الرياض -

التمهيد لما فى الموطا من المعانى والاسانيد ، للامام يوسف بن عبد الله ابن عبد البر القرطبى (ت٤٦٣ هـ) ، تحقيق : محمد عبد القادر عطا ، دار الكتب العليمة بيروت ، الطبعة الاولى ١٤١٩/ ١٩٩٩م -

تنبيه الولاة والحكام على شاتم خير الانام او احد اصحابه الكرام ، للامام ابن عابدين الشامى (ت١٢٥٢هـ) ، المكتبة الهاشمية ، دمشق ١٣٢١ هـ -

تهذيب التهذيب ، لابن حجر العسقلاني (ت ٧٥٢هـ) ، مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية حيدر آباد، الطبعة الاولىٰ ١٣٢٥هـ .

الجامع لشعب الايمان ، للامام ابى بكر احمد بن الحسين البيهقى (ت ٤٥٨ هـ) ،تحقيق الدكتور عبد العلى عبد الحميد حامد، مكتبة الرشد الرياض ، الطبعة الاولى ١٤٢٣/ ٢٠٠٣م -

جمع الجوامع ، للامام جلال الدين السيوطي (ت ٩١١هـ)، تحقيق : خالد عبد الفتاح ، مطبعة دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعةالاولىٰ ١٤٢١هـ/ ٢٠٠٠م .

الجوهرة النيرة ، للإمام أبي بكرالمعروف بالحدادي الحنفي (٨٠٠هـ)، تحقيق: الياس قبلان، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولىٰ ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م -

حاشية الطحاوى على الدر المختار ، للامام احمد بن محمد الطحاوى الحنفى (١٢٣١ه) ، طبع بولاق مصر ، سنة ١٢٨٣ هـ-

الحاوى القدسى ، للقاضى جمال الدين احمد بن محمود القابسى الغزنوى (ت ٥٩٣هـ) ، تحقيق:صالح العلى ، المكتبة النورية الرضوية ، الباكستان ، الطبعة الاولى ١٤٣٢/ ٢٠١١م -

خلاصة الفتاوى ، للامام طاهر بن احمد بن عبد الرشيد البخارى ، (ت٥٤٢ هـ) ، مطبع منشى نو لكشور ، الهند -

درر الحكام فى شرح غرر الاحكام ، للامام منلا خسرو الحنفى (ت ٨٨٥ هـ) مطبعة احمد كامل الكائنة فى دار الخلافة العليا ، سنة ١٣٣٠ هـ -

الدر المنتقى فى شرح الملتقى ، للامام علاء الدين الحصكفى الحنفى (ت ١٠٨٨هـ)، تحقيق :خليل عمران المنصور، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الاولى ١٤١٩/ ١٩٩٨م -

الذخيرة العقبي ، للمولى يوسف بن جنيد الشيهر "اخى جلبى"الحنفى (ت٩٠٥ هـ) ، المطبع الرفيع .

الذخيرة في فروع المالكية ، للإمام شهاب الدين أحمد بن إدريس القرافي المالكي (ت ٦٨٤هـ)، تحقيق : محمد بو خبزة ، مطبعة دار الغرب الاسلامي ، الطبعة الاولي، ١٩٩٤م .

رد المختار علىٰ الدر المختار ، للإمام ابن عابدين (ت ١٢٥٢هـ)، تحقيق: حسام الدين بن محمد صالح فرمور ، مطبعة دار الثقافة التراث، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ/ ٢٠٠٠م .

رمز الحقائق ، للامام محمود بن احمد العيني الحنفي (ت ٧٥٥هـ)، تحقيق : نعيم اشرف و نور احمد ، مطبعة ادارة القرآن و العلومن الاسلامية كراتشي، الطبعة الاولیٰ ٤٢٤هـ/ ٢٠٠٤م .

سبل الهدي و الرشاد ، تحقيق:الدكتور عبد المصطفي الواحد ، مطبعة القاهرة ١٤١٨هـ ١٩٩٧م .

سنن ابن ماجة ، للامام محمد بن يزيد القزوينى (ت ٢٧٣هـ) ، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الاولى ١٤١٩/ ١٩٩٧م -

سنن ابى داود ، للامام سليمان بن اشعث السجستانى (ت٢٧٥هـ) ، دار الكتب العربى بيروت ، الطبعة الاولى ١٤١٨/ ١٩٩٧م -

سنن الترمذى ، للامام محمد بن عيسى الترمذى (ت٢٩٧ هـ) ، دار الكتب العربى بيروت ، الطبعة الاولى ١٤٢١/ ٢٠٠٠م -

سنن النسائى ، للامام ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائى (ت ٣٠٣ هـ) ، تحقيق : عبد الفتاح ، دار الفكر بيروت ، ١٤١٩/ ١٩٩٩م -

السنن الكبري ، للامام ابي بكر احمد بن حسين البيهقي (ت ٤٥٨هـ)، تحقيق: محمد عبد القادر عطا، مطبعة دار الكتب العلمية بيروت، ١٤٢٠هـ/ ١٩٩٩م .

شذرات الذهب في اخبار من ذهب ، لأبي الفلاح عبد الحي بن العماد الحنبلي (ت ١٠٨٩هـ) تحقيق: محمود الأرناؤوت، مطبعة دار إبن كثير، الطبعة الأولیٰ ١٤٠٨هـ/ ١٩٨٨م .

السير و المغازي ،للامام محمد ابن إسحاق(ت ١٥١هـ)، تحقيق: الدكتورسهيل زكّار، مطبعة دار الكفر، بيروت، الطبعة الأولیٰ، ١٣٩٨/ ١٩٧٨م -

شرح مختصر الطحاوي ، للامام ابي بكر احمد بن علي المعروف بـ الجصاص الحنفي ، تحقيق: محمد عبيد الله خان، مطبعة دار البشائر الاسلامية، الطبعة الثانية ١٤٣١هـ/ ٢٠١٠م .

شروط النصارى ، للقاضي عبد الله بن أحمد بن زبر (ت ٣٢٩ هـ)، أنس بن عبد الرحمن عبد الله العقيل، مطبعة دار البشائر الإسلامية، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م -

صحيح البخارى ، للامام محمد بن اسماعيل البخارى(ت٢٥٦هـ)، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة ١٤٢٠/ ١٩٩٩م -

صحيح مسلم ، للامام ابى الحسين مسلم بن الحجاج القشيرى (ت٢٦١هـ) ، دار الارقم بيروت ، الطبعة الاولى ١٤٢١/ ٢٠٠١م -

الطبقات الكبري ، للامام محمد بن سعد (ت٢٣٠هـ) تحقيق : الدكتور علي محمد عمر، مطبعة المكتبة بالخانجي القاهرة، الطبعة الاولي ١٤٢١هـ ٢٠٠١م -

الطبقات الشافعية الكبرى ، للامام تاج الدين ابى نصر عبد الوهاب السبكى (ت٧٧١هـ) تحقيق : عبد الفتاح الحلو و محمود محمد الطناطى ، دار احياء الكتب العربية القاهرة ، الطبعة الاولى ١٩٦٤-

الفتاوى البزازية ، للامام محمد بن محمد البزازى(ت٨٢٧هـ)،الطبعة الاميرية بالقاهرة ١٣١٠ هـ-

الفتاوى التاتارخانية ، للامام فريد الدين عالم بن العلاء الاندربتى الحنفى ، الطبعة الاولى ١٤٣١/ ٢٠١٠ م -

الفتاوى الخيرية ، للامام خير الدين الرملى الحنفى(ت١٠٨١ھ) ، مطبعة عثمانية ، سنة ١٣١١ هـ -

فتاوى قارى الهداية ، للامام ابو حفص عمر بن على الحنفى (ت ٨٢٩ هـ)، دار الفرقان للنشر والتوزيع ، عمان ، ١٩٩٩م -

فتح البارى شرح صحيح البخارى ، للامام احمد بن حجر العسقلانى (ت ٨٥٢هـ) تحقيق : عبد العزيز ابن باز و محمد فواد عبد الباقى ، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الاولى ١٤٢١/ ٢٠٠٠م -

فتح القدير للعاجز الفقير ، للامام كمال الدين محمد بن عبد الواحد الحنفى (ت ٦٨١هـ) ، تحقيق : عبد الرزاق غالب ، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الاولى ١٤١٥/ ١٩٩٥م -

فتح الله المعين على شرح الكنز لمنلا مسكين ، للامام ابى السعود الحنفى (ت١١٧٢ هـ)، مطبعة جمعية المعارف -

فهرس الفهارس و الاثبات ، للعلامة عبد الحي الكتاني، تحقيق: الدكتور احسان عباس، مطبعة دار الغرب الاسلامي الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ/ ١٩٨٢م .

كتاب الأموال ، للإمام أبي عبيد قاسم بن سلام (ت ٢٢٤هـ)، تحقيق :سيّد بن رجب ، مطبعة دار الهدي النبوة مصر، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٨هـ/ ٢٠٠٧م .

الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل ، للشيخ محمود بن عمر الزمخشرى (ت ٥٣٨ هـ) ، تحقيق : محمد عبد السلام ، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الرابعة ١٤٢٧/ ٢٠٠٦م -

الكفاية شرح الهداية ، للامام جلال الدين الخوارزمى الحنفى (ت٧٦٧ هـ) ، دار احياء التراث العربى بيروت -

كنز العمال فى سنن الاقوال والافعال ، للامام علاء الدين على المتقى(ت ٩٧٥هـ)، تحقيق :محمود عمر الدمياطى ، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الثالثة ١٤٢٢/ ٢٠٠٤م -

المتواري علي ابواب البخاري ، للعلامة الامام ناصر الدين ابن المنير، تحقيق علي حسن علي ، مطبعة المكتبة الاسلامي الطبعة الاولي ١٤١١هـ/ ١٩٩٠م -

مجمع الزوائد و منبع الفوائد ،للحافظ نور الدين الهيثمي(ت ٨٠٧ھ)، تحقيق: عبد القادر عطا ، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الاولىٰ ١٤٢٢هـ/ ٢٠٠١م .

المحيط البرهاني ، للامام برهان الدين محمدو بن ابن مازه البخاري (ت ٦١٦ هـ)، تحقيق: نعيم اشرف و نور احمد، مطبعة ادارة القرآن و العلوم الاسلامية كراتشي، الطبعة الاولىٰ ١٤٢٤هـ/ ٢٠٠٤م.

مدارك التنزيل، للامام ابى البركات محمود النسفى الحنفى (ت٧١٠ھ)، تحقيق:يوسف علي، دار الكلم الطيب،الطبعة الاولي ١٤١٩هـ/ ١٩٩٨م -

مسند الامام احمد بن حنبل ، للامام احمد بن حنبل (ت ٢٤١هـ)، تحقيق: شعيب الارنؤوط، مطبعة مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولىٰ ١٤١٩هـ/ ١٩٩٩م .

معالم السنن ، للإمام الخطابي (ت ٣٨٨ هـ) ، تحقيق : عزت عبيد الدعاس، مطبعة دار البلخي، الطبعة الاولىٰ ١٣٩٣هـ/ ١٩٧٣م .

المعتمد في أصول الدين ، للقاضي أبي يعلى بن الفراء الحنبلي (ت ٤٥٨هـ)، تحقيق: د. وديع زيدان حداد ، مطبعة دار المشرق -

المعجم الصغير ، للامام ابى القاسم سليمان الطبرانى (ت٣٦٠ھ)، دار الكتب العلمية بيروت ، ١٤٠٣هـ / ١٩٨٣م -

المعجم الكبير ، للامام ابى القاسم سليمان الطبرانى (ت٣٦٠ھ)، تحقيق : حمدى عبد المجيد السلفى ، مكتبة ابن تيمية قاهرة -

معين المفتي علىٰ جواب المستفتي ، للامام محمد بن عبد الله التمرتاشي الغزي الحنفي (ت ١٠٠٤هـ) ، تحقيق: د. محمود شمس الدين امير الخزاعي، مطبعة المكتبة المعروفية كوئته، الطبعة ١٤٣٢هـ/ ٢٠١١م .

كتاب المغازى ،للامام محمد بن عمر الواقدى (ت ٢٠٧هـ)، تحقيق : مارسدن جونس ، عالم الكتب بيروت ، الطبعة الثالثة ١٤٠٤/ ١٩٨٤م -

المواهب اللدنية بالمنح المحمدية ، للامام احمد بن محمد القسطلانى (ت ٩٢٣ هـ)، تحقيق :دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الاولى ١٤١٦/ ١٩٩٦م -

النتف فى الفتاوى ، للامام على بن الحسين السغدى (ت ٤٦١ هـ) ، تحقيق : محمد نبيل ، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الاولى ١٤١٧/ ١٩٩٦م -

النهر الفائق ، للإمام سراج الدين عمر بن إبراهيم إبن نجيم الحنفي المصري ، تحقيق أحمد عزو عناية، مطبعة دار الكتب العلمية بيروت.

وفاء الوفا باخبار دار المصطفى ، للعلامة نور الدين السمهودى (ت ٩١١ھ)، تحقيق : الدكتور قاسم السامرائى ، مؤسسة الفرقان للتراث الاسلامى ، الطبعة الاولى١٤٢٢/ ٢٠٠١م -

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ہدیۃً شائع شُدہ کُتُب ورسائل

طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم، حج اکبر کی حقیقت، دعاء بعد نمازِ جنازہ

عورتوں کے ایّام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم،

تخلیقِ پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کا کردار،

عصمت نبوی ﷺ کا بیان، تنویر البرہان، فلسفہ اذان قبر،

غیر اسلامی رسومات کے خلاف اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے سو(100) فتاوی

کیا اولیاء اللہ اور بت ایک ہیں؟ بلائے نجدیہ، ستر استغفارات،

جماعت اسلامی پر ایک تنقیدی جائزہ، شہادت کی فضیلت،

شوال کے چھ روزوں کی شرعی حیثیت، الأربعین،

سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

پسندیدہ تحفہ (فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت)

اس کے علاوہ بھی بہت مفید رسائل و کتب دستیاب ہیں
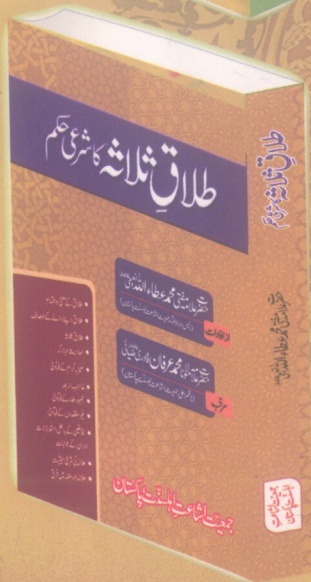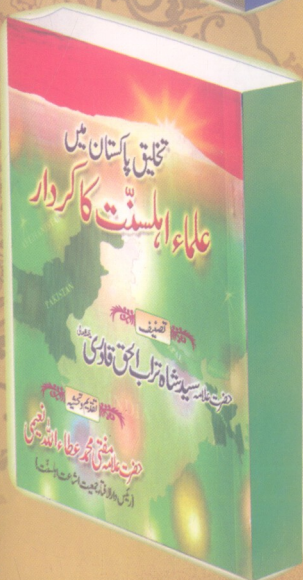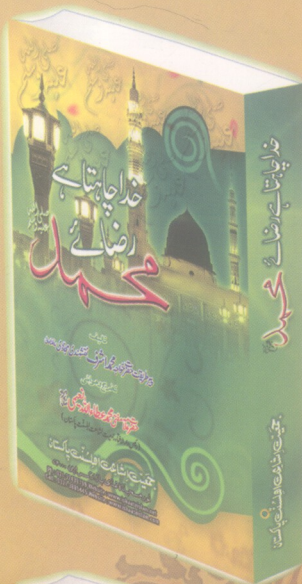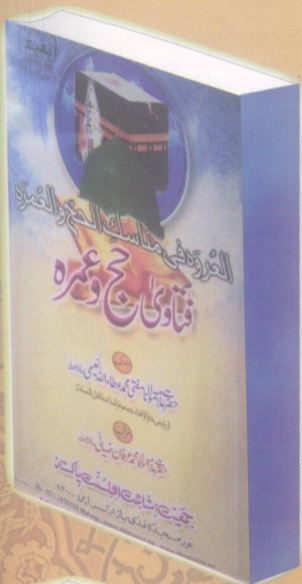
جمعیّت اِشاعت اہلِسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net